



# مجموعه قوانین اسلام

جلد ششم

ڈاکٹر تنزیل الرحمن (تمیز امتیاز)  
جج سیدہ عالی کورٹ

# مجموعہ قوانین اسلام

جلد ششم

قانون شفعہ

ڈاکٹر تنزیل الرحمن،

ایم اے ایل ایل بی، پی ایچ ڈی، ایڈووکیٹ

اعزازی مشیر قانون

ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد

---

از مطبوعات ادارہ تحقیقات اسلامی، پوسٹ بکس نمبر ۱۱۰۳۵، اسلام آباد

## مطبوعات ادارہ تحقیقات اسلامی

نمبر 42

ادارہ تحقیقات اسلامی، پوسٹ بکس نمبر 1035، اسلام آباد  
جملہ حقوق محفوظ

اشاعت اول 1981 طبع دوم 1993 طبع سوم 2000 طبع چہارم 2004 طبع پنجم 2008

ڈاکٹر محمد حمید اللہ لائبریری، ادارہ تحقیقات اسلامی  
کوائف فہرست سازی دوران طباعت

تذیل الرحمن، 1928 -

مجموعہ قوانین اسلام - جلد ششم : قانون شفعہ

(ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد - سلسلہ مطبوعات نمبر 42)

1 - فقہ اسلامی 2 - شفعہ (اسلامی قانون)

الف - عنوان ب - سلسلہ

ISBN 969-408-048-7

طبع دوم

6 ج 340. 59 dc 20

قیمت XXXX روپے



طابع و ناشر : ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد  
مطبع : ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد

## فہرست موضوعات

### مقدمہ

- ۲۰۱۳ ..... شفعہ/ایک تمدنی ضرورت
- ۲۰۱۳ ..... جواز شفعہ اور احادیث نبوی
- ۲۰۱۳ ..... شریک جائداد کا حق شفعہ
- ۲۰۱۳ ..... حق شفعہ کا اصول اور استحسان
- ۲۰۱۶ ..... حق شفعہ اور شراکت فی الحقوق اور ہمسائیگی
- ۲۰۱۶ ..... شریعت اسلامی کا امتیاز
- ۲۰۱۷ ..... کیا حق شفعہ مفاد عامہ کے منافی ہے ؟
- ۲۰۲۰ ..... بھارتی سپریم کورٹ کا فیصلہ
- ۲۰۲۰ ..... شفعہ کی تعریف
- ۲۰۲۱ ..... کس جائداد میں حق شفعہ حاصل ہوتا ہے ؟
- ۲۰۲۱ ..... حق شفعہ صرف غیر منقولہ جائداد میں ہوتا ہے
- ہبہ ، وصیت و میراث میں حاصل شدہ جائداد میں
- ۲۰۲۲ ..... حق شفعہ
- ۲۰۲۳ ..... جائداد موقوفہ میں حق شفعہ
- ۲۰۲۳ ..... نزولی آراضی میں حق شفعہ
- ۲۰۲۳ ..... معاملات جن میں حق شفعہ حاصل ہوتا ہے
- ۲۰۲۵ ..... انتقال جائداد بھوض مہر اور حق شفعہ

- ۲۰۲۵ ..... ہب بشرط عوض اور حق شفعم
- ۲۰۲۶ ..... مکان نزاعی کے متعلق صلح اور حق شفعم
- ۲۰۲۶ ..... ردّ مبيع اور حق شفعم
- ۲۰۲۷ ..... عدالتی نیلام جائداد اور حق شفعم
- ۲۰۲۹ ..... راقم الحروف کی رائے
- ۲۰۲۹ ..... حق شفعم کب پیدا ہوتا ہے ؟
- ۲۰۳۱ ..... بیع نامہ کی عدم رجسٹری کا اثر شفعم پر
- ۲۰۳۱ ..... بیع نا حق یا کامل
- ۲۰۳۲ ..... بیع فاسد میں شفعم
- ۲۰۳۲ ..... خیارات اور حق شفعم
- ۲۰۳۳ ..... صفت شفعم
- ۲۰۳۳ ..... سبب شفعم
- ۲۰۳۳ ..... شرکت کے سبب حق شفعم ہونے کی وجہ
- ۲۰۳۳ ..... شفعم پر بنائے قبضہ
- ۲۰۳۳ ..... راقم الحروف کی رائے
- ۲۰۳۵ ..... قبضہ مخالفانہ اور شفعم
- ۲۰۳۵ ..... بیوہ کا قبضہ بعدم ادائیگی مہر اور شفعم
- ۲۰۳۶ ..... راقم الحروف کی رائے
- ۲۰۳۶ ..... ہندو بیوہ کے انتقالات
- ۲۰۳۷ ..... شفعم میں مسلم و غیر مسلم میں تفریق نہیں

- ۲۰۳۸ ..... حق ترجیح و ترتیب شفعاء
- ۲۰۳۸ ..... پاکستانی قانون
- ۲۰۳۹ ..... ہم مرتبہ شفعاء ہونے کی صورت میں
- ۲۰۳۹ ..... ایک سے زائد مساوی الدرجہ شفعاء
- ۲۰۳۰ ..... طلب شفعہ
- ۲۰۳۱ ..... طلب اور قانون شفعہ پنجاب و سرحد
- ۲۰۳۱ ..... قوانین مال گزاری کے تحت طلب شفعہ
- ۲۰۳۱ ..... تفریق صفحہ
- ۲۰۳۳ ..... شفعہ قانونی کی موت
- ۲۰۳۳ ..... حق شفعہ قائم مقام پر منتقل ہو جاتا ہے
- ۲۰۳۳ ..... پاکستان میں شفعہ کا آغاز
- ۲۰۳۵ ..... سنی اور شیعہ قانون شفعہ میں بنیادی فرق
- ۲۰۳۶ ..... شفعہ بر بنائے رواج
- ۲۰۳۶ ..... کچھ اس جلد کے بارے میں

(متن Text)

۲۰۵۱ ..... **دفعات**

پہلا باب

**تعریفات و متعلقات شفعہ**

- ۲۰۶۹ ..... ۳۰۹۔ نام
- ۲۰۶۹ ..... ۳۱۰۔ تعریفات :

۲۰۷۰	.....	مالکیہ
۲۰۷۱	.....	شافعیہ
۲۰۷۱	.....	حنبلہ
۲۰۷۲	.....	شیعہ جعفریہ
۲۰۷۲	.....	اسباب شفعہ میں احناف اور ائمہ ثلاثہ کے درمیان فرق و امتیاز
۲۰۷۲	.....	المجلد الاحکام العدلیہ میں شفعہ کی تعریف
۲۰۷۳	.....	مصری قانون
۲۰۷۳	.....	پاکستانی قانون
۲۰۷۳	.....	حق شفعہ
۲۰۷۵	.....	شفیع
۲۰۷۵	.....	مشفوعہ
۲۰۷۵	.....	مشفوعہ بہ
۲۰۷۵	.....	عقار
۲۰۷۵	.....	بیع
۲۰۸۰	.....	بائع
۲۰۸۰	.....	مشتری
۲۰۸۰	.....	زرمن
۲۰۸۰	.....	قیمت کی ادائیگی
۲۰۸۰	.....	شفیع خلیط

۲۰۸۱	.....	شفیع جار
۲۰۸۱	.....	کوچہ نافذہ
۲۰۸۱	.....	کوچہ غیر نافذہ
۲۰۸۱	.....	نہر صغیر
۲۰۸۱	.....	نہر کبیر
۲۰۸۱	.....	طلب موائبت
۲۰۸۱	.....	طلب اشہاد
۲۰۸۱	.....	طلب خصومت
۲۰۸۱	.....	دیہی غیر منقولہ جائداد
۲۰۸۲	.....	راقم الحروف کی رائے
۲۰۸۳	.....	شہری غیر منقولہ جائداد
۲۰۸۳	.....	زرعی آراضی
۲۰۸۵	.....	راقم الحروف کی
۲۰۸۸	.....	تعمیر یا آراضی ممد زراعت
۲۰۸۸	.....	چاہ کا باغ
۲۰۸۸	.....	بلا فصل آراضی
۲۰۸۸	.....	چراگاہیں
۲۰۸۹	.....	الائی کا حق
۲۰۸۹	.....	بانی کا حق
۲۰۸۹	.....	بیع فاسد



۲۰۸۹	.....	مجلس
۲۰۸۹	.....	مشتری کی ملکیت یا حقیقت
۲۰۹۱	.....	شفعہ کا جواز
۲۰۹۳	.....	شفعہ کی حکمت
۲۰۹۵	.....	شفعہ کا حکم
۲۰۹۵	.....	شفعہ کی شرط
۲۰۹۵	.....	شفعہ کی کیفیت
۲۰۹۷	.....	<u>۳۱۱ - اسباب شفعہ</u>
۲۰۹۷	.....	شرکت فی المبیع
۲۰۹۸	.....	حنفی مسلک
۲۱۰۱	.....	مالکی اور حنبلی مسالک
۲۱۰۱	.....	شافعی مسلک
۲۱۰۱	.....	شیعہ امامیہ
۲۱۰۱	.....	رائج الوقت قانون
۲۱۰۲	.....	راقم الحروف کی رائے
		شریک جائداد کے حق میں منتقلی کی صورت میں
۲۱۰۳	.....	شفعہ کا حکم
۲۱۰۴	.....	حقوق فی المبیع
۲۱۰۴	.....	خاص سیرابی
۲۱۰۶	.....	خاص راستہ

۲۱۰۷	.....	ہم سایہ
۲۱۰۷	.....	حنفی مسلک
۲۱۰۸	.....	مالکی مسلک
۲۱۰۹	.....	شافعی مسلک
۲۱۰۹	.....	حنبلی مسلک
۲۱۱۰	.....	ظاہری مسلک
۲۱۱۰	.....	شیعہ امامیہ
۲۱۱۰	.....	مصری قانون
۲۱۱۱	.....	پاکستانی قانون
۲۱۱۲	.....	<u>۳۱۲ - درجات شفعہ</u>
۲۱۱۳	.....	حنفی مسلک
۲۱۱۳	.....	ائمہ ثلاثہ کا نقطہ نظر
۲۱۱۳	.....	ظاہریہ مسلک
۲۱۱۳	.....	شیعہ امامیہ کا مسلک
۲۱۱۴	.....	مصری قانون
۲۱۱۵	.....	پاکستانی قانون
۲۱۱۶	.....	ترجیحی حق کس وقت موجود ہونا چاہئے
۲۱۱۷	.....	مشتری (خریدار) کی اہلیت رکھنا
۲۱۱۷	.....	بہتر حق
۲۱۱۸	.....	شفعہ اور اصول میدوران نالٹس

- ۲۱۱۸ ..... مدعی شفیع اور مدعا علیہ مشتری میں فرق
- ۲۱۱۸ ..... حق شفیع بلا استعمال بے اثر ہو جاتا ہے
- ۲۱۱۹ ..... باز فروختگی اور حق شفیع
- ۲۱۱۹ ..... شفیع کا بعد فروخت اپنی حیثیت میں اضافہ بے اثر ہوگا
- ۲۱۲۱ ..... پاکستانی قانون - جائزہ
- ۲۱۲۱ ..... ۳۱۳ - زیریں اور بالائی منزل کے مالکان کا باہمی تعلق
- ۲۱۲۲ ..... حنفی مسلک
- ۲۱۲۳ ..... اہم نکتہ
- ۲۱۲۵ ..... مالکی مسلک
- ۲۱۲۶ ..... شافعی مسلک
- ۲۱۲۷ ..... ۳۱۴ - تحتی آراضی اور تعمیر کا شریک
- ۲۱۲۸ ..... حنفی مسلک
- ۲۱۲۹ ..... مالکی مسلک
- ۲۱۲۹ ..... شافعی مسلک
- ۲۱۲۹ ..... حنبلی مسلک
- ۲۱۳۰ ..... ۳۱۵ - ایک سے زائد شفعاء موجود ہونے کی صورت  
میں طریقہ تقسیم
- ۲۱۳۱ ..... ایک سے زائد شفعاء موجود ہونے کی صورت  
میں کسی شفیع کی دستبرداری
- ۲۱۳۱ ..... حنفی مسلک

۲۱۳۱	.....	مالکی مسلک
۲۱۳۲	.....	شافعی مسلک
۲۱۳۲	.....	حنبلی مسلک
۲۱۳۲	.....	ظاہری مسلک
۲۱۳۲	.....	شیعی مسلک
۲۱۳۳	.....	پاکستانی قانون
۲۱۳۳	.....	رائج الوقت قانون
۲۱۳۳	.....	عدالتی نظائر
۲۱۳۳	.....	<u>۳۱۶ - شرکاء حقوق کے چند اقسام کا اجتماع</u>
۲۱۳۶	.....	چند خاص مسائل
۲۱۳۷	.....	<u>۳۱۷ - شریک فی الطريق مقدم ہے شریک فی السبیل پر</u>
۲۱۳۸	.....	حنفی مسلک
۲۱۳۸	.....	دیگر مذاہب فقہ
۲۱۳۸	.....	<u>۳۱۸ - بعض عمارات کی نسبت کوئی حق شفعہ حاصل نہ ہوگا ..</u>
۲۱۳۹	.....	نوعیت کا تعین
۲۱۳۹	.....	دکان و مسجد کے لئے آراضی مشفوع ہو سکتی ہے
۲۱۳۹	.....	دوکان مشفوعہ ہم ہو سکتی ہے
۲۱۴۰	.....	مسجد مشفوعہ ہو سکتی
۲۱۴۰	.....	دکان کی تعریف
۲۱۴۰	.....	ایک سے زائد مقاصد کیلئے استعمال

۲۱۳۱	.....	اسٹور یا گودام
۲۱۳۱	.....	کپڑے کی تعریف
۲۱۳۱	.....	سراڑھے

## باب - دوسرا

### شرائط شفیع

۲۱۳۵	.....	<u>۳۱۹ - مشفوعہ کے غیر منقولہ ہونے کی شرط :</u>
۲۱۳۵	.....	جائداد غیر منقولہ
۲۱۳۶	.....	حنفی مسلک
۲۱۳۶	.....	دیہی جائداد غیر منقولہ
۲۱۳۶	.....	شہری جائداد غیر منقولہ
۲۱۳۷	.....	مالکی مسلک
۲۱۳۸	.....	شافعی مسلک
۲۱۳۹	.....	حنبلی مسلک
۲۱۳۹	.....	ظاہری مسلک
۲۱۳۹	.....	شیعی مسلک
۲۱۵۰	.....	<u>۳۲۰ - ملکیت ہونے کی شرط :</u>
۲۱۵۱	.....	حنفی مسلک
۲۱۵۱	.....	مالکی مسلک
۲۱۵۲	.....	شافعی مسلک
۲۱۵۳	.....	حنبلی مسلک

- ۲۱۵۳ ..... ظاہری مسلک
- ۲۱۵۳ ..... شیعہ مسلک
- ۲۱۵۳ ..... متعلقات آراضی کی بیع :
- ۲۱۵۳ ..... حنفی مسلک
- ۲۱۵۵ ..... شافعی مسلک
- ۲۱۵۶ ..... ۳۲۲ - منتقلی بذریعہ بیع یا مشابہ بیع سے حق شفعہ پیدا ہوگا
- ۲۱۵۶ ..... حنفی مسلک
- ۲۱۵۷ ..... فسخ یا اقالہ کی صورت میں حق شفعہ
- ۲۱۵۷ ..... حنفی مسلک
- ۲۱۵۸ ..... مالکی مسلک
- ۲۱۵۹ ..... شافعی مسلک
- ۲۱۶۰ ..... نتیجہ بحث
- ۲۱۶۱ ..... حنبلی مسلک
- ۲۱۶۱ ..... ظاہری مسلک
- ۲۱۶۲ ..... شیعہ مسلک
- ۲۱۶۲ ..... عدالتی نظائر
- ۲۱۶۲ ..... راضی نامہ بیع نہیں
- ۲۱۶۲ ..... تبادلہ
- ۲۱۶۳ ..... ۳۲۳ - منتقلی بذریعہ بالعوض یا ہبہ بشرط عوض سے حق شفعہ پیدا ہوتا
- ۲۱۶۳ ..... ۳۲۳ - منتقلی بذریعہ ہبہ وصیت یا میراث سے حق شفعہ

۲۱۶۲	.....	پیٹا نہیں ہوتا :
۲۱۶۳	.....	حنفی مسلک
۲۱۶۵	.....	مالکی مسلک
۲۱۶۵	.....	شافعی مسلک
۲۱۶۶	.....	حنبلی مسلک
۲۱۶۶	.....	ظاہری مسلک
۲۱۶۶	.....	شیعی مسلک
۲۱۶	.....	قانون مصر
۲۱۶	.....	عدالتی نظائر
۲۱۶	.....	حق شفعہ کن انتقالات سے متعلق نہیں ہوتا
۲۱۶۸	.....	<u>۳۲۵- بطلان شفعہ - ترک سکوت یا رضامندی سے :</u>
۲۱۶۹	.....	اختیاری امور
۲۱۷۰	.....	غیر اختیاری یا لازمی امور
۲۱۷۱	.....	مشروط ترک شفعہ
۲۱۷۲	.....	ضامن یا وکیل ہونے کے سبب ترک شفعہ
۲۱۷۳	.....	ترک شفعہ کا غیر مشروط عمل
۲۱۷۳	.....	جزئی کا ترک کل کا ترک متصور ہوگا
۲۱۷۳	.....	وصی یا ولی کا ترک شفعہ
۲۱۷۵	.....	یثیم کا حق شفعہ
۲۱۷۶	.....	مشفوعہ سے کی فروخت سے شفعہ باطل ہو جائے گا

- ۲
- ۲۱۸۸ ..... مشفوعہ بہ کے وقف کر دینے کی صورت میں
- ۲۱۸۹ ..... ترک شفعہ کے اطلاق کا اصول
- ۲۱۸۰ ..... مالکی مسلک
- ۲۱۸۱ ..... وصی یا باپ کا ترک شفعہ
- ۲۱۸۲ ..... بیع بہ خیار شرط میں شفعہ واجب نہ ہوگا
- ۲۱۸۳ ..... وکیل کا ترک شفعہ
- ۲۱۸۳ ..... سقوط حق کا وقف
- ۲۱۸۳ ..... جزء بر کل کا اطلاق ہوگا
- ۲۱۸۳ ..... شافعی مسلک
- ۲۱۸۳ ..... مشفوعہ بہ کی فروخت اور سقوط شفعہ
- ۲۱۸۳ ..... بیع بہ خیار شرط اور سقوط شفعہ
- ۲۱۸۵ ..... وقف کی صورت میں
- ۲۱۸۵ ..... معنوی رضامندی ترک شفعہ کے لئے کافی ہے
- ۲۱۸۶ ..... ترک جزء ترک کل کے حکم میں ہوگا
- ۲۱۸۷ ..... حنبلی مسلک
- ۲۱۸۷ ..... ترک شفعہ کا وقت
- ۲۱۸۷ ..... ترک شفعہ بسبب غلط بیانی
- ۲۱۸۸ ..... خیار اور عدم وجوب شفعہ
- ۲۱۸۸ ..... ولی کا طلب شفعہ
- ۲۱۸۸ ..... مشفوعہ بہ کی فروخت اور سقوط شفعہ



- ۲۱۸۹ ..... وفات شفیع اور حق شفعم
- ۲۱۸۹ ..... کل مشفوعہ کا شفعم
- ۲۱۹۰ ..... ظاہری مسلک
- ۲۱۹۰ ..... شیعہ مسلک
- ۲۱۹۱ ..... شفعم اور وراثت
- ۲۱۹۱ ..... مشفوعہ بم کی فروخت کا شفعم پر اثر
- ۲۱۹۱ ..... خیاب شرط کے ساتھ بیع کی صورت میں حق شفعم
- ۲۱۹۲ ..... صلح ، کفالت اور وکالت کی صورت میں شفعم
- ۲۱۹۲ ..... شفیع کے غیر موجود یا محجور ہونے کی صورت میں شفعم
- ۲۱۹۳ ..... شفعم کل جائداد مبیعہ میں ہو سکے گا
- ۲۱۹۳ ..... عدالتی نظائر
- ۲۱۹۵ ..... ۳۲۶ - عوض جائداد مشفوعہ :
- ۲۱۹۵ ..... مہر کے عوض جائداد میں شفعم
- ۲۱۹۶ ..... راقم الحروف کی رائے
- ۲۱۹۶ ..... جائداد عوض خلع یا صلح قتل عمد میں شفعم :
- ۲۱۹۶ ..... حنفی مسلک
- ۲۱۹۷ ..... مالکی مسلک
- ۲۱۹۷ ..... شافعی مسلک
- ۲۱۹۸ ..... حنبلی مسلک
- ۲۱۹۸ ..... راقم الحروف کی رائے

۲۱۹۸	.....	شیعی مسلک
۲۱۹۹	.....	پاکستانی قانون
۲۱۹۹	.....	۲۲۷ - میعہ مشفوعہ سے بائع کی ملک کا اسقاط شرط ہے :
۲۱۹۹	.....	حنفی مسلک
۲۱۹۹	.....	بیع فاسد اور حق شفعہ
		بیع فاسد میں مشتری کے تعمیر کرنے
۲۲۰۰	.....	کی صورت میں شفعہ کا وجوب
۲۲۰۳	.....	خیار شرط کی صورت میں شفعہ کی طلب کا وقت
۲۲۰۵	.....	شفیع کا خیار عیب و خیار رویت
۲۲۰۵	.....	بیع الوفا کی صورت میں شفعہ
۲۲۰۵	.....	مالکی مسلک
۲۲۰۶	.....	خیار شرط کی صورت میں شفعہ
۲۲۰۶	.....	شافعی مسلک
۲۲۰۷	.....	بیع فاسد کی صورت میں
۲۲۰۷	.....	خیار رویت و خیار عیب
۲۲۰۷	.....	حنبلی مسلک
۲۲۰۸	.....	خیار عیب و خیار رویت
۲۲۰۸	.....	ظاہری مسلک
۲۲۰۸	.....	مصری قانون

## تیسرا باب طلب شفعہ

۲۲۱۳	.....	<u>۳۲۸ - موثبت :</u>
۲۲۱۳	.....	حنفی مسلک
۲۲۱۴	.....	مالکی مسلک
۲۲۱۸	.....	شافعی مسلک
۲۲۱۹	.....	حنبلی مسلک
۲۲۱۹	.....	ظاہری مسلک
۲۲۲۰	.....	شیعی مسلک
۲۲۲۱	.....	مصری قانون
۲۲۲۲	.....	عدالتی نظائر
۲۲۲۲	.....	<u>۳۲۹ - طلب اشہاد :</u>
۲۲۲۳	.....	حنفی مسلک
۲۲۲۴	.....	نتیجہ اختلاف روایت
۲۲۳۱	.....	شافعی مسلک
۲۲۳۳	.....	حنبلی مسلک
۲۲۳۵	.....	شیعی مسلک
۲۲۳۴	.....	عدالتی نظائر
۲۲۳۰	.....	نتیجہ فکر
۲۲۳۱	.....	طلب اشہاد بذریعہ خط

۲۲۳۱	.....	طلب اشہاد میں تاخیر
۲۲۳۲	.....	احکام شرع کی پابندی
۲۲۳۲	.....	طلب اشہاد میں طلب موثبت کا ذکر
۲۲۳۲	.....	وقت واحد میں طلب موثبت اور طلب اشہاد
۲۲۳۳	.....	<u>۳۳۰ - طلب خصومت :</u>
۲۲۳۳	.....	حنفی مسلک
۲۲۳۵	.....	دیگر ائمہ کا نقطہ نظر
۲۲۳۶	.....	مصری قانون
۲۲۳۶	.....	عدالتی نظائر
۲۲۳۷	.....	عذر بے نامی
۲۲۳۷	.....	شفعہ میں امر مانع تقریر مخالف
۲۲۳۸	.....	<u>۳۳۱ - ولی یا وصی کا حق طلب :</u>
۲۲۳۸	.....	حنفی مسلک
۲۲۵۱	.....	مالکی مسلک
۲۲۵۱	.....	شافعی مسلک
۲۲۵۱	.....	حنبلی مسلک
۲۲۵۲	.....	ظاہری مسلک
۲۲۵۲	.....	شیعہ امامیہ مسلک
۲۲۵۲	.....	<u>۳۳۲ - شفیع کے لئے مسلم ہونا شرط نہیں :</u>
۲۲۵۳	.....	حنفی مسلک

۲۲۵۳	.....	مالکی مسلک
۲۲۵۳	.....	شافعی مسلک
۲۲۵۳	.....	حنبلی مسلک
۲۲۵۳	.....	ظاہری مسلک
۲۲۵۵	.....	شیعہ امامیہ مسلک
۲۲۵۵	.....	عدالتی نظائر

### چوتھا باب

### حکم شفعہ

۲۲۵۹ - مشفوعہ میں شفعہ کو ملکیت حاصل ہونا :

۲۲۵۹	.....	حنفی مسلک
۲۲۶۲	.....	راقم الحروف کی رائے
۲۲۶۳	.....	مالکی مسلک
۲۲۶۶	.....	قضا علی الغائب
۲۲۶۹	.....	شافعی مسلک
۲۲۶۸	.....	حنبلی مسلک
۲۲۶۹	.....	مصری قانون
۲۲۶۹	.....	عدالتی نظائر

۲۲۷۰ - ملکیت حاصلہ بشفعہ پر بیع کے احکام مرتب ہوں گے :

۲۲۷۱	.....	حنفی مسلک
۲۲۷۲	.....	مالکی مسلک

۲۲۴۲	.....	شافعی مسلک
۲۲۴۳	.....	حنبلی مسلک
۲۲۴۳	.....	شیعہ امامیہ مسلک
۲۲۴۳	.....	مصری قانون
۲۲۴۵	.....	عدالتی نظائر
۲۲۴۵	.....	شفیع شرائط بیع کا پابند ہے
۲۲۴۵	.....	<u>۳۳۵ - شفیع کا قبل قبضہ مشفوعہ فوت ہو جانا :</u>
۲۲۴۶	.....	حنفی مسلک
۲۲۴۸	.....	مالکی مسلک
۲۲۴۸	.....	شافعی مسلک
۲۲۴۸	.....	حنبلی مسلک
۲۲۸۰	.....	ظاہری مسلک
۲۲۸۰	.....	شیعہ امامیہ مسلک
۲۲۸۱	.....	مصری قانون
۲۲۸۱	.....	عدالتی نقطہ نظر
۲۲۸۲	.....	<u>۳۳۶ - بطلان شفعہ بسبب بیع مشفوعہ ہم :</u>
۲۲۸۲	.....	حنفی مسلک
۲۲۸۳	.....	مالکی مسلک
۲۲۸۳	.....	شافعی مسلک
۲۲۸۴	.....	حنبلی مسلک

- ۲۲۸۵ ..... ظاہری مسلک
- ۲۲۸۵ ..... شیعہ امامیہ مسلک
- ۲۲۸۵ ..... ۳۳۷ - حق شفعہ ناقابل منتقلی اور ناقابل تجزیہ و تقسیم ہے :

- ۲۲۸۶ ..... حنفی مسلک
- ۲۲۸۹ ..... مالکی مسلک
- ۲۲۹۰ ..... شافعی مسلک
- ۲۲۹۲ ..... حنبلی مسلک
- ۲۲۹۳ ..... ظاہری مسلک
- ۲۲۹۳ ..... شیعہ امامیہ مسلک
- ۲۲۹۷ ..... عدالتی نظام
- ۲۲۹۸ ..... راقم الحروف کی رائے

۳۳۸ - جائداد مشفوعہ کی ملکیت سے قبل دوسری

- ۲۳۰۰ ..... جائداد ہم ساتیگی پر حق شفعہ :
- ۲۳۰۱ ..... حنفی مسلک
- ۲۳۰۲ ..... مالکی و شافعی مسالک
- ۲۳۰۲ ..... حنبلی مسلک
- ۲۳۰۳ ..... ظاہری مسلک
- ۲۳۰۳ ..... ۳۳۹ - مشتری کی جانب سے مشفوعہ میں اضافہ :
- ۲۳۰۳ ..... حنفی مسلک
- ۲۳۰۷ ..... تصرفات مؤثر بہ ملکیت

۲۳۰۷	.....	مالکی مسلک
۲۳۰۸	.....	شافعی مسلک
۲۳۱۰	.....	حنبلی مسلک
۲۳۱۲	.....	ظاہری مسلک
۲۳۱۲	.....	شیعی مسلک
۲۳۱۳	.....	محاکم
۲۳۱۵	.....	عدالتی نظائر
۲۳۱۶	.....	آراضی مبیعہ کی منی فروخت کرنا
۲۳۱۷	.....	تجزیہ
۲۳۱۹	.....	ثمرۃ درخت
۲۳۲۰	.....	جائداد مشفوعہ کا منافع
		قیمت خرید جمع کرانے کے بعد
۲۳۲۱	.....	شفیع منافع جات کا مستحق ہوگا
۲۳۲۱	.....	۳۳۰ - ثمن کی ادائیگی کا حکم :
۲۳۲۲	.....	حنفی مسلک
۲۳۲۳	.....	ثمن کی ادائیگی کا وقت
۲۳۲۳	.....	نجویز
۲۳۲۵	.....	مالکی مسلک
۲۳۲۷	.....	شافعی مسلک
۲۳۲۹	.....	حنبلی مسلک
۲۳۲۹	.....	ظاہری مسلک



۲۳۳۰	.....	شیعی مسلک
۲۳۳۰	.....	مسائل متفرقہ
۲۳۳۱	.....	رائج الوقت قانون
۲۳۳۱	.....	عدالتی نظائر
۲۳۳۳	.....	ضمانت کی نوعیت
۲۳۳۳	.....	شفعہ ایکٹ کے احکام کی تعمیل
۲۳۳۵	.....	ادائیگی کی تاریخ کا تعین لازمی ہے
۲۳۳۶	.....	عرضی دعویٰ کا رد کیا جانا قابل ایبل ہے
۲۳۳۶	.....	معناً توسیع
۲۳۳۶	.....	حق شفعمہ ایک مصنوعی حق ہے
۲۳۳۸	.....	<u>۳۳۱ - اخراجات بیع کی پابہ جانی :</u>
۲۳۳۹	.....	<u>۳۳۲ - دعویٰ شفعمہ کی میعاد سماعت :</u>
۲۳۳۰	.....	عدالتی نظائر
۲۳۳۲	.....	نالس مابین شفیعان
۲۳۳۳	.....	سریک مستری کے مقابلے میں دعویٰ خارج المیعاد کا اثر
۲۳۳۳	.....	<u>۳۳۳ - رفع ثبوت شفعمہ کے لئے حیلہ :</u>
۲۳۳۵	.....	عدالتی نظائر
۲۳۳۶	.....	ترکیب اور دھوکہ
۲۳۵۱	.....	ضمیمہ

★★★★★★

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## مقدمہ

انسانی فطرت دنیاوی زندگی میں استحکام اور امن و سلامتی کی خواہش مند ہے۔ مادی سہولتوں کا حصول اس استحکام کا ایک معروف ذریعہ ہے۔ اسی میں جائداد کی طلب بھی داخل ہے۔ ہر انسان چاہتا ہے کہ وہ جائداد کا بلا شرکت غیرے مالک ہو۔ وہ کسی کی مداخلت پسند نہیں کرتا۔ چنانچہ عام طور پر یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ اگر کسی جائداد میں کئی شریک ہونے ہیں تو جب تک باہم اتفاق و اتحاد اور اخوت و دوستی رہتی ہے تو ہر شریک اپنے حصے و جائداد سے مستفید ہوتا رہتا ہے۔ لیکن جب ان میں تنہا حصول استفادہ کی خواہش پیدا ہو جاتی ہے تو آپس میں رنجش اور اختلافات پیدا ہو جاتے ہیں۔ ہر شریک دوسرے کو محروم کرنے کی کوشش کرتا ہے اور یہ صورت اس وقت زیادہ پریشان کن ثابت ہوتی ہے جب کہ کوئی ایک شریک اپنا حصہ کسی غیر شخص کے ہاتھ فروخت کرنا چاہتا ہے۔

## شفعہ/ایک تمدنی ضرورت :

اسلام انسانی تمدنی زندگی کو امن و عافیت سے ہم کنار دیکھنا چاہتا ہے اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب کہ اجتماعی زندگی میں باہمی موافقت پیدا کر کے ایسے اصول وضع کئے جائیں جن سے انفرادی حیثیت ترقی پذیر اجتماعات میں عملاً اس طرح تحلیل ہو جائے کہ ہر فرد رضاکارانہ طور پر ایک دوسرے سے اس طرح مانوس ہو جائے کہ باہمی زندگی میں تلخی کا سانس نہ ہو۔

اور انسان بے حیثیت مجموعی پر امن زندگی بسر کر سکے۔ اس کے لئے ہم سائیکس تمدن کی پہلی سیڑھی ہے جس کے پائدار تحفظ کے لئے اسلام بہت سے اصول و ضوابط رکھتا ہے۔ انہیں میں ایک اہم اصول اور ضابطہ "حق شفعم" ہے جس کی بنیاد آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متعدد احادیث پر قائم ہے کہ اگر کسی ہم سایہ کا رہائشی مکان یا منفعت بخش زمین یا جائداد غیر منقولہ فروخت ہو تو شریک جائداد، شریک فی الحقوق اور ہمسایہ کو یہ حق عطا کیا جائے کہ وہ علی الترتیب اس شے مبیعہ کو مشتری سے جبراً (نہ کہ بر بنائے معاہدہ) فروخت شدہ قیمت پر حاصل کر سکیں۔

## جواز شفعم اور احادیث :

شفعم کے جواز کے سلسلے میں جو احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آثار صحابہ مروی ہیں وہ حسب ذیل ہیں :

(۱) عن جابر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الجار احق بسفعة جاره ينتظر بها وان كان غائباً اذا كان طريقهما واحداً (ابوداؤد، مسند احمد ترمذی، ابن ماجہ، دارمی)

حضرت جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلعم) نے فرمایا۔ بڑوسی اپنے شفعم کا زیادہ استحقاق رکھتا ہے۔ اگر وہ غائب (غیر موجود) ہو تو شفعم کے لئے اس کا انتظار کیا جائے مگر یہ شفعم اس وقت ہوگا جب کہ دونوں ہم سایوں کا راستہ ایک ہو۔

۲: عن جابر فضی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالشفعة فی کل مال یمسک فاذا وقعت الحدود و صرفت الطرق فلا شفعة (بخاری)

حضرت جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلعم) نے شفعم کا ہر اس

چیز میں حکم کیا جو ہنوز تقسیم نہ کی گئی ہو اور شرکت باقی ہو، لیکن جب اس کے حدود متعین اور راستے علاحدہ علاحدہ ہو جائیں تو اب (بیر بنائے شراکت) شفعہ نہیں رہا۔

(۳) عن جابر قال قضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالشفعة فی کل شركة لم تقسم ربعة او حائطاً لا یحل له ان یتبع حتی یوذن شریکھ فان شاء اخذو ان شاء ترک فان باعہ ولم یوذنہ فهو احق بہ (مسلم)

حضرت جابر سے مروی ہے کہ رسول اکرم (صلعم) نے ہر مشترک چیز میں شفعہ کا حکم دیا ہے جب تک اس کی تقسیم نہ ہوئی ہو، خواہ وہ مشترک چیز مکان ہو۔ یا باغ۔ مالک کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے شریک کو اطلاع دینے بغیر اسے بیچ ڈالے (بلکہ اس کو اطلاع دینی ضروری ہے) پھر شریک کو اختیار ہے کہ اس کو لے لے یا چھوڑ دے لیکن جب مالک اس مکان یا باغ (یا زمین) کو بیچ ڈالے اور شریک کو اطلاع نہ دے تو شریک اس چیز (مکان، باغ یا زمین) کا زیادہ مستحق ہوگا۔

(۴) عن ابی رافع قال قال صلی اللہ علیہ وسلم الجار احق بسقبہ۔

ابو رافع سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم سایہ اپنے قرب و اتصال کے سبب شفعہ کا زیادہ استحقاق رکھتا ہے۔

احادیث مندرجہ بالا (۱) و (۲) کے مجموعی مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شفعہ شریک اور ہم سایہ دونوں کے لیے ثابت ہے۔ اور حدیث نمبر (۳) میں شی کی تخصیص مکان و باغ (زمین) سے کرنے سے یہ امر بھی ثابت شدہ ہے کہ شفعہ صرف غیر منقولہ اشیاء میں ہے۔ حدیث نمبر (۴) سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر جائداد مشترک ہو تو شریک جائداد کو اپنے حصے کی فروخت کی قبل از وقت اطلاع دوسرے شرکاء کو دینے کی ہدایت ہے۔

## شریک جائداد کا حق شفعہ :

اسلامی قانون شفعہ باہمی امن و سکون کی خاطر اس شریک کو جو اپنا حصہ فروخت کرنا چاہتا ہے مجبور کرتا ہے کہ وہ اپنا حصہ غیر شخص کو فروخت کرنے کے بجائے اپنے شریک کے ہاتھ فروخت کرے ساگر وہ شریک نہ خریدنا چاہے تو اس کو اختیار ہے ، ورنہ اگر ایک شریک جائداد نے اپنا حصہ کسی غیر شخص کے ہاتھ فروخت کر دیا تو دوسرے شریک کو حق حاصل ہوگا کہ وہ اس خریدار سے اسی قیمت پر «بحق شفعہ» اس حصہ جائداد کو حاصل کر لے ، تاکہ جائداد تقسیم کے خطرے سے دوچار ہو کر نت نئے جائدادی تنازعے کھڑے نہ ہوں ۔

## حق شفعہ کا اصول اور استحسان :

جس اصول پر یہ حق مبنی ہے وہ یہ ہے کہ جائداد غیر منقسم کا ہر شریک جائداد کے ہر فرد (Unit) میں شریک ہے۔ جو شریک اپنا حصہ فروخت کرنا ہے وہ دوسرے شرکاء کے حصص کے استفادے میں دخل دیتا ہے جس کی اجازت اس کو بغیر ان کی رضامندی کے نہیں دی جا سکتی۔ یہ نظریہ اصول استحسان (قیاس خفی) پر قائم ہے۔ یہی پابندی دیہی آراضی میں حق گزر آب و سیرابی وغیرہ سے متعلق ہوتی ہے جو زرعی پیداوار کی افزونی اور بالآخر ملکی معیشت کے استحکام کے نقطہ نظر سے بھی خاص اہمیت کی حامل ہے۔

## حق شفعہ اور شراکت فی الحقوق اور ہمسائیگی :

اسلامی قانون شفعہ ، علاوہ شرکت فی المبیع کے ، حقوق کی شرکت کی بنیاد پر بھی جائداد کے حصول کا حق عطا کرتا ہے۔ مزید برآں ، جائدادی تعلق سے ایک اہم مسئلہ ہم سائیگی کا پیدا ہوتا ہے۔ یقینی طور پر ہر شخص

ایسے ہم سائے کو پسند کرتا ہے جو عادات اور رهن سہن میں اس جیسا ہو۔ اسلامی قانون شفعہ معاشرتی امن و سکون کے نیک مقصد کے حصول کے لئے ایک شخص کو یہ حق دیتا ہے کہ اس کی ہم سائیگی میں اگر کوئی جائداد فروخت ہو رہی ہے تو وہ بحق شفعہ اس کو حاصل کر سکے۔ شفعہ کی دو حکمتیں ہیں۔ ایک یہ کہ آدمی اجنبی شخص کی ہم سائیگی سے تکلیف نہ پائے، اس لئے ناپسندیدہ اجنبیوں کو اس کے بڑوس میں داخل ہونے سے روکا جائے، اور دوسری حکمت یہ ہے کہ جائداد کو تقسیم کے ضرر سے محفوظ رکھا جائے

## شریعت اسلامی کا امتیاز :

بنیادی طور پر حق شفعہ آراضیات کے انصال پر مبنی ہے، خواہ یہ انصال حقیقی ہو یا تملیکی یا کسی حق مخلوط کے سبب ہو۔ چنانچہ شرکت ملکیت شرکت حقوق اور ہم سائیگی اسلامی قانون شفعہ کی تین بنیادیں ہیں جن پر حق شفعہ کی عمارت کھڑی ہے۔ اور یہ امتیاز صرف شریعت اسلامی کو حاصل ہے کہ دنیا کی تاریخ قانون میں سب سے پہلے شریعت اسلامی میں اس حق کو قانونی حیثیت و وقعت دی گئی اور اس حق کی حفاظت کے لئے تفصیلی احکام اور قواعد و ضوابط مدون کئے گئے۔

## کیا حق شفعہ مفاد عامہ کے منافی ہے ؟

جدید تہذیبی دنیا کے بعض ماہرین قانون کا یہ خیال ہے کہ یہ ایک کمزور قسم کا حق ہے اور خاص نوعیت کا حامل ہے۔ اس کا استعمال مفاد عامہ کے منافی ہے (۱۱ کلکتہ، ص ۷) کیوں کہ یہ مالک جائداد کے اس حق میں دخل اندازی کرتا ہے کہ وہ اپنی جائداد اپنے بہترین مفاد کے مطابق فروخت کرے۔ (۹۱ پنجاب ریکارڈ، ۱۹۰۸ء) بالفاظ دیگر قانون شفعہ انسان کے اس حق سے متصادم و مزاحم ہوتا ہے جو اسے جائداد رکھنے اور فروخت کرنے کے سلسلے میں

حاصل ہوتا ہے۔ جدید ماہرین قانون حق شفعہ کو سوسائٹی کی معاشرتی ترقی کے منافی قرار دیتے ہیں، حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ حق شفعہ مالک جائداد کے عام حق ملکیت کے ہرگز منافی نہیں ہے۔ اسلامی قانون شفعہ مالک جائداد کے حق انتقال پر فی نفسہ پابندی عائد نہیں کرتا بلکہ فقہاء اسلام کے نزدیک حق شفعہ پیدا ہی اس وقت ہوتا ہے جب کہ وہ اپنی جائداد کسی دوسرے کے حق میں قطعی طور پر منتقل کر دے اور وہ معاہدہ بیع اس مالک (بایع) اور مشتری (خریدار) کے حق میں ناقابل فسخ ہو۔ البتہ یہ صحیح ہے کہ مشتری کا حق خریداری اور جائداد مشفوعہ کو بذریعہ خریداری اپنی ملکیت میں قائم و برقرار رکھنے کا حق ایک حد تک حق شفعہ کے ذریعہ ضرور متاثر ہوتا ہے۔ اور اس کو بالآخر شفعہ کے حق میں جائداد مبیعہ سے دست بردار ہونا پڑتا ہے۔ لیکن اس امر کو جائداد رکھنے کے حق کے منافی قرار دینا درست قرار نہیں دیا جا سکتا، کیوں کہ سوسائٹی کی تشکیل میں بنیادی عنصر باہمی امن و سلامتی ہے۔ ایک متمدن معاشرہ میں باہم ایک دوسرے پر یہ معاشرتی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ہر ایک شخص معاشرتی سکون کے حصول میں اپنا قرار واقعی حصہ ادا کرے نہ کہ وہ اپنے کسی فعل سے دوسرے شخص کی آسائش اور استفادہ جائداد کی آزادی میں مغل اور مضرت رساں ہو۔ آزادی کے معنی ہرگز یہ نہیں ہیں کہ ہر شخص کو اختیار ہے کہ وہ جو جی چاہے کرے یا جو اس کے خیال میں جائز و درست معلوم ہو، کر گزرے۔ فرد کی آزادی سے فقہاء نے ہمیشہ محدود آزادی مراد لی ہے اور انسانی سوسائٹی کی ترقی و بقا اور فلاح کے لئے انسان کو کچھ قیود و شرائط کا پابند قرار دیا ہے۔ اگرچہ اس کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے افعال میں آزاد ہو، لیکن ساتھ ہی اس پر یہ فرض عائد کیا گیا ہے کہ وہ اپنے افعال سے دوسرے کی آزادی میں مغل نہ ہو اور نہ دوسرے کو مضرت پہنچانے کا سبب بنے۔ اس اصول کو ہماری عدالتوں نے مناسب پابندیوں (Reasonable restrictions) کے عنوان سے اپنی بحثوں کا

موضوع بنایا ہے جن کو امتناعی نظر بندی کے قوانین یا دستوری قانون میں بنیادی حقوق کی بحثوں کے تحت عدالتی فیصلہ جات میں دیکھا جا سکتا ہے۔

مزید برآں، قوانین تجارت کے تحت باہمی لین دین میں بذریعہ معاہدہ اس امر کو جائز اور درست تسلیم کیا گیا ہے کہ ایک بائع اپنے مشتری پر مناسب پابندیاں عائد کر دے جس کے تحت وہ اگر اس مبیعہ کو فروخت کرنا چاہے تو پہلے بائع کو پیش کش کرے۔ جدید قوانین سے ایسی بیشتر مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں جن میں انسان کی معاشرتی زندگی کے میدان میں بہت سی پابندیاں عائد کر دی گئی ہیں جن میں تحدید کرایہ داری (Rent restriction) حصول جائیداد (Acquisition of property) اور انضباط اجارہ داری (Monopoly control) کے قوانین بین مثالیں ہیں۔ لہذا قانون شفعہ پر اس اعتراض کی گنجائش باقی نہیں رہتی، بلکہ اگر ہم نظر غائر دیکھا جائے تو جو فوائد اور اچھے اثرات قانون شفعہ سے معاشرے پر مرتب ہوتے ہیں ان کے پیش نظر اس قانون کی ضرورت اور افادیت بڑھ جاتی ہے۔ کسی معاشرے کے مہذب اور ترقی یافتہ ہونے کی سب سے بڑی علامت یہ ہے کہ وہ اپنے افراد کے ضعیف سے ضعیف حق کی بھی ہر ممکن حد تک پاسپانی اور حفاظت کرے اسلامی قانون اس ضمن میں سب سے آگے ہے، حتیٰ کہ حق شفعہ کو جو جائداد کے تعلق سے بلاشبہ ایک ضعیف حق ہے، قرار واقعی تحفظ بخشتا ہے۔ اور اس کے ذریعہ، گو محدود طور پر ہی سہی، معاشرے میں باہمی امن و سکون کی فضا برقرار رکھنا چاہتا ہے۔ البتہ وہ اس ضعیف حق کی مصلحت عامہ کے تحت حسب ضرورت پاس داری کرتے ہوئے شفعہ کو سختی کے ساتھ ان شرائط کی تکمیل پر آمادہ دیکھنا چاہتا ہے جو حق شفعہ کے ثبوت کے لئے لازم قرار دی گئی ہیں۔ مثلاً حق شفعہ کے انبات کے لئے طلب موافقت اور طلب اشہاد کی سختی کے ساتھ تکمیل پر زور دیتا ہے۔ چنانچہ یہ حق صرف اسی وقت نافذ کیا جاتا ہے جب کہ صحیح طور پر اس کا وجود تمام متعلقہ شرائط کے ساتھ ثابت ہو جائے



حق شفیع کے ثبوت کے لئے جو قیود احکام شرع میں معین ہیں ثابت نہ ہوں تو دعویٰ خارج ہو جاتا ہے۔ شفیع کی نالٹ برہنائے شریعت اسلام کی جائزے تو یہ دیکھنا کافی ہے کہ وہاں شرع کے احکام متعلق بہ شفیع جاری ہیں نیز یہ کہ بائع اس کا پابند ہے۔ کیوں کہ اگر بائع ان احکام کا پابند ہے تو اس کی جائداد سے تمام ذمہ داریاں اور حقوق متعلق ہو جائیں گے ، خواہ مشتری ان احکام کا تابع ہو یا نہ ہو۔

## بھارتی سپریم کورٹ کا فیصلہ :

مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں سپریم کورٹ آف انڈیا کے فیصلے بقدمہ بھاؤ رام بنام سنج ناتھ مندرجہ اے۔ آئی۔ آر سنہ ۱۹۶۲ء سپریم کورٹ صفحہ ۱۲۶۶ و سنت رام بنام لایہ سنگھ مندرجہ اے۔ آئی۔ آر سنہ ۱۹۶۵ء سپریم کورٹ صفحہ ۳۱۳ کہ ہمسائیگی کے سبب حق شفیع بھارتی دستور کے آرٹیکل ۱۹ (۱) سے متصادم ہے ، محل نظر ہیں۔

## شفیع کی تعریف :

شفیع وہ شخص ہے جو جائداد زیر بیع سے تعلق رکھتا ہے۔ ایسا شخص یا تو جائداد غیر منقسمہ کے شریک مالک کی حیثیت سے اپنے اس تعلق کا اظہار کرتا ہے یا شریک فی الحقوق یا ہم سایے کی حیثیت سے شفیع کا مطالبہ کرتا ہے۔ شرکت بطور ملکیت کی بنیاد کے تمام اسلامی مکاتب فقہ میں مسلمہ طور پر تسلیم کی گئی ہے لیکن حنفی فقہاء اس میں ان لوگوں کو بھی شامل کرتے ہیں جو بائع کی مشارکت میں خاص خاص حقوق آسانش کو کام میں لانے کے مجاز ہیں۔ مثلاً حق راہ یا حق آب۔ نیز وہ ان بڑوسیوں کو بھی شفیع میں داخل کرتے ہیں جن کی جائداد مبیعہ سے ملحق و متصل واقع ہے۔ یہ ہر سہ لوگ شفیع کہلاتے ہیں اور ان کو یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ وہ بائع کو مجبور

کریں کہ وہ جائداد کو ، بجائے ایک غیر شخص یا کسی ایسے شخص کے ہاتھ فروخت کرنے کے جس کو کوئی ایسا تعلق حاصل نہ ہو ، ان کے ہاتھ فروخت کرے ۔

## کس جائداد میں حق شفعم حاصل ہوتا ہے ؟ :

شفعم کی بنیادی شرط یہ ہے کہ مبیع عقار ہو ۔ یعنی جس جائداد کی فروخت عمل میں آئی ہو وہ غیر منقولہ ہو جیسے زمین ، کنواں ، پن چکی ، مکان وغیرہ ۔ نیز یہ کہ ہر عقار (غیر منقولہ) میں حق شفعم حاصل ہوتا ہے خواہ عقار قابل تقسیم ہو یا ناقابل تقسیم ، جیسے حمام ، پن چکی یا خاص راستہ ۔ یہ نقطہ نظر احناف کا ہے ۔ امام شافعی کے نزدیک عقار ناقابل تقسیم میں حق شفعم نہیں ہے ۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ قابل تقسیم نہ ہونے کے سبب عقار مضرت سے محفوظ ہے ، لیکن احناف کی دلیل یہ ہے کہ دوسرے شریک یا ناپسندیدہ ہم سایے کے سبب جو مضرت پہنچے گی وہ قابل لحاظ اور موجب شفعم ہے ۔

## حق شفعم صرف غیر منقولہ جائداد میں ہوتا ہے :

شفعم کے غیر منقولہ جائداد سے متعلق ہونے میں ائمہ احناف ، شوافع اور حنابلہ متفق ہیں گو امام مالک کے نزدیک بعض مخصوص منقولہ اشیاء میں بھی شریک کو شفعم کا حق حاصل ہوتا ہے ۔ شیعہ حضرات بھی منقولہ اشیاء میں حق شفعم کے قائل نظر آتے ہیں ۔ اگرچہ یہ قول صاحب شرائع الاسلام کے بموجب ضعیف ہے ۔ قوی قول کے بموجب یہ حضرات بھی فقہاء احناف سے متفق ہیں کہ شفعم کا حق صرف غیر منقولہ جائداد میں ہوتا ہے ۔ صرف عمارت یا درخت «بلا زمین» عقار کی تعریف میں نہیں آتے ۔ اس لئے اگر صرف عمارت یا درخت فروخت کئے جائیں تو بالعموم حق شفعم ان سے متعلق نہیں

ہوتا ، لیکن اگر عمارت اور درخت مع زمین یا صرف زمین فروخت کی جائے تو حق شفعمہ حاصل ہوگا۔ صرف عمارتی ملبہ میں شفعمہ نہیں ہے۔ گو کہ وہ اس وقت زمین سے ملحق ہے لیکن قابل علاحدگی ہونے کے سبب منقولہ کے حکم میں ہے۔ یہی صورت درختوں کی یا درختوں میں لگے ہوئے پھلوں کی ہے۔ البتہ اس قاعدہ کلیہ میں صرف ایک استثناء ہے وہ یہ ہے کہ عمارت کی ایک سے زائد منزل ہونے کی صورت میں ہر ایک منزل میں حق شفعمہ حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ اگر کوئی عمارت سبب منزل ہے اور ہر منزل کا راستہ نجلی منزل میں ہے تو اوپر کی ہر دو منزل کے مالک زیریں منزل میں برابر کے شفعمہ ہوں گے کیوں کہ ہر دو «شریک فی الطریق» ہیں اور اگر اوپر کی منزلوں کا راستہ کسی کوچہ عام میں ہے تو اگر نجلی منزل کی بیع ہوئی تو درمیانی منزل کا مالک اپنی بالائی منزل کے مالک سے مقدم ہوگا ، اس کے ترک شفعمہ کے بعد بالائی منزل کے مالک کو حق حاصل ہوگا اور اگر درمیانی منزل فروخت ہوئی تو بالائی اور نجلی منزل کے ہر دو مالکان کو برابر کا حق حاصل ہوگا۔ اسی طرح غیر منقولہ کے تابع ہونے کی صورت میں منقولہ میں (غیر منقولہ کے ساتھ) شفعمہ حاصل ہوگا ، مثلاً آراضی کے ساتھ۔ اس پر لگے ہوئے درختوں میں شفعمہ حاصل ہوگا۔

## ہبہ، وصیت و میراث میں حاصل شدہ جائداد میں حق شفعمہ :

ہبہ ، وصیت اور میراث کے عوض حاصل شدہ جائداد میں حق شفعمہ بالاتفاق ثابت نہیں ، البتہ ہبہ بالعوض یا بشرط عوض میں حق شفعمہ ثابت ہوگا کیوں کہ ایسا ہبہ بیع کے حکم میں ہوتا ہے۔

## جائداد موقوفہ میں حق شفعمہ :

یہ اصول مسلم ہے کہ جائداد وقف میں شفعمہ نہیں ہے اور نہ وقف

کے واسطے شفعہ ہے اور نہ وقف کے جوار (پڑوس ، ہم سانگیگی) میں شفعہ ہے۔ چنانچہ اگر کسی شخص کا گھر وقف کی زمین پر ہو تو اس کے واسطے شفعہ نہیں۔ اور اگر وہ شخص ، اپنی عمارت فروخت کرے تو اس عمارت میں بھی شفعہ نہیں ہے۔ وقف میں اس واسطے شفعہ نہیں کہ موقوفہ کی بیع جائز نہیں ، لیکن اگر شرعاً کسی جائداد موقوفہ کی بیع کسی وقت جائز قرار دے دی گئی ہو اور وہ بیع کی جائے تو اس کے جوار کے ہم سایہ کو اس کا خریدنا بحق شفعہ درست ہے۔ (۱) اصول یہ ہے کہ جو وقف کسی حال میں مملوک نہ ہو سکتا ہو اس میں شفعہ نہیں اور جو وقف کسی حالت میں مملوک ہو سکتا ہو اس میں شفعہ ہے۔ (۲)

## نزولی آراضی میں حق شفعہ :

زمین کے سلسلے میں ایک مسئلہ نزولی آراضی کا بھی ہے۔ نزولی آراضی سے مراد وہ آراضی ہے جو اس لئے روک لی گئی ہو کہ زراعت یا عمارت بنانے کے لئے کرایہ پر دے دی جایا کرے اور پس۔ علامہ علاء الدین حصکفی صاحب الدرالمختار کے نزدیک جو مکان نزولی آراضی پر واقع ہو اور مالک مکان اسے (مکان کو) فروخت کرے تو حق شفعہ پیدا نہیں ہوتا۔ اس کی دلیل یہ بیان کی گئی ہے کہ نزولی آراضی مکان کے ساتھ فروخت نہیں کی جاتی ہے ، لہذا بلا زمین کے محض تعمیر میں شفعہ پیدا نہیں ہوتا۔

ہو سکتا ہے کہ زمانہ قدیم میں نزولی آراضی ملک عقار کی تعریف سے خارج ہو لیکن عہد جدید میں نزولی آراضی پر ملک عقار کی تعریف صادق آتی

(۱) معادہ ان مالا بملک من الوصف حال فلا شفعۃ فیہ وما بملک حال فہی الشفعۃ واما ان بیع بحورد و

کان حص السع ملکاً ، و حصہ وہما و بیع الملک فلا شفعۃ للوصف۔ (الدرالمختار ج ۱ ص ۱۹۵)

ردالمحار ، جلد ۵ ، ص ۱۹۵

(۲) الدرالمختار بر حاشیہ ردالمحار جلد ۵ ص ۱۹۵

ہے۔ اس لئے راقم الحروف کے نزدیک اس سے نہ صرف حق شفعہ پیدا ہونا چاہئے بلکہ ایسی آراضی کی ملکیت و قبضہ موجب شفعہ بھی ہونا چاہئے۔ چنانچہ ایسی آراضی میں جب بائع کا قبضہ بے ادائیگی نزل مقررہ ہو اور قابض کو حق انتقال حاصل ہو تو اس آراضی پر حق شفعہ جاری ہوگا اور شفیع ایسی آراضی کی نسبت حق شفعہ کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ اسی طرح، نزولی آراضی کی مثل، آراضی کاشت میں بھی پشم دار کو مستقل حقوق قبضہ و توریث و انتقال حاصل رہتے ہیں، اس سے بھی حق شفعہ متعلق ہوگا۔

چنانچہ آراضی نزولی خواہ وہ سرکار سے لی ہو یا جاگیردار سے یا کسی اور شخص سے اس سے حق شفعہ پیدا ہوتا ہے۔ (۳۱)

اسی طرح آراضی کاشت میں اگر پشم دار کو مستقل حقوق قبضہ، توریث و انتقال حاصل ہوں تو اس میں شفعہ حاصل ہوتا ہے۔ یہ بھی مثل آراضی نزولی کے ہے، (۳۲)

چوں کہ آراضی نزولی پر ملک عقار کی تعریف صادق آتی ہے اس لئے حق شفعہ پیدا ہوگا۔ البتہ ان آراضیات میں حق شفعہ نہیں ہے جن کو حکومت نے بیت المال کے لئے باغراض مفاد عامہ مخصوص کر دیا ہو، کیوں کہ وہ فی المعنی وقف کے حکم میں ہیں۔

**معاملات، جن میں حق شفعہ حاصل ہوتا ہے :**

شفعہ کی دوسری شرط یہ ہے کہ «عقد معاوضہ» ہو یعنی معاملہ بدل (Consideration) کے ساتھ ہو اور مال کا معاوضہ مال ہو جو موجب

(۳۱) رحمت سی بنام بیگولی، دکن لا رپورٹ، ج ۲، ص ۵۳

حاجی عبدالجبار بنام سیدلال، دکن لا رپورٹ، ج ۱، ص ۶۰

(۳۲) یادو بنام گوئند راؤ، دکن لا رپورٹ، ج ۶، ص ۲۰۳

(۳) مقنن دکن ج ۱، ص ۳۳ (اعلا س کانسلہ)

شفعہ ہو۔ چنانچہ اگر عقد معاوضہ بالمال نہ ہو تو شفعہ پیدا نہ ہوگا۔ ظاہر ہے کہ عقد بلا معاوضہ مال میں جائداد لینے والا "مشتري" کی تعریف میں داخل نہ ہوگا۔ چنانچہ مہر، اجارہ، خلع اور قتل عمد کی صلح کے سلسلے میں جائداد حاصل کرنے کی صورت میں حق شفعہ نہیں ہے۔

## انتقال جائداد بعوض مہر اور حق شفعہ :

فتاویٰ قاضی خان، ہدایہ، الدر المختار، اور فتاویٰ عالمگیری میں صراحتاً مذکور ہے کہ انتقال جائداد بعوض مہر، جس میں شفعہ نہیں، اس صورت میں ہے جب کہ زوجہ کا مہر ہی گھر یا آراضی قرار دیا گیا ہو۔ اگر مہر میں کوئی رقم مقرر ہوئی اور بعد میں شوہر اس رقم مہر کے عوض زوجہ کے حق میں مکان منتقل کر دے تو اس میں شفعہ ہوگا، کیونکہ یہ صورت تبادلہ مال بمال کی ہے۔ مکان اس رقم کا معاوضہ ہے جو مہر کے سلسلے میں شوہر کے ذمہ واجب الادا تھی۔ (۱)

## ہب بشرط عوض اور حق شفعہ :

ہب بشرط عوض میں ہر دو بدل پر قبضہ ہو گیا ہو تو شفعہ واجب ہوگا کیوں کہ یہ عقد بالمعاوضہ ہے۔ لیکن شرط معاوضہ کا صراحتاً مذکور ہونا ضروری ہے۔ چنانچہ اگر پہلے الف نے ب کے حق میں بلا کسی معاوضہ یا شرط معاوضہ کے اپنا مکان ہب کر دیا۔ بعد میں ب نے الف کے حق میں اتنا کوئی مکان یا آراضی بلا کسی عوض یا شرط عوض کے ہب کر دی تو دونوں میں سے کسی جائداد میں حق شفعہ نہ ہوگا، کیوں کہ انتقال بلا ذکر عوض ہوا ہے اور فریقین کا یہ فعل محض تبرع و احسان شمار ہوگا۔

## مکان نزاعی کے متعلق صلح اور حق شفعم :

ایک مکان کے متعلق دو شخصوں میں تنازعہ ہے۔ مدعا علیہ نے جو مکان پر قبضہ ہے دعوا سے انکار کرنے کے بعد کچھ رقم دے کر صلح کر لی۔ ایسی صورت میں مکان نزاعی کے متعلق حق شفعم حاصل نہ ہو گا کیوں کہ صلح مدعی کے دعوائے ملکیت کے انکار کے بعد ہوئی اور مدعا علیہ کی دانست میں یہ مکان خود اسی کا تھا۔ بنا بریں کوئی بیع عمل پذیر نہ ہوئی۔ اسی طرح اگر مدعا علیہ جواب دہی سے انکار کرے اور اس کے بعد کچھ رقم دے کر صلح کر لے تو یہ تصور کیا جائے گا کہ مدعا علیہ نے حلف لینے کی زحمت گوارا نہیں کی یا مقدمہ بازی کی زحمت سے بچنے کی خاطر رقم دے کر صلح کر لی، اس لئے اس صورت میں بھی حق شفعم پیدا نہ ہوگا۔

اس کے برخلاف، اگر مدعا علیہ مدعی کے دعوے کو تسلیم کر لے اور اس کے بعد رقم دے کر صلح کر لے اور مکان اپنے قبضے میں رکھ لے تو حق شفعم پیدا ہو جائے گا۔ کیوں کہ وہ مکان بوجہ اقرار ملکیت غیر بعد صلح اس کی ملکیت میں داخل ہوا ہے۔

## رد مبیع اور حق شفعم :

اگر بعد حصول قبضہ عیب کی وجہ سے بلا حکم عدالت جانن داد واپس کی جائے یا اقالہ کیا جائے یعنی بائع و مشتری معاہدہ بیع کو فسخ کرنے پر رضامند ہو جائیں تو اس سے شفیع کو حق شفعم حاصل ہوگا کیوں کہ قبضہ مشتری کے بعد بر بنائے عیب بلا حکم عدالت بائع پر جانن داد کا واپس لینا واجب نہیں، اس کے باوجود بائع اگر جانن داد واپس لیتا ہے تو گویا وہ مشتری سے جانن داد خریدتا ہے اگرچہ مابین مشتری و بائع یہ صورت « اقالہ بیع » کی ہے لیکن دوسروں کے مقابلے میں اس کی حیثیت « بیع جدید » کی ہے اس لئے شفیع کو حق

شفعہ حاصل ہوگا۔

## عدالتی نیلام جائداد اور حق شفعہ :

جو جائداد تحت ضابطہ دیوانی نیلام کی جاتی ہے اس میں از روئے شرع محمدی یا تحت قانون رائج الوقت حق شفعہ حاصل نہیں ہوتا کیوں کہ خریداری نیلام جو بذریعہ عدالت ہوتا ہے اس میں خریدار کا حق محفوظ کرنا ضروری ہے۔ دوسرے یہ کہ شرعاً حق شفعہ اس بیع میں ہوتا ہے جس کو مالک جائداد بیع کرے لیکن اگر عدالت بیع کرے تو اس میں شفعہ نہیں ہونا چاہئے۔<sup>۱۷</sup>

آرڈر ۲۱ قاعدہ ۸۸ ضابطہ دیوانی، مجریہ، ۱۹۰۸ء کے تحت اگر نیلام ہونے والی جائداد کسی جائداد کا غیر منقسم حصہ ہو اور دو یا دو سے زائد اشخاص میں سے ایک حصہ دار اس جائداد کی بولی دے تو اس کے حق میں منتقلی پر پنجاب شفعہ ایکٹ نافذ نہیں ہوتا۔

اسی طرح پنجاب شفعہ ایکٹ سے دخل رعیتانہ زمین پنجاب ۱۸۸۷ء کے احکام متاثر نہیں ہونے۔ ایکٹ شفعہ میں حقوق دخیل کاری صراحتاً محفوظ کئے گئے ہیں کیوں کہ ایکٹ دخل رعیتانہ زمین ۱۸۸۷ء کی دفعات ۵۳ و ۵۴ کے تحت لینڈ لارڈ کو اس کے دخیل کار مزارع کی طرف سے حق دخیل کاری کے کسی انتقال کی صورت میں خریدنے کا ترجیحی حق دیا گیا ہے۔ (۹۰ پنجاب ریکارڈ، ۱۹۰۹ء)۔

دخیل کار مزارع کی طرف سے اس کے حقوق دخیل کاری کی فروخت کی نسبت کوئی حق شفعہ نہیں ہے، خواہ ایکٹ دخل رعیتانہ زمین کی کسی بھی دفعہ کے تحت اپنا قبضہ رعیتی رکھتا ہو (۱۰۸ انڈین کیسز، ۵۹۸) چار

۱۷ راجہ سادہ راجہ وغیرہ، دکن لا رپورٹ، ج ۶۶، ص ۱۷۷



چہ فروخت کنندہ کے یک جذبان کو شفعہ کا کوئی حق حاصل نہیں ہے۔ ایکٹ دخل رعیتانہ زمین کی رو سے حق لینڈ لارڈ کو دیا گیا ہے (اے آئی آر، ۱۹۲۸ء، لاہور، ص ۶۲) اگر لینڈ لارڈ ایکٹ دخل رعیتانہ زمین پنجاب کی دفعات ۵۳ و ۵۴ کے تحت کاربند ہونے سے انکار کرے تب بھی یہ امر حق شفعہ کو ترک کرنے کی حد تک نہیں پہنچتا۔ (۸)

جو جائداد بصیغہ اجراء ڈگری عدالت کے ذریعہ نیلام کی جائے اس میں حق شفعہ نہیں ہوتا۔ (۹) کیوں کہ نیلام مالک اصلی کی حد تک غیر اختیاری ہوتا ہے۔ لیکن اگر دو بولی بولنے والوں میں سے ایک شفیع ہو اور بولی دونوں کی برابر ہو تو عدالت شفیع کو ترجیح دے گی۔ البتہ تعمیل مختص کی ڈگری کی تعمیل میں اگر بیع نامہ تکمیل کیا جائے تو حق شفعہ تاریخ تکمیل بیع نامہ سے پیدا ہو جائے گا۔ (۱۰)

بمقدمہ محمد وزیر بنام جہانگیر مل جسٹس عبدالرشید اور جسٹس کارنلیس نے قرار دیا کہ تعمیل مختص کی ڈگری کے اجراء میں فروخت دراصل ایک عدالتی فعل ہے اور جائداد میں شفعہ طلب نہیں کیا جا سکتا۔ (۱۱) اس مقدمہ میں فاضل ججان نے اے آئی آر ۱۹۲۳ء لاہور ۱۶۳ سے اختلاف کرتے ہوئے ۳۰ بی ایل آر ۱۹۱۱ء پر اعتماد کیا تھا۔

مابعد کے ایک مقدمہ نور محمد بنام محمد ابراہیم میں جسٹس محمد منیر اور جسٹس کیکاؤس نے باجلاس کاملہ مندرجہ بالا مقدمہ محمد وزیر بنام جہانگیر بی ایل ڈی ۱۹۳۹ء لاہور.... اور ۳۰ پنجاب ایل آر ۱۹۱۱ء سے اختلاف

(۸) ۲۲ سحاب ریکارڈ، ۱۹۰۹ء

(۹) بی ایل ڈی، ۱۹۶۸ء، لاہور، ص ۳۲۹

(۱۰) کالی جرن سام حانکی بوسکھ، انڈیر کیئر جلد ۱۳۹، ص ۶۳

(۱۱) بی ایل ڈی، ۱۹۳۹ء

کرتے ہوئے بیع بذریعہ نیلام کو قابل شفعہ قرار دیا۔ (۱۱۱) البتہ کلکٹر یا اس کے ماتحت ریونیو افسر کے ذریعہ فروخت کو ناقابل شفعہ قرار دیا گیا ہے۔ (۱۱۲) دیوالیہ کی جائداد کی فروخت بذریعہ مہتمم بھی شفعہ سے مستثنیٰ قرار دی گئی تھی۔ (۱۱۳) لیکن اس فیصلے کو منسوخ کرتے ہوئے جسٹس عبدالرحمن و جسٹس مارٹن نے بکثرت آراء یہ قرار دیا کہ وہ جائداد قابل شفعہ ہے۔ فاضل ججان نے مرزا بنام جھنڈا رام آئی ایل آر ۱۲ لاہور ۳۶۶ سے اختلاف کیا۔ (۱۱۵)

## راقم الحروف کی رائے :

راقم الحروف کی رائے میں اگر جائداد بذریعہ عدالت نیلام ہو تو اس سے حق شفعہ متعلق ہونا چاہئے کیوں کہ حاکم کا بیع کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ خود بائع مالک کا جائداد کو فروخت کرنا۔ اس امر سے کوئی فرق نہیں پڑنا چاہئے کہ وہ بیع اختیاری ہے یا جبری۔ سوال اصل بیع کا ہے، نہ کہ بیع کے پس منظر کا جو بائع کی ذات سے متعلق ہے نہ کہ میبوعہ سے۔ البتہ اس صورت میں نیلام سے ۳۰ یوم کے اندر شفعیہ کو اس کا اعتراض عدالت میں پیش کر دینا چاہئے ورنہ بعد منظوری نیلام اس کا حق ساقط قرار دیا جانا چاہئے۔ حکم اس صورت میں ہوگا جب کہ شفعیہ کو اس بیع کا بوقت نیلام مطلقاً علم ہی نہ ہوا ہو۔

## حق شفعہ کب پیدا ہوتا ہے ؟ :

حق شفعہ اس وقت پیدا ہوتا ہے جب کہ بائع فی الحقیقت جائداد کو فروخت کر دیتا ہے کیوں کہ معاہدہ بیع میں معاملے کی تکمیل صرف اسی کی

(۱۲۱) سی ایل ڈی، ۱۹۵۳، ۷ لاہور، ۱۳۰

(۱۲۲) سی ایل ڈی، ۱۹۶۸، لاہور، ۸۰۰

(۱۲۳) آئی ایل آر ۱۶، لاہور، ۱۴۲

(۱۲۴) سی ایل ڈی، ۱۹۶۸، لاہور، صفحہ ۸۰۰

مرضی پر موقوف ہوتی ہے۔ شرط یہ ہے کہ مبیعہ اصل مالک (بائع) کی ملکیت سے قطعی طور پر زائل ہو گئی ہو۔ از روئے شرع اسلام چون کہ بیع نامہ کی رجسٹری لازمی نہیں اس لئے تکمیل بیع (ایجاب و قبول اور قبضہ دہی) کے فوری بعد (قبل از رجسٹری) اگر طلب شفیعہ کیا جائے تو وہ طلب نہ تو ناقص ہوگی اور نہ قبل از وقت۔ بالفاظ دیگر اگر بیع از روئے شرع اسلام جائز ہو تو حق شفیعہ پیدا ہو جائے گا، گو قانون انتقال جائداد ۱۸۸۲ء کے تحت بیع مکمل نہ ہوئی ہو۔

اس کے برخلاف رائج الوقت قانون انتقال جائداد ۱۸۸۲ء کی دفعہ ۵۳ کے تحت جائداد غیر منقولہ جس کی قیمت ۱۰۰ روپے سے زائد ہو صرف تحریری طور پر اور رجسٹری شدہ بیع نامے کے ذریعہ عمل پذیر ہو سکتی ہے لہذا جو فروخت ۱۰۰ روپے سے زائد مالیت کی ہو اور غیر رجسٹری شدہ ہو وہ قانون مذکورہ کے تحت "بیع" ہی نہیں لہذا حق شفیعہ پیدا ہونے کا سوال نہیں پیدا ہوتا۔ (۱۶۱)

بمقدمہ گلن بنام رمضان (مندرجہ پی ایل ڈی ۱۹۶۲ء بغداد الجدید، ص ۴۳) عدالت نے مندرجہ بالا نقطہ نظر سے کلی طور پر اتفاق کرتے ہوئے فرار دیا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ جو بیع دفعہ ۵۳ قانون انتقال جائداد کی خلاف ورزی کے ساتھ ظہور پذیر ہوئی ہو ناقص رہتی ہے گو دوسرے اعتبارات سے وہ مکمل ہوتی ہے۔ چنانچہ اگر قانون شفیعہ کسی ایسی جائداد کو قابل شفیعہ قرار دیتا ہے اور اگر شفیعہ اس ناقص ملکیت کو لینے کے لئے آمادہ ہے تو اس کو ایسا کرنے سے باز نہیں رکھا جا سکتا اور خریدار یہ عذر پیش نہیں کر سکتا کہ وہ ناقص حقیقت کا مالک ہے اور ناقص حقیقت شفیعہ کو منتقل نہیں کی جا سکتی کیوں کہ ایسا ممکن ہے کہ بائع اور مشتری نے آپس میں یہ سازباز کی ہو کہ وہ حقیقت جائداد کو ناقص رکھیں گے۔

## بیع نامہ کی عدم رجسٹری کا اثر شفعمہ پر :

جب کہ بدل لے کر جائداد پر قبضہ کرایا جائے تو محض بیع نامہ کی رجسٹری نہ ہونے سے حق شفعمہ کی نالٹ ملتی نہ رہے گی اگرچہ از رونق قانون انتقال جائداد بیع نامہ کی رجسٹری لازمی ہو، لیکن جب قبضہ حاصل ہوا ہے تو تعمیل مختص کی نالٹ قابض مشتری کر سکتا ہے اور شفعمہ دعا شفعمہ -

لیکن ہم لحاظ احکام قانون انتقال جائداد جب تک کہ تعمیل مختص کے مراحل طے ہو کر مشتری کو حق ملکیت حاصل نہ ہو شفعمہ کا دعوا قابل پیش رفت نہ ہوگا -

## بیع ناقص یا کامل :

جب کوئی جائداد کی نسبت یہ بحث پیدا ہو کہ آیا وہ بیع کامل ہے یا نہیں تو فیصلہ بروئے احکام شرع ہوگا یا بروئے احکام قانون انتقال جائداد؟ -  
حق شفعمہ چون کہ ایک شرعی حق ہے لہذا بیع کے کامل ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں احکام شرع متعلق ہونے چاہئیں۔ (ملاحظہ ہو نجم النساء بنام عجائب علی خان، آئی ایل آر، جلد ۲۲، ص ۳۳۳ اور مسماۃ بیگم وغیرہ بنام محمد یعقوب آئی ایل آر، الہ آباد، جلد ۱۶، ص ۳۳۳) مزید ملاحظہ ہو (جھول ویگیا بنام ہنموت نارائن، دکن لا رپورٹ، جلد ۲۸، ص ۳۷ - بانڈو بنام بیہہ راج، دکن لا رپورٹ، ج ۲۹، ص ۸۳۱ - انڈین کیبیز ج ۶۳، ص ۸۲۶ سینا راہ بنام ضیاء الحسن، آئی ایل آر، بمبئی، ج ۳۶، ص ۱۰۵۶ -

راقم الحروف کی رائے میں از رونق شریعت اسلام حق شفعمہ کے سلسلے میں بیع کے انعقاد کا مسئلہ احکام شرعی کے تابع ہونا چاہئے جب کہ حق

شفعہ کا نفاذ شریعت کے احکام کے بموجب ہو رہا ہو۔

### بیع فاسد میں شفعہ :

بیع فاسد کی صورت میں حق شفعہ اس وقت تک پیدا نہیں ہوتا جب تک بائع کا حق فسخ بیع ساقط نہ ہوا ہو۔ چنانچہ اگر بیع فاسد کے مشتری نے میبعم میں تعمیر کر لی یا کوئی دیگر مالکانہ تصرف کر لیا تو اب بائع کا حق فسخ ساقط ہو جائے گا اور شفیع کو شفعہ کا حق حاصل ہو جائے گا۔

### خيارات اور حق شفعہ :

اگر بائع نے اپنے لئے اختیار شرط رکھا ہو تو جب تک مدت نہ گزر چکی ہو یا اختیار ساقط نہ ہوا ہو اس وقت تک بائع کی ملکیت اس جائداد میبعم سے زائل نہ ہوگی اور حق شفعہ پیدا نہ ہوگا مگر اختیار کے ساقط کر دینے یا مدت مقررہ گزر جانے کے بعد حق شفعہ پیدا ہو جائے گا۔ البتہ اختیار عیب اور اختیار رویت حق شفعہ کے مانع نہیں ہیں۔

### صفت شفعہ :

شفعہ کی صفت یہ ہے کہ بذریعہ شفعہ جائداد کا حاصل کرنا ابتدائی خریداری کے مانند ہے۔ حق شفعہ مکرر خریداری کا حق نہیں بلکہ دراصل مشتری کے بجائے شفیع کو قائم قرار دلانے کا حق ہے۔ اس لئے شفیع ابتدا ہی سے معاہدہ بیع میں مشتری کی جگہ لے لے گا۔ چنانچہ جو حقوق بلا ذکر مشتری کو حاصل ہوتے ہیں وہ شفیع کو حاصل ہوں گے مثلاً اختیار رویت و اختیار عیب اور جو امور بذریعہ معاہدہ شرط کئے گئے ہوں وہ سب شفیع کے ذمہ واجب ہونگے لیکن اصول یہ ہے کہ شفعہ شفیع کی منفعت کیلئے ہے نہ کہ اسکو ضرر دینے کے لئے۔ چنانچہ فریب دہی کے تاوان کے سوائے دیگر امور میں شفعہ سے بیع کے احکام متعلق ہوں گے۔

## سبب شفعم :

شفعم کا بنیادی سبب ملک شفعم کا خریدی ہوئی جائداد سے متصل ہونا ہے خواہ وہ اتصال شرکت کی بناء پر ہو یا ہم سائیگی کی جہت سے ہو . خواہ شرکت ملکیت (زمین) میں ہو ، خواہ حقوق میں ۔ مگر شرط یہ ہے کہ شفعم جس جائداد کے ذریعہ سے شفعم لینا چاہتا ہے وہ شفعم کے وقت اس کی ملک ہو اور حق شفعم کی ڈگری صادر ہونے تک ملک قائم رہے ورنہ شفعم ساقط ہوگا مثلاً زید اپنا مکان فروخت کر رہا ہے عمر کا مملوک مکان زید کے پڑوس میں ہے اور اس سے متصل ہے تو اس کو حق شفعم ہوگا کیونکہ حق شفعم ملکیت جائداد غیر منقولہ سے پیدا ہوتا ہے اور ایسی جائداد پر مؤثر ہوتا ہے جو جائداد مملوک سے ملی ہوئی ہو ، لیکن اگر عمر عدالت ابتدائی میں مقدمہ ڈگری ہونے سے قبل اپنے اس مکان کو فروخت کر دے تو اس کا حق شفعم باطل ہو جائے گا ۔ واضح رہے کہ شفعم کا اصل سبب "ملک" ہے اس لئے کرایہ یا عاریت پر لی ہوئی جائدادوں کے اتصال سے حق شفعم پیدا نہیں ہوتا ۔ (۱۷۱)

## شرکت کے سبب حق شفعم ہونے کی وجہ :

شرکت کے سبب حق شفعم کے جواز کی وجہ یہ ہے کہ ایک غیر شخص کا جائداد میں دخیل ہو جانا موجب فساد اور باعث تکلیف ہو سکتا ہے۔ جس اصول پر یہ حق مبنی ہے وہ یہ ہے کہ جائداد کا ہر شریک جائداد کے ہر جزء میں شریک ہے لہذا جو شریک اپنا حصہ فروخت کرتا ہے وہ دوسرے شرکاء کے حصص کے استفادے میں دخل دیتا ہے جس کی اجازت بغیر ان کی رضامندی کے نہیں دی جا سکتی ۔ حنفیوں کا اس حق میں جارملاصق (ملحق بڑوسی) کو شامل کر لینا حکم شریعت کی مصلحت کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان لوگوں کے ساتھ ایک قسم کی رعایت ہے ۔

(۱۷۱) ردالمحار . ج ۵ ص ۱۹۳ بدائع الصانع . ج ۵ ص ۱۳

## شفعہ بر بنائے قبضہ :

عدالتوں نے اس بارے میں مختلف آراء کا اظہار کیا ہے کہ قابض کو حق شفیعہ حاصل ہوتا ہے یا نہیں۔ البتہ اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں کہ قبضہ بر بنائے کرایہ داری یا عاریت حق شفیعہ کو پیدا نہیں کرتا۔ عدالت عالیہ حیدر آباد نے بمقدمہ دھونڈی رام بنام شیخ مہتاب وغیرہ (دکن لا رپورٹ، جلد ۱۳ ص ۳۰) قرار دیا کہ ایسے مکان کے قابض کو جو مکان مشفوعہ سے ملحق ہو، بجز اس کے کہ بر بناء کرایہ یا عاریت ہو، حق شفیعہ حاصل ہوتا ہے کیوں کہ اس کا قبضہ ایک ایسی ملکیت ہے جس پر بجز مالک کے دوسرا شخص اعتراض نہیں کر سکتا۔ لیکن بمقدمہ بی رنگا ریڈی بنام چندر بھان وغیرہ (دکن لا رپورٹ، ج ۲۹، ص ۲۱۰) قرار دیا گیا کہ دعوا بر بنائے شفیعہ کے لئے لازمی ہے کہ شفیعہ اپنی ملکیت ثابت کرے، محض قبضہ کوئی چیز نہیں۔ عدالت عالیہ لاہور نے بمقدمہ اکرم خان بنام اعظم خان (اے آئی آر ۱۹۲۳، لاہور، ص ۳۵۱) قرار دیا ہے کہ صرف وہ اشخاص بر بناء قبضہ شفیعہ کا دعوا کر سکتے ہیں جن کا استحقاق (قبضہ) غیر متنازعہ ہو۔

## راقم الحروف کی رائے :

راقم الحروف کی رائے میں عدالت عالیہ دکن جلد ۱۳، ص ۳۰ کا فیصلہ خلاف قانون شرعی ہے نیز عدالت عالیہ لاہور اے آئی آر، ۱۹۲۳، لاہور، ص ۳۵۱ کے فیصلے کا فقرہ (جس کا استحقاق (قبضہ) متنازعہ ہو) ذومعنیین ہے غیر متنازعہ کا یہ معنی بھی ہو سکتا ہے کہ کسی وجہ سے بھی ہو لیکن مسلمہ ہو اور یہ بھی کہ مالکانہ ہو کسی دوسرے کو اس کی ملکیت پر اعتراض کا حق نہ ہو اس معنی کے اعتبار سے یہ فیصلہ مطابق شریعت ہوگا لیکن اول معنی کے اعتبار سے مخالف ہوگا۔ بہر کیف بنیادی اصول یہ ہے کہ قبضہ یا قبضہ کا استحقاق بلا ملک حق شفیعہ پیدا نہیں کرتا۔

اگر مدعا علیہ اس امر کا ادعا کرے کہ شفیع اس جائداد کا مالک نہیں ہے جس کی ملکیت کے سبب سے حق شفیع پیدا ہوتا ہے تو اس کے متعلق مدعی سے ثبوت لیا جائے گا۔ تاوقتیکہ مدعی کی ملکیت مشفوع بہ بر ثابت نہ ہو مدعی شفیع طلب کرنے کا مستحق نہیں ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہے کہ مکان مشفوع پر مدعی کا صرف قبضہ کافی نہیں ہے گو قبضہ بظاہر ملکیت پر دلالت کرتا ہے مگر ثبوت حقیقت کے لئے ظاہر حال کافی نہیں ہوتا۔ ۱۸۱

### قبضہ مخالفانہ اور شفیع :

از روئے قانون رائج الوقت قبضہ مخالفانہ ۱۲ سال کے بعد ملکیت کے حکم میں ہوتا ہے، بالخصوص جب کہ وہ غیر متنازعہ ہو اس لئے اس کی بنیاد پر شفیع حق شفیع کا دعوا کر سکتا ہے لیکن اسلامی قانون کی رو سے برہنہ قبضہ (محض) شفیع کا دعوا نہیں کیا جا سکتا کیوں کہ اسلام قبضہ مخالفانہ کو جب کہ شخصی متنازعہ ملکیت پر ہو جائز قرار نہیں دیتا، ایسا شخص اسلام کی نگاہ میں غاصب ہے اور غاصب ہی رے گا خواہ کتنا ہی عرصہ کیوں نہ گزر جائے۔

### بیوہ کا قبضہ بعدم ادائیگی مہر اور شفیع :

مشفوع بہ پر مالک (شوہر) کی وفات کے بعد اگر اس کی بیوہ بعدم ادائیگی مہر جائداد پر قابض ہو تو بیوہ کو اس جائداد کے ذریعہ حق شفیع حاصل نہیں ہوگا، کیوں کہ بعدم ادائیگی مہر اس کا قبضہ مالکانہ نہیں بلکہ مرتہانہ ہوتا ہے اور مرتہانہ بالقبض کو حق شفیع نہیں ہوتا۔ البتہ بحینیت وارث وہ مالکانہ قبضہ رکھنے کے سبب حق شفیع کی مالک ہوگی۔

اگر جائداد مورث کے قرضوں میں مستغرق ہے تو وارث اس جائداد کے



ذریعہ شفعہ کا دعوا نہیں کر سکتا کیوں کہ جائداد مستغرق فی الدین ہونے کے سبب اس کا حق ملکیت اس جائداد پر ممنوع ہے جب تک کہ وہ قرضے ادا نہ کر دے جائیں چنانچہ عدالت عالیہ حیدر آباد نے بمقدمہ ڈاکٹر سعید الدین بنام ڈاکٹر محمد عباس (آئین دکن ، ج ۳ ص ۲۲) قرار دیا کہ مشفوع بہ متروکہ مستغرق فی الدین مورث ہو تو وارث کو حق شفعہ حاصل نہیں ہوتا کیوں کہ دین مذکور مانع استفادہ ملک وارث ہوتا ہے لہذا وارث قبل ادائیگی دین موصوف متروکہ کا مالک نہیں ہوتا۔

## راقم الحروف کی رائے :

راقم الحروف کے نزدیک یہ فیصلہ محلّ نظر ہے۔ جائداد کے مستغرق فی الدین ہونے کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ وہ جائداد زر قرضہ کے عوض رہن ہو اور دوسری یہ کہ مورث کا قرض اس قدر زیادہ ہو کہ اس کی جائداد کو محیط ہو۔ لیکن دونوں صورتیں حق ملکیت کے استفادے سے مانع نہیں ہیں ، لہذا ورنہ کو حق شفعہ حاصل ہوگا اسی طرح جس طرح کہ مورث کو اپنی حیات میں ہوتا۔

## ہندو بیوہ کے انتقالات :

بمقدمہ ایشار دیوی بنام شیو رام (انڈین کیسیز جلد ۸۳ ، ص ۳۸۳ - اے آئی آر ، ۱۹۲۳ء ، لاہور ، ص ۱۸۳) قرار دیا گیا کہ ہندو بیوہ کو جو بحیثیت حین حیاتی وارث جائداد کی مالک ہوتی ہے حق شفعہ حاصل ہو سکتا ہے۔

عدالت عالیہ حیدر آباد دکن نے بمقدمہ ایک نانہہ بنام گنپتی (دکن لا رپورٹ جلد ۱۳ ، ص ۲۳۶) قرار دیا کہ حق شفعہ بیع سے پیدا ہوتا ہے۔ قانون ہند میں بیوہ کو حق حین حیاتی ہوا کرتا ہے ، اس کا انتقال بیع کے تصور کو

پورا کرنے والا نہیں ہوا کرنا اس لئے حق شفعہ کا وجود بھی نہیں ہوتا۔

لیکن مابعد کے مقدمات کرشنا بنام راؤ جی (دکن لا ریورٹ، ج ۱۷ ص ۲۶۵) و گنپت بنام گوہند راؤ (دکن لا ریورٹ ج ۲۳، ص ۱۵۵) میں یہ قرار دیا گیا کہ ہندو بیوہ کے انتقال سے پر حق شفعہ پیدا ہو سکتا ہے گو اس کو حق حین حیاتی حاصل ہو، جس کو حق حین حیاتی حاصل ہو وہ جائداد یا حق اپنی حیات سے زائد زمانہ کے لئے منتقل نہیں کر سکتا لیکن دھرم شاستر کی رو سے بیوہ کو بشرط ضرورت اس کے انتقال کا حق حاصل ہے۔

### شفعہ میں مسلم و غیر مسلم میں تفریق نہیں :

شفیع کے لئے مسلمان ہونا شرط نہیں۔ ذمی آپس میں اور مسلمانوں کے خلاف مدعی شفعہ ہو سکتے ہیں۔ یہ حق ہندو کو بھی حاصل ہوتا ہے بشرطے کہ اس کا ادعا حسب احکام شرعی کیا جائے۔ چنانچہ از روئے شرع اگرچہ کہ مشتری ہندو ہو مسلمان شفیع کو حق شفعہ حاصل ہے اور اس پر شرعی احکام کا اطلاق ہوگا۔ (۱۹۱)

عورت، نابالغ اور مجنوں سب مستحق شفعہ ہو سکتے ہیں۔ حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ، جعفریہ اور ظاہریہ کے نزدیک حق شفعہ مسلم اور غیر مسلم دونوں کے لئے ہے، مگر امام احمد بن حنبل سے حق ایک غیر مسلم کے لئے سے مقابلے ایک مسلم کے قبول نہیں کرتے۔

عناصہ کے حوالے سے « الدر المختار » میں لکھا ہے کہ مرتد کو حق شفعہ نہیں ہے۔ (۲۰۱) اصلاً یہ حق مسلمانوں کو شفعہ کے ایک شرعی قانون ہونے کی حیثیت سے ملا لیکن غیر منقسم ہندوستان کے بعض صوبوں اور ریاستوں

(۱۹۱) اس عادیں (۱۲۵۲ھ)۔ ردالمحتار۔ مصر مطبعة السعادیہ۔ ۱۲۲۳ھ۔ ج ۵۔ ص ۲۹۹

(۲۰۱) اسی ج ۵۔ مصر دارالکتب العربیہ الکریمی۔ ج ۵۔ ص ۱۷۷

میں مسلمانوں کا یہ شرعی قانون «ایکٹ» کی صورت میں نافذ قرار دیا گیا۔ اور اس کا اطلاق ہر مسلم و غیر مسلم پر یکساں طور پر ہونے لگا۔

بمقدمہ اللہ بخش بنام جانو مندرجہ ہی ایل ڈی، ۱۹۶۲ء، کراچی، ص ۳۱۴ سے اجلاس متفقہ فاضل ججان جسٹس مسعود احمد و جسٹس وحید الدین احمد نے قرار دیا کہ مغربی پاکستان کے جن حصوں میں شفعہ کا کوئی قانون موضوعہ (Statute law) موجود نہیں ان حصوں میں مسلمانوں کا قانون شفعہ صرف مسلمانوں پر لاگو ہوگا، نیز یہ کہ حق شفعہ شخصی حق نہیں ہے بلکہ وہ ملکیت جائداد کے سبب حاصل ہوتا ہے۔

### حق ترجیح و ترتیب شفعاء :

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا «الشریک احق من الخلیط والخلیط احق من الشفیع» یعنی شریک زیادہ حق دار ہے خلیط سے، اور خلیط احق ہے شفیع سے۔ شریک سے مراد شریک ذات مبیع ہے اور خلیط سے مراد شریک حق مبیع ہے اور شفیع سے مراد جار ملاصق (پڑوسی جس کا مکان مشفوعہ سے ملا ہوا ہو) ہے اور از روئے شرع اسلام، اصول یہ ہے کہ ایک سے زیادہ شفیع ہونے کی صورت میں ترجیح اس کو دی جانی چاہئے جس کا دعویٰ بلحاظ تعلق قربت قوی تر ہو۔ اس لحاظ سے شریک جائداد کو اس شخص پر ترجیح حاصل ہے جو صرف حقوق میں شریک ہو اور حقوق کے شریک کو جار ملاصق پر حق ترجیح حاصل ہے۔ از روئے شرع اسلام ایک شفیع خلیط کو محض اس وجہ سے شریک مبیع پر حق ترجیح حاصل نہیں ہو سکتا کہ اول الذکر شفیع جوار یعنی ہم سائیگی کے سبب بھی شفعہ کا مستحق ہے۔

### پاکستانی قانون :

پاکستان میں نافذ الوقت قوانین شفعہ پنجاب و سرحد ۱۹۱۳ء و

۱۹۵۰ء کے تحت استحقاق کے لحاظ سے شفعاء کے جو درجات مقرر کئے گئے ہیں وہ اسلامی قانون شفعہ کے مغائر اور مخالف ہیں۔

(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو دفعہ ۱۶ قانون شفعہ پنجاب، ۱۹۱۳ء۔  
دفعہ ۵ قانون شفعہ سرحد، ۱۹۵۰ء)

حق شفعہ کے بارے میں قوانین رائج الوقت اور شریعت اسلام کے تقابلی مطالعے سے جو بات سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ اسلامی قانون غیر منقولہ شہری جائدادوں اور زرعی آراضی و دیہی جائدادوں کے درمیان حق شفعہ کے اسباب اور استحقاق کے لحاظ سے کوئی تفریق اور امتیاز نہیں کرتا۔ جبکہ پنجاب و سرحد میں نافذ الوقت قوانین کے تحت ان دونوں قسم کی جائدادوں میں فرق روا رکھا گیا ہے۔ چنانچہ قانون رائج الوقت کے تحت زرعی آراضی اور دیہی جائدادوں کے سلسلے میں متوقع ورناء کو حق شفعہ دیا گیا ہے جس کی کوئی نظیر (Precedent) شریعت اسلام میں موجود نہیں۔ نیز شریک فی الخلیط کا لحاظ بھی زرعی آراضی اور دیہی جائدادوں کے سلسلے میں موجود نہیں پایا جاتا ہے۔ مگر متوقع ورناء کو حق شفعہ دینا بالکل نئی چیز ہے جس کی کوئی مثال شریعت اسلام میں نہیں ملتی۔

## ہم مرتبہ شفعاء ہونے کی صورت میں :

اگر ہم مرتبہ متعدد شفعی ہوں تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک حق شفعہ بلحاظ تعداد شفعاء واجب ہوتا ہے نہ کہ بقدر ملکیت۔ اس کے برخلاف امام شافعی کے نزدیک بقدر ملکیت شفعاء حق شفعہ واجب ہوگا۔

## ایک سے زائد مساوی الدرجہ شفعاء :

چنانچہ ایک ہی درجہ کے کئی اشخاص شفعی ہوں تو ان کے حقوق

مساوی ہوں گے۔ جائداد مساوی تقسیم کی جائے گی، ان کے حصص کی کمی بیشی کا اعتبار نہ ہوگا۔ (۱۶۱) یہ حنفی مسلک ہے بخلاف دیگر ائمہ کے۔ ان کے نزدیک حصص کی کمی بیشی کے اعتبار سے تقسیم ہو گی۔

پاکستان کے صوبہ جات پنجاب و سرحد میں رائج الوقت قانون شفعہ کے تحت بھی ایک سے زائد مساوی درجے کے شفعاء ہونے کی صورت میں مشفوعہ سے میں ان کے حصص کے تناسب سے حق مذکور کا استعمال عمل میں لایا جاتا ہے۔ (۱۶۱)

## طلب شفعہ :

اسلامی قانون شفعہ میں "طلب" اور اس کے قواعد پر بہت زور دیا گیا ہے۔ چنانچہ شفعہ کی اطلاع ہوتے ہی شفعی کا فی الفور مبیعہ کو اپنے شفعہ میں طلب کرنا اور کہنا کہ میں شفعہ کروں گا، طلب موثبت کہلاتا ہے بعد ازاں بعجلت ممکنہ بائع یا مشتری یا مبیعہ کے پاس جا کر مع دو گواہوں کے طلب شفعہ کرنا "طلب اشہاد" کہلاتا ہے اور طلب موثبت و طلب اشہاد کے بعد عدالت میں مقدمہ دائر کرنے کو طلب خصومت کہا جاتا ہے۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہوں دفعات ۳۲۷ تا ۳۲۹ قانون ہذا)۔

"طلب" کے احکام "شرعی شفعہ" میں نافذ ہوتے ہیں۔ اگر شفعی کا حق بر بنائے رسم و رواج یا قانون موضوعہ پیدا ہوا ہے تو طلب اثبات یا اشہاد کے احکام کا اطلاق نہ ہوگا الا یہ کہ خود قانون میں اس کی صراحت موجود ہو۔ چنانچہ پنجاب و سرحد کے نافذ الوقت قوانین شرعی احکام کے تحت طلب موثبت اور طلب اشہاد وغیرہ کی ضرورت سے بے نیاز ہیں۔

(۱۶۱) ردالمحتار، محولہ بالا، ج ۵، ص ۱۹۱

(۱۶۲) دفعہ ۱۷، قانون حصص پنجاب، ۱۹۱۳ء

دفعہ ۱۳، قانون حصص سرحد، ۱۹۵۰ء

## طلب اور قانون شفعم پنجاب و سرحد :

یہی صورت قانون شفعم پنجاب ، ۱۹۱۳ء اور قانون شفعم سرحد ، ۱۹۵۰ء کے تحت ہے۔ چون کہ صوبہ جات پنجاب و سرحد میں حق شفعم کا ادعا ان قوانین کے تحت کیا جاتا ہے اس لئے طلب موائیت یا طلب اشہاد کی پابندی کا سوال نہیں پیدا ہوتا ، کیوں کہ ان قوانین میں طلب موائیت یا طلب اشہاد کی کوئی صراحت نہیں ہے۔

## قوانین مال گزاری کے تحت طلب شفعم :

شفعم کا جو دعویٰ برہنہ قانون مال گزاری دائر کیا جائے ان میں قبل تکمیل بیع نامہ شفعم کے انکار خریداری کی صورت میں حق شفعم ساقط ہو جاتا ہے۔ (۱۲)

## تفریق صفعم :

قانون شفعم میں "تفریق صفعم" کی بحث خاصی اہمیت رکھتی ہے "صفعم" کے معنی سودے یا معاملت (Bargain) کے ہیں اس کا مطلب ہے کہ شفعم کے طلب شفعم سے سودے (Bargain) کی تقسیم یا تفریق (علاحدہ علاحدہ ہونا) عمل میں نہ آئے۔ مثلاً اگر کئی اشخاص مل کر زمین خرید لیں اور بائع ایک ہو شفعم بلحاظ تعداد مشتریان حق شفعم لے گا۔ شفعم کے لئے یہ جائز ہوگا کہ وہ کسی ایک مشتری کا حصہ لے لے اور بقیہ کو چھوڑ دے اس کے برعکس اگر بائع کئی ہوں اور مشتری ایک ہو تو شفعم جائداد منفعوم کا تجزیہ نہیں کرا سکے گا۔ اس کو یا تو کل جائداد مبیمہ لینا ہوگی یا کل چھوڑنا ہوگی ، کیوں کہ تجزیہ کی صورت میں مشتری پر تفریق صفعم لازم

(۱۲) گھاسی رام سرما سام لاہوری رام ، المیس کیسیر ، ج ۱۶۶ ، ص ۹۲۵

آتی ہے جس سے اس کو ضرر لاحق ہوگا۔ پہلی صورت میں شفیع قائم مقام ہوتا ہے مشتری کا، اس لئے سودے کی تفریق لازم نہیں آتی خواہ ہر مشتری کے ذمہ ثمن کا علاحدہ علاحدہ تعین کیا گیا ہو یا مجملاً ذکر کیا گیا ہو، کیوں کہ یہاں ہر اتحاد صفحہ کا اعتبار ہے نہ کہ اتحاد ثمن کا۔ تعداد مشتریان کا اعتبار ہے نہ کہ تعداد مبلغان کا۔ چنانچہ اگر ایک مشتری مختلف شہروں میں دو مکانات ایک ہی عقد یعنی ایک ایجاب و قبول سے خرید کرے اور ایک ہی شخص ان دونوں گھروں کا شفیع ہو تو شفیع کے لئے لازم ہوگا کہ دونوں مکانات لے خواہ ایک مکان کراچی میں ہو اور دوسرا پشاور میں۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک مکان کو لے اور دوسرے کو چھوڑ دے۔ لیکن اگر شفیع کو ایک مکان میں حق شفیع حاصل ہے اور دوسرے مکان میں اس کو حق شفیع حاصل نہیں تو شفیع صرف وہی مکان لے گا جس میں اس کو حق حاصل ہو۔ وہ دوسرا مکان نہیں لے سکتا، اگرچہ دونوں مکانات کی بیع ایک ہی ایجاب و قبول کے ذریعہ ہوئی ہو۔

اصول یہ ہے کہ تعداد اور اتحاد عقد میں ”عاقد“ معتبر ہے نہ کہ مالک، کیوں کہ عقد کے حقوق عاقد سے متعلق ہوتے ہیں چنانچہ اگر ایک مالک کئی اشخاص کو جائداد کی خریداری کے لئے وکیل مقرر کرے تو شفیع ایک وکیل کا حصہ لے سکتا ہے۔ یہ اس صورت میں ہے جب کہ ہر وکیل کو ایک ایک حصہ کی خریداری کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ اگر سب کو تمام جائداد کی خریداری کے لئے مقرر کیا گیا ہو تو شفیع کو کل جائداد لینا ہوگی۔

اگر ایک شخص دو مکانات، دو اشخاص کے لئے ایک ہی معاملہ میں خرید کرے تو شفیع کسی ایک کا حصہ، جن کے لئے مکانات خریدے گئے ہوں، طلب نہیں کر سکتا۔ اس کو دونوں شخصوں کے حصے طلب کرنا ہونے کے جب کہ کل مبیعہ برحق شفیع پہنچتا ہو۔ ورنہ تفریق صفحہ لازم آئے گی۔

## شفیع قانونی کی موت :

صوبہ پنجاب و سرحد میں قانون رائج الوقت کے بموجب حق شفیع قانونی جو بربنائے رسم و رواج متعلق جائداد کسی فریق کو پیدا ہوا ہو وہ انتقال جائداد کے ساتھ قائم مقام حقیقت پر منتقل ہو جاتا ہے اور ہر قائم مقام کو بالذات و بس حیثیت قائم مقام حق قانونی پیدا ہو جاتا ہے۔ چنانچہ قوانین شفیع پنجاب و سرحد کے تحت حق شفیع قابل توریث ہے۔

## حق شفیع قائم مقام پر منتقل ہو جاتا ہے :

قانونی حق جو بربنائے رسم و رواج متعلقہ جائداد کسی فریق کو حاصل ہو وہ انتقال جائداد کے ساتھ قائم مقام حقیقت پر منتقل ہو جاتا ہے لہذا قائم مقام کو بالذات بحیثیت قائم مقام حق شفیع قانونی پیدا ہوتا ہے۔ (۱۳۳)

اس کے برخلاف ، احناف کے نزدیک اگر شفیع طلب شفیع سے قبل یا بعد مگر صدور ڈگری سے قبل مرجانے تو حق شفیع باطل ہو جائے گا۔ اگر صدور ڈگری کے بعد مرے تو حق شفیع باطل نہ ہوگا۔ سقوط حق کی وجہ یہ ہے کہ حق شفیع عبارت ہے مجرد حق تعلیک بلا ملک سے ، اور یہ حق صاحب حق کے مرجانے کے بعد باقی نہیں رہتا اس لئے قابل توریث نہیں ہے۔ امام شافعی کو اس سے اختلاف ہے ان کے نزدیک حق شفیع قابل ارث ہے۔

سقوط حق شفیع کی وجہ یہ ہے کہ شفیع کی ایک صریحی شرط یہ ہے کہ جس جائداد کے سبب حق شفیع حاصل ہوتا ہے بوقت بیع جائداد مشفوعہ شفیع کو اسکا مالک ہونا چاہئے۔ ورنہ شفیع متوفی اس شرط کی تکمیل نہیں کرنے کیونکہ بوقت بیع وہ اس جائداد کے مالک نہ تھے بلکہ شخص



متوفی مالک تھا۔ شفعہ کی دوسری شرط یہ ہے کہ بوقت صدور ڈگری بھی شفعہ کو اس جائداد کا مالک ہونا چاہئے جس کے سبب سے حق شفعہ حاصل ہوا ہے۔ شفعہ کے انتقال کی وجہ سے اس کی ملکیت اس جائداد میں زائل ہو جاتی ہے اس لئے اس دوسری شرط کی تکمیل بھی نہیں ہوتی ہے نتیجہ یہ ہے کہ شفعہ متوفی اور ورناء دونوں کے حق میں بوقت صدور ڈگری بوجہ عدم تکمیل شرائط مذکورہ ثابت نہیں ہوتا ہے۔

راقم الحروف کے نزدیک حق شفعہ کو قابل ارث قرار دیا جانا چاہئے کیوں کہ بالآخر اس کا سبب «ملک» ہے جو ورناء کو حاصل ہے۔ نیز یہ کہ یہ حق ملک جائداد کے ساتھ قائم ہے جو ورناء کو مورث کی وفات پر ان کی طرف از روئے قانون میراث بلا توقف منتقل ہوا ہے۔ (تفصیلی بحث کے لئے ملاحظہ ہو مجموعہ قوانین اسلام جلد پنجم، باب ۳۲، بحث «حقوق»)

## پاکستان میں شفعہ کا آغاز :

ہندوستان میں مغلیہ دور حکومت سے قبل، ماسوائے پنجاب کے شفعہ کے نام سے کوئی آشنا نہ تھا۔ اس کی ابتدا صرف مسلمانوں کی دیہی اور شہری جائداد کے متعلق ہوئی۔ البتہ پنجاب کی عدالتوں نے اسے زرعی اراضی اور دیہی جائداد غیر منقولہ کے متعلق ایک قبائلی آئین قرار دیا، گو اس کا وجود مسلمانوں کے اثر و رسوخ کی وجہ سے تھا۔

حق شفعہ کا آغاز اسی خواہش کا رہین منت ہے کہ حصہ داروں اور ہم شایوں میں کسی ایسے اجنبی کو شامل ہونے سے روکا جائے جس سے بے آرامی یا دقت یا تکلیف پیدا ہو جائے کا احتمال ہو۔

رائج الوقت قانون شفعہ ایکٹ پنجاب و سرحد تین ذرائع سے اخذ کیا

گیا ہے۔

(۱) شرع اسلام ، (۲) فرقوں کی ضروریات ، (۳) شرکت عامہ و خاص پنجاب شفعہ ایکٹ کے تحت حق شفعہ ایک ایسا ذریعہ ہے جس کے ذریعہ وارثان جدی جائداد خاندان کے اندر رکھے سکتے ہیں۔ قانون شفعہ پنجاب کا مقصد گاؤں کی بیوستگی کا تحفظ اور دیہی لوگوں کے درمیان انتشار کو روکنا ہے۔ اس طریقے سے دیہی رقبہ جات میں حق شفعہ کا قاعدہ قدرتی وارثان کو اس قابل بنانا ہے کہ وہ اجنبیوں کو خارج رکھے کر جائداد کو اپنے خاندان میں محفوظ رکھے سکیں اور گاؤں کے لوگوں کی یک جہتی بھی قائم رہے۔

پنجاب شفعہ ایکٹ کا اطلاق صوبہ پنجاب کے تمام لوگوں پر ہوتا ہے خواہ ان کا مذہب ، مسلک اور ذات کچھ بھی ہو۔ یہ ایکٹ صرف زرعی آراضی ، دیہی جائداد غیر منقولہ اور شہری جائداد غیر منقولہ سے متعلق ہے اور اس کا عمل درآمد صرف زرعی آراضی کی فروخت اور دیہی غیر منقولہ جائداد یا شہری غیر منقولہ جائداد کو (redeem) کرانے کے حق کی فروخت یا بیعت ( foreclosure ) تک محدود ہے ، کوئی دیگر معاملہ اس قانون کے تحت حق شفعہ کے تابع نہیں۔

جسٹس وحید الدین احمد نے بمقدمہ اللہ بخش بنام جانو (مندرجہ ہی ایل ڈی ۱۹۶۲ ع ، کراچی ، ص ۳۱۶) قرار دیا کہ مغربی پاکستان کے جن حصوں میں شفعہ کا قانون موضوعہ رائج نہیں ہے وہاں مسلمانوں کے قانون شفعہ کا صرف مسلمانوں پر اطلاق ہوگا۔ حق شفعہ شخصی نہیں ہے بلکہ جائداد کی ملکیت کے سبب موجود ہوتا ہے۔ (فاضل جج نے جب اس کو ملکیت جائداد کے تابع قرار دیا تو پھر مسلمانوں تک اس کو محدود رکھنے کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آئی)۔

ستی اور شیعہ قانون شفعہ میں بنیادی فرق :

سنی اور شیعہ قانون شفعہ کے درمیان بنیادی فرق یہ ہے کہ شیعہ قانون شفعہ کی رو سے اگر جائداد دو سے زیادہ اشخاص کی ملکیت ہو تو حق شفعہ پیدا نہیں ہوتا اور نہ ہم سائیگی یا شرکت فی الحقوق کی بنا پر پیدا ہوتا ہے۔ سنی قانون شفعہ حق شفعہ کو شریک فی مبیع، شریک فی الحقوق اور ہم سایہ کے لئے جو متصل جائداد کا مالک ہو، تسلیم کرتا ہے۔ (یہاں سنی کے بجائے "حنفی" کہنا صحیح ہوگا کیوں کہ مذاہب ثلاثہ مالکیہ، شافعیہ اور حنبلیہ ہم سائیگی کو حق شفعہ کا سبب تسلیم نہیں کرتے۔ مؤلف ہذا)

سنی اور شیعہ قانون شفعہ میں اختلاف کی صورت میں ججان مذکور نے مندرجہ بالا مقدمہ میں لکھا کہ بائع یا شفیع کا قانون راجع ہوگا۔ مشتری کے قانون شفعہ کا اطلاق نہ ہوگا، کیوں کہ حق شفعہ شخصی حق نہیں ہے بلکہ بائع کے اختیار پر ایک قسم کی تحدید عائد کرتا ہے اس لئے بائع یا شفیع کے قانون کا اطلاق کیا جائے گا چنانچہ :

(۱) اگر بائع اور شفیع ایک ہی فرقے سے تعلق رکھتے ہوں یعنی دونوں سنی ہوں یا شیعہ تو ان کی فقہ کے مطابق فیصلہ ہوگا۔

(۲) اگر شفیع شیعہ اور بائع سنی ہو تو سنی فقہ کا اطلاق ہوگا اور

(۳) اگر شفیع سنی ہو اور بائع شیعہ تو شیعہ قانون شفعہ کا اطلاق

ہوگا۔ ۱۲۵۱

شیعہ فقہ کی رو سے شفعہ کے نفاذ کا حق صرف شرکاء جائداد کو حاصل ہے اگر کسی مقام پر حنفی مذہب کے اصول مقامی قانون کے طور پر نافذ ہوں یا رواجاً حنفی مذہب کے احکام شفعہ کو تسلیم کر لیا گیا ہو تو حنفی مذہب کے احکام پر حکم دیا جائے گا۔ اگر ایسی خاص حالت ثابت نہ ہو اور

شفیع شیعہ مسلک کا پیرو ہو تو وہ صرف اس صورت میں دعوا کر سکتے گا جب کہ وہ جائداد مشفوعہ کا شریک ہو، یہ حیثیت جار ملاحظہ (متصل ہم سابقہ) حق شفیع کا دعوا نہیں کر سکتا۔

## شفیع بر بنائے رواج :

جن علاقوں میں شفیع بر بنائے رواج تسلیم کیا جاتا ہے وہاں رواج کی بناء پر شفیع کی ڈگری عطا کی جائے گی۔ البتہ شفیع کے لئے اپنے عرضی دعویٰ میں رواج کی بناء پر شفیع طلب کرنے کی صراحت ضروری نہیں، صرف اس قدر درج کرنا کافی ہے کہ وہ شفیع کا مستحق ہے چنانچہ محض اس بناء پر کہ مدعی نے رواج کا ذکر نہ کیا تھا یہ نہیں کہا جا سکتا کہ دعوا بنائے مخالفت کو ظاہر نہیں کرتا اور دعوا قابل پیش رفت نہیں ہے۔ (۱۱)

بمقدمہ تاج محمد بنام سردار سنگھ (مندرجہ ہی ایل ڈی ۱۹۳۹ء، لاہور، ص ۳۹۰) میں یہ قرار دیا گیا ہے کہ تبدیلی مذہب سے رواجی قانون میں تبدیلی نہیں آئی اس لئے شفیع مسلمان ہو اور بائع سکھ لیکن اصلاً دونوں مسلمان جاٹ خاندان سے تعلق رکھتے ہیں لہذا وہ باہم ایک جدی (collateral) ہونے۔ شفیع بحیثیت یک جدی (collateral) ہونے کے حق شفیع کا مقدمہ دائر کر سکتا ہے۔ (۱۲) اسلامی قانون شفیع مسلم و غیر مسلم کے درمیان شفیع کے سلسلے میں کوئی امتیاز نہیں برتنا، لہذا اسلامی نقطہ نگاہ سے بائع و شفیع کا یک جدی ہونا ضروری نہیں)۔

## کچھ اس جلد کے بارے میں :

مجموعہ قوانین اسلام کی یہ جلد ۲۵ دفعات ۳۰۹ تا ۳۳۳ پر مشتمل

(۱۶) حیات بیگم صام صمد، سی ایل ڈی، ۱۹۶۶ء، لاہور، ص ۵۸۱

(۱۷) سی ایل ڈی، ۱۹۳۹ء، لاہور، ص ۳۹۰ - ۵۷ - اذہن اسلم، ص ۲۱۳

(۱۸) اللہ آباد، ص ۱۰۰ اور ۳۰ - مدراس، ص ۱۱۸ (مجلد)

ہے۔ اس میں کل چار باب ہیں۔ اس قانون کی تدوین میں حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی، ظاہری اور شیعہ مکاتب فقہ کی روشنی میں شفعہ کے احکام بصراحت بیان کئے گئے ہیں، البتہ احکام کا زیادہ تر مدار حنفی فقہ پر ہے کیوں کہ حنفی فقہ احکام شفعہ میں بڑی وسعت رکھتی ہے۔

ممالک اسلامی میں رائج الوقت قوانین شفعہ میں پاکستان کے علاوہ مصری قانون شفعہ کے حوالے دئے گئے ہیں۔ آخر میں اردنی قانون شفعہ بطور ضمیمہ شامل ہے۔

اس جلد میں عدالتی نظائر بکثرت موجود ہیں اور اس کا بڑا سبب یہ ہے کہ پنجاب و سرحد میں شفعہ ایکٹ نافذ ہیں اور بالخصوص پنجاب میں شفعہ کے مقدمات کی بہتات ہے۔ لیکن نظائر میں ریاست حیدر آباد دکن (ہند) کی عدالتوں کے فیصلے بھی شامل ہیں کیونکہ ان فیصلوں سے اسلامی قانون شفعہ کی توضیح ہوتی ہے۔

پنجاب و سرحد شفعہ ایکٹ کے احکام کا تذکرہ کرتے ہوئے ان احکام کے خلاف شرع ہونے کی صورت میں نشان دہی بھی کر دی گئی ہے۔ اس ضمن میں بعض فیصلے بھی زیر بحث آئے ہیں۔

الحمد للہ کہ مجموعہ قوانین اسلام کی جلد ششم کی تکمیل کی توفیق و سعادت سے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے سرفراز ہوا اور اب آئندہ جلدوں پر کام جاری ہے۔ السہمی منی والانعام من اللہ.

دارالتنزیل

احقر

ڈی۔ ۱۳، بلاک۔ جے،

(ڈاکٹر) تنزیل الرحمن

نارتھ ناظم آباد،

۲۶ / جولائی، ۱۹۷۹ء

کراچی۔ ۳۳

# قانون شفعم

(متن Text)

بسم الله الرحمن الرحيم

قانون شفعم

(متن text)

مرتبہ ، - ڈاکٹر تنزیل الرحمن

باب - اول

۳۰۹ - یہ قانون « قانون شفعم » کے نام سے موسوم ہوگا۔

۳۱۰ - تعریفات :

**شفعم** شفعم وہ حق تملک بذریعہ خریداری ہے جو ایک شخص کو کسی دوسرے کی خرید کردہ جائداد غیر منقولہ میں شرکت یا پڑوس کی وجہ سے حاصل ہو۔

(۱) حق شفعم :

حق شفعم وہ حق ہے جو ایک شخص بمقابلہ دوسرے شخص کے جائداد غیر منقولہ کو خریدنے کا حق رکھتا ہے۔

(۲) شفعم :

جو شخص حق شفعم کا طالب ہو اس کو « شفعم » کہتے ہیں۔

(۳) مشفوعہ :

جس جائداد پر کسی شخص کو حق شفعہ حاصل ہو، «مشفوعہ» کہلاتے گی۔

(۴) مشفوعہ بم :

مشفوعہ بم شفیع کی مملوکہ اس جائداد غیر منقولہ کو کہتے ہیں جس کا مالک ہونے کی بناء پر اسے حق شفعہ حاصل ہو۔

(۵) جائداد غیر منقولہ :

جائداد غیر منقولہ میں مکان، دکان، زمین، تالاب، کنواں اور بن چکی شامل ہے۔ اس کا اطلاق ایک سے زائد منزلہ عمارت ہونے کی صورت میں ہر منزل پر منفرداً ہوگا۔

(۶) بیع :

ایک شخص کا اپنی کسی معین شے کو کسی معین بدل کے عوض دوسرے کو مستقلاً منتقل کرنا «بیع» کہلاتا ہے۔

(۷) بیع فاسد :

بیع فاسد وہ ہے جس میں بیع صحیح کی کوئی شرط مفقود ہو۔

(۸) مجلس :

مجلس سے مراد نشست ہے جس میں ایک ہی نوعیت کے کسی کام میں

مشغولیت ہو۔



(۹) بائع :

اپنی کسی معین شے کو کسی معین و متقوم بدل کے عوض کسی دوسرے کو مستقلاً منتقل کرنے والا "بائع" کہلاتا ہے۔

(۱۰) مشتری :

بیع کو بالعوض قبول کرنے والا "مشتری" کہلاتا ہے۔

(۱۱) ثمن :

وہ معاوضہ جو حقیقتاً مشتری کی جانب سے بائع کو جائداد مبیعہ کے عوض ادا کیا گیا ہو یا ادا کرنا طے پایا ہو "ثمن" کہلاتا ہے۔

(۱۲) ثمن کی ادائیگی :

"ثمن کی ادائیگی" سے مراد ثمن کی حقیقی ادائیگی ہے۔

توضیح :

مدعی یہ ادعا کر سکتا ہے اور اس ادعا کو ثابت بھی کر سکتا ہے کہ مشتری کی بیان کردہ ثمن مصنوعی ہے مدعی قیمت (Value) بازار ثابت کر سکتا ہے عدالت اس امر کی مجاز ہے کہ وہ قیمت بازار سے قطع نظر حقیقی ثمن دریافت اور معلوم کرے۔

(۱۳) شفعہ خلیط :

"شفعہ خلیط" یا "شفعہ فی حق المبیع" اس شخص کو کہتے ہیں جو جائداد مبیعہ کے حقوق خاص میں شریک ہو جیسے کوچہ غیر نافذہ میں حق گزر، یا کئی منزلہ عمارت میں زمین استعمال کرنے کا حق، یا آراضی کاشت کا

حق سیرابی یا حق مرور آب، یا پر نالہ گزرنے کا حق -

(۱۳) شفیع جار :

”شفیع جار“ سے مراد ”جار ملاصق“ ہے۔ ”جار“ کے لغوی معنی پڑوسی کے ہیں اور ”ملاصق“ کے معنی ملے ہوئے کے ہیں۔ اصطلاح شرعی میں شفیع جار ایسے پڑوسی کو کہتے ہیں جس کی مملوکہ غیر منقولہ جائداد مشفوعہ غیر منقولہ جائداد سے متصل ہو۔

(۱۵) کوچہ نافذہ :

”کوچہ نافذہ“ اس کوچے کو کہا جاتا ہے جو دونوں طرف سے کھلا ہو۔

(۱۶) کوچہ غیر نافذہ :

”کوچہ غیر نافذہ“ اس کوچے کو کہا جاتا ہے جو ایک جانب سے بند ہو۔

(۱۷) نہر صغیر :

”نہر صغیر“ ایسی نہر کو کہا جاتا ہے جس میں کشتی نہ چل سکے۔  
(جو صرف کھیتوں کو سیراب کر سکے) مثلاً کسی (Kassi)۔

(۱۸) نہر کبیر :

”نہر کبیر“ ایسی نہر کو کہا جاتا ہے جس پر نہر صغیر کی تعریف صادق نہ آتی ہو۔

(۱۹) طلب موثبتہ :

علم بیع کے فوراً بعد اور مجلس بدل جانے سے قبل حق شفیع طلب کرنا

”طلب موائیت“ کہلاتا ہے۔

(۲۰) طلب اشہاد :

بائع یا مشتری یا مبیعہ کے محل وقوع پر جا کر طلب موائیت پر گواہ کرنا  
”طلب اشہاد“ کہلاتا ہے اس کو طلب تقریر بھی کہتے ہیں۔

(۲۱) طلب خصومت :

حق شفعہ کے نفاذ کے لئے عدالت میں دعویٰ دائر کرنا طلب خصومت  
کہلاتا ہے۔

۳۱۱ - اسباب شفعہ :

شفعہ کے علی الترتیب تین اسباب ہیں۔

(الف) شرکت ملکیت :

یہ کہ ایک شخص مبیعہ مشفوعہ کی ذات (Corpus of the

property) میں شریک ہو جیسا کہ دو یا زائد اشخاص غیر منقسم آراضی یا  
مکان میں شریک ہوں۔

(ب) شرکت حق :

یہ کہ دو یا زائد اشخاص مبیعہ کے حقوق میں شریک ہوں مثلاً حق

گزر، یا حق سیرابی، یا حق مسیل۔

(ج) ہمسائیگی :

یہ کہ شفعہ کا مکان مملوکہ مبیعہ مشفوعہ سے متصل ہو۔

### ۳۱۲ - درجات شفعہ :

سب سے پہلے شفعہ کا حق اس شفیع کو حاصل ہوگا جو عین (ذات) مبیعہ میں شریک ہو۔ پھر اس شفیع کو جو حقوق مبیعہ میں شریک ہو اور پھر اتصالی ہمسایہ کو۔ جب تک اول درجے کا شفیع حق شفعہ کا طالب رہے گا، دوسرے درجے کے شفیع کو شفعہ کا حق حاصل نہ ہوگا اور جب تک دوسرے درجے کا شفیع شفعہ کا طالب رہے گا، تیسرے درجے کے شفیع کو شفعہ کا حق حاصل نہ ہوگا۔

### ۳۱۳ - زیریں اور بالائی منزل کے مکان کا باہمی تعلق

کسی مکان کی زیریں منزل کا مستقل مالک بالائی منزل کے مستقل مالک کا اتصالی ہمسایہ شمار ہوگا نہ کہ شریک اور بالائی منزل کا مستقل مالک زیریں منزل کا شریک فی الحقوق متصور ہوگا۔

توضیح :

جب مکان کی بالائی اور زیریں منزل کا راستہ مشترک ہو تو ان منزلوں کے مالک باہم شریک فی الحقوق متصور ہونگے اور اگر دونوں کا راستہ مختلف ہو تو انہیں پڑوسی تصور کیا جائے گا۔

### ۳۱۴ - تحتی آراضی اور تعمیر کا شریک :

(۱) جو شخص مکان کی دیوار میں مع تحتی آراضی کے شریک ہو وہ عین مبیعہ میں شریک متصور ہوگا۔ لیکن اگر دیوار کی تحتی آراضی میں شریک ہو تو ایسا شخص اتصالی ہمسایہ متصور ہوگا۔ تحتی آراضی میں شریک، محض دیوار کی تعمیر میں

شریک شخص سے حق شفعہ میں مقدم ہوگا۔

(۲) اگر کسی شخص کے مکان کی دیوار پر دوسرے شخص کے مکان کی کڑیاں رکھی ہوئی ہوں تو یہ شخص ان کڑیوں کی بنائے پر شریک منصور نہ ہوگا بلکہ محض اتصالی ہمسایہ ہوگا اور ایسی صورت میں نہ تو اس کو عین مبیعہ میں شرکت حاصل ہوگی اور نہ اس کے حقوق میں۔

۳۱۵۔ ایک سے زائد شفعاء موجود ہونے کی صورت میں طریقہ تقسیم :

چند شفعاء کے موجود ہونے کی صورت میں حق شفعہ کے ثبوت میں ان کی تعداد کا اعتبار ہوگا۔ شرکت کے حصص کی کمی و بیشی کا اعتبار نہ ہوگا۔

مثال : ایک مکان میں ایک شخص نصف حصہ کا شریک ہے دوسرا ایک تہائی کا، تیسرا چھٹے حصہ کا۔ اب اگر نصف حصے کے مالک نے اپنا حصہ فروخت کیا تو دوسرے تہائی اور چھٹے حصے کے دو شریک اس نصف مبیعہ کے اندر برابر کے شفیع ہونگے۔ یہ نصف حصہ مبیعہ دونوں کے درمیان ان دو کی تعداد کے اعتبار سے نصف و نصف مساوی تقسیم کیا جائے گا یہ نہ ہوگا کہ تہائی کا شریک نصف مشفوعہ کا دو تہائی حصہ حاصل کرے اور چھٹے حصہ کا شریک اس کا ایک تہائی حصہ حاصل کرے۔

۳۱۶۔ ایک سے زائد شفعاء موجود ہونے کی صورت میں کسی شفیع کی دستبرداری :

ایک سے زائد شفعاء کے حق شفعہ طلب کرنے کی صورت میں اگر کوئی شفیع عدالت کے فیصلے سے پہلے اپنے حق سے دستبردار ہو جائے تو باقی شفعاء

بذریعہ شفعہ کل جائداد حاصل کرنے کے حق دار ہونگے۔

### ۳۱۷ - شرکاء حقوق کے چند اقسام کا اجتماع :

جب کہ حق شفعہ میں شرکاء حقوق کے چند اقسام جمع ہو جائیں تو شرکا خاص کو شرکا عام پر فوقیت حاصل ہوگی۔

مثال : (۱) دو باغوں کو ایک ایسی چھوٹی نالی یا نالی سے سیراب کیا جاتا ہے جو چھوٹی نہر سے نکالی گئی تھی، اب ان باغوں میں سے ایک باغ فروخت کیا گیا تو حق شفعہ اس چھوٹی نالی کے شریک کو نہر کے شرکاء سے پہلے حاصل ہوگا لیکن جن باغوں کو چھوٹی نہر سے سیراب کیا جا رہا ہو اگر ان میں سے کوئی باغ فروخت ہوا تو اس باغ مبیعہ میں چھوٹی نالی یا نالی کے اور باقی نہر سے سیرابی کے تمام شرکاء کو برابر کا حق شفعہ حاصل ہوگا۔

(۲) ایک کوچہ غیر نافذہ میں سے دوسرا کوچہ غیر نافذہ نکل رہا ہے اس دوسرے کوچہ غیر نافذہ کے اندر مکان فروخت ہونے پر محض اسی کوچہ کے رہنے والوں کو شفعہ کا حق اولاً حاصل ہوگا اور اگر اول کوچہ میں کوئی مکان فروخت ہوا تو ہر دو کوچہ کے رہنے والوں کو مساوی حق حاصل ہوگا۔

### ۳۱۸ - شریک فی الطريق مقدم ہے شریک فی السبیل

پر :

راستے کے حق کا شریک پانی بہنے کے حق کے شریک سے حق شفعہ میں مقدم ہوگا۔

مثال : اگر کوئی ایسا مکان فروخت ہو جس کے پانی بہنے کے

حق میں ایک شخص شریک ہے اور دوسرا شخص اس کے راستے میں شریک ہے تو راستہ کے شریک کو پانی بہنے کے شریک پر حق شفعہ میں فوقیت حاصل ہوگی۔

۳۱۹۔ بعض عمارات کی نسبت کوئی حق شفعہ حاصل نہ ہوگا۔

وہ عمارات جو رفاہ عام یا مذہبی عبادات کی انجام دہی کے لئے وقف ہوں، حق شفعہ سے مستثنیٰ ہیں۔

## دوسرا باب

### شرائط شفعہ

۳۲۰۔ مشفوعہ کے غیر منقولہ ہونے کی شرط :

بہ متابعت احکام مندرجہ دفعات ۱۰ و ۱۲ قانون ہذا جائداد مشفوعہ کے لئے یہ شرط ہوگی کہ وہ مملوکہ غیر منقولہ جائداد ہو۔

۳۲۱۔ ملکیت ہونے کی شرط :

ملکیت ہونے کی شرط یہ ہے کہ شفیع کی وہ جائداد جس کے ذریعہ اس کو شفعہ کا حق حاصل ہو رہا ہے اس کی اپنی مملوکہ ہو۔

توضیح :

اگر کوئی مملوکہ آراضی فروخت ہوئی اور اس کی ہسائیگی میں وقف جائیداد ہو تو متولی یا موقوف علیہم کو میبہم پر شفعہ کا حق حاصل نہ ہوگا۔

### ۳۲۲۔ متعلقات آراضی کی بیع :

(۱) اگر بغیر آراضی کے صرف درختوں یا عمارت کو فروخت کیا گیا ہو، اس میں شفعہ کا حق نہ ہوگا۔

(۲) جب کوئی مملوکہ آراضی مع درختوں یا عمارت کے فروخت ہو تو شفعہ کو کل آراضی و درختوں اور عمارت میں شفعہ کا حق حاصل ہوگا۔ یہ تمام متعلقات اس وقت آراضی کے تابع شمار ہوں گے۔

### ۳۲۳۔ منتقلی بذریعہ بیع سے حق شفعہ پیدا ہوگا :

شفعہ کا حق شفعہ کو اس وقت حاصل ہوگا جب کوئی جائیداد بذریعہ عقد بیع قطعی طور پر منتقل کی گئی ہو۔

### ۳۲۴۔ منتقلی بذریعہ ہبہ بالعوض یا بشرط عوض سے حق شفعہ پیدا ہوتا ہے :

جس کسی غیر منقولہ جائیداد کا ہبہ کسی عوض کے بدلے یا عوض کی شرط پر کیا گیا ہو وہ معنأً بیع ہوگا، اس جائیداد میں شفعہ کو شفعہ کا حق حاصل ہوگا۔

### ۳۲۵۔ منتقلی بذریعہ ہبہ، وصیت یا میراث سے حق شفعہ پیدا نہیں ہوتا :

ہبہ بلا عوض یا میراث یا وصیت کے ذریعہ جائیداد غیر منقولہ کی منتقلی کی صورت میں شفعہ کا حق حاصل نہ ہوگا۔

### ۳۲۶۔ بطلان شفعہ بسبب ترک، سکوت یا رضامندی :



شفعم كے حق كے وجود و ثبوت كے لئے شرط هوگی كے شفعم كے جانب سے صراحتاً یا دلالتاً مبیعم مشفوعم كے بیع پر رضامندی كا اظهار نہ كیا گیا هو، یا اس سے كوئی ایسا فعل یا ترك فعل سرزد نہ هوا هو جو حق شفعم كے ترك یا دست برداری پر دلالت كرتا هو۔

### ۳۲۷ - عوض جائیداد مشفوعم :

جائیداد مشفوعم كے عوض كے لئے شرط هوگی كے وہ مال هو، مشفوعم كا عوض اگر مال نہ هو تو اس میں شفعم كا حق واجب نہ هوگا۔ نیز یہ كے مال كے مقدار معلوم هو۔

مثال : كسی جائیداد كو قتل عمد سے صلح یا عورت كے مہر میں مقرر كرنے كے صورت میں شفعم كا حق حاصل نہ هوگا۔

### ۳۲۸ - مبیعم مشفوعم سے بائع كے ملكیت كا اسقاط شرط ہے :

یہ شرط هوگی كے مبیعم مشفوعم سے بائع كا حق ملكیت قطعی طور پر ساقط هو گیا هو۔ چنانچہ بیع فاسد كے صورت میں جب تك بائع اور مشتری كا حق استرداد ساقط نہ هو جائے اس وقت تك حق شفعم حاصل نہ هوگا۔ اسی طرح جب كے بائع نے بیع میں اپنے لئے خیابار كے شرط ركھی هو تو خیابار ہونے كے وقت تك شفعم كا حق حاصل نہ هوگا البتہ خیابار عیب یا خیابار رویت حق شفعم كے مانع نہ ہوں گے اور نہ مشتری كا خیابار شرط مانع هوگا۔

## تیسرا باب

## طلب شفعہ

## ۳۲۹۔ طلب موائبت :

حق شفعہ میں جائیداد حاصل کرنے کے لئے سب سے پہلے طلب موائبت ضروری ہوگی۔

شفیع پر لازم ہوگا کہ جس مجلس میں اس کو بیع کا علم ہو اس مجلس کے اختتام سے قبل قولاً یا فعلاً ایسا اظہار کرے جو شفعہ کی طلب پر دلالت کرتا ہو۔ مثلاً یہ کہ میں شفعہ کرتا ہوں یا یہ کہ مبیعہ میں شفعہ کا حق رکھتا ہوں وغیرہ۔ اس طلب کو "طلب موائبت" کہا جاتا ہے۔

طلب موائبت کا اسی مجلس میں ہونا اس حالت میں شرط ہوگا جب کہ کوئی عذر جو شرعاً معتبر ہو، موجود نہ ہو لیکن اگر کوئی عذر موجود ہو جس کو شرع نے عذر قرار دیا ہو تو اس طلب کی تاخیر سے شفعہ کا حق ساقط نہ ہوگا۔

## ۳۳۰۔ طلب اشہاد :

طلب موائبت کے بعد شفیع پر لازم ہوگا کہ وہ اپنی اس طلب پر شہادت قائم کرے، جس کو طلب اشہاد کہا جاتا ہے۔

## ۳۳۱۔ طلب خصومت :

طلب اشہاد کے بعد شفیع کو مشفوعہ میں حصول ملکیت کے لئے حاکم مجاز کی عدالت میں دعویٰ دائر کرنا ہوگا۔

### ۳۳۲ - ولی یا وصی کا حق طلب :

جو کوئی شخص بذات خود شفعہ کے طلب کرنے کی اہلیت نہ رکھتا ہو اس کے شفعہ کا مطالبہ اس کا ولی یا وصی کرے گا۔ چنانچہ نابالغ بچے کے ولی یا وصی نے اگر نابالغ کے حق شفعہ کا مطالبہ نہ کیا یا ترک کر دیا تو اب نابالغ کو اپنے بلوغ کے بعد شفعہ کا حق حاصل نہ رہے گا۔

### ۳۳۳ - شفعہ کے لئے مسلم ہونا شرط نہیں :

شفعہ کے لئے مسلم ہونا شرط نہیں، بلکہ غیر مسلم کو بھی شفعہ کا حق اسی طرح حاصل ہوگا جس طرح مسلم کو ہوتا ہے۔

## باب - چہارم

### حکم شفعہ

### ۳۳۴ - مشفوعہ میں شفعہ کی ملکیت حاصل ہونا :

(۱) جبکہ بے تراضی طرفین (شفیع و مشتری) مبیعہ مشفوعہ شفعہ کے سبب کر دیا گیا ہو یا بے حکم عدالت مبیعہ مشفوعہ شفعہ کے حق میں فیصلہ کر دیا گیا ہو تو اب شفعہ اس کا مالک ہو جائے گا۔

(۲) حکم عدالت کے بعد شفعہ کو یہ حق نہ ہوگا کہ وہ مشفوعہ کو لینے سے انکار کرے۔

### ۳۳۵ - ملکیت حاصلہ بشفعہ پر بیع کے احکام مرتب

ہوں گے :

شفعہ کے ذریعہ ملکیت حاصلہ پر مشتری اور شفیع کے درمیان بیع کے احکام مرتب ہوں گے۔ اور شفیع مشتری کی مثل اور مشتری بائع کی مثل سمجھا جائے گا۔ چنانچہ شفیع خیاری عیب و خیاری رویت کا مستحق ہوگا۔ البتہ کوئی خیاری شرط جو مشتری اور اس کے اپنے بائع کے درمیان طے پایا تھا وہ شفیع کو حاصل نہ ہوگا۔ کیونکہ وہ خیاری بائع اور مشتری اول کی شرط سے پیدا شدہ تھا، جس کا تعلق شفیع کی ذات سے نہ ہوگا۔

۳۳۶ - شفیع کا قبل قبضہ مشفوعہ فوت ہو جانا :

اگر شفیع نے شفعہ طلب کیا ہو تو اس کا حق شفعہ اس کی موت سے باطل نہ ہوگا۔ یہ حق اس کے ورثاء کی جانب بصورت ترکہ منتقل ہوگا۔

۳۳۷ - بطلان شفعہ بسبب بیع مشفوعہ سے :

اگر شفیع نے طلب موائت و طلب اشہاد کے بعد قبل قضاء قاضی یا قبضہ بتراضی طرفین اپنی اس جائیداد مملوکہ کو کسی دوسرے شخص کے حق میں فروخت یا کسی دیگر طریق سے منتقل کر دیا جس کے ذریعہ وہ شفعہ کا مستحق ہوا تھا تو اس کا حق شفعہ باطل ہو جائے گا۔ نیز مشفوعہ سے جدید مالک کو اس مشفوعہ سے کی بنیاد پر حق شفعہ حاصل نہ ہوگا۔

۳۳۸ - حق شفعہ ناقابل منتقلی اور ناقابل تجزیہ و تقسیم ہے :

(الف) حق شفعہ ایک ناقابل انتقال حق ہے۔ شفیع اس حق کو کسی عقد کے ذریعے کسی دوسرے کی جانب منتقل کرنے کا مجاز نہ ہوگا۔

(ب) حق شفعم ناقابل تجزیہ ہے۔ شفعم کو یہ حق حاصل نہ ہوگا کہ وہ مشفوعہ کے بعض حصے کو بحق شفعم طلب کرے اور بعض حصے کو ترک کر دے۔

توضیح :

مشری کی خریدی ہوئی ساری جائیداد پر دعوی شفعم ضروری ہے۔ اس کے کسی حصے پر شفعم نہیں ہو سکتا۔ الا یہ کہ مشتری نے بیک وقت کئی مکان خریدے ہوں اور ان میں سے ایک مکان پر بر بنائے ہمسائیگی دعوی کیا ہو۔

۳۳۹۔ جائیداد مشفوعہ پر قبضے سے قبل دوسری جائیداد ہمسائیگی پر حق شفعم :

شفعم کو مشفوعہ کی ملکیت حاصل ہونے سے قبل اگر کوئی دوسرا مکان یا آراضی مشفوعہ جائیداد کی ہمسائیگی میں فروخت ہو تو شفعم کو اس میں شفعم کا حق حاصل نہ ہوگا۔

۳۴۰۔ مشتری کی جانب سے مشفوعہ میں اضافہ :

اگر مشتری نے طلب اشہاد کے علم میں آنے سے قبل جائیداد مشفوعہ میں کسی قسم کا اضافہ کر دیا مثلاً رنگ و روغن کر دیا تو شفعم کو اختیار ہوگا کہ اس اضافے کی قیمت و اجرت ادا کر کے مشفوعہ حاصل کر لے یا یہ کہ شفعم ترک کر دے، لیکن اگر خریدار نے کوئی عمارت تعمیر کر لی یا آراضی میں درخت کے بوڑھے لگا دیے تو شفعم کو اختیار ہوگا کہ عمارت یا بوڑوں کی قیمت ادا کر کے جائیداد مشفوعہ کو کلی طور پر حاصل کر لے۔ اس کو یہ حق حاصل نہ ہوگا کہ خریدار کو عمارت کے منہدم کرنے اور بوڑوں کو اکھاڑ لینے پر مجبور

کرے۔

### ۳۳۱۔ ثمن کی ادائیگی کا حکم :

شفیع کو وہی ثمن ادا کرنا ہوگا جو مشتری نے اپنے بائع کو ادا کیا ہوگا لیکن شفیع پر یہ لازم ہوگا کہ شفیع کا دعویٰ بغرض سماعت منظور کیے جانے کے تیس یوم کے اندر مشفوعہ کا ثمن عدالت میں جمع کرا دے۔ بصورت عدم ادائیگی ثمن اس کا دعویٰ قابل سماعت نہ ہوگا۔

### ۳۳۲۔ اخراجات بیع کی پابہ جاتی :

شفیع مشتری کے جملہ قانونی اخراجات کا ذمہ دار ہوگا۔

### ۳۳۳۔ دعویٰ شفیع کی میعاد سماعت :

دعویٰ شفیع عدالت میں دائر کرنے کی مدت طلب موافقت و طلب استہاد کے بعد ایک ماہ ہوگی۔

\*\*\*\*\*

پہلا باب

# تعريفات و متعلقات شفعم

## پہلا باب

# تعريفات و متعلقات شفعہ

۳۰۹ - یہ قانون "قانون شفعہ" کے نام سے موسوم ہوگا۔

نام

۳۱۰ - شفعہ وہ حق تملک بذریعہ خریداری ہے جو ایک شخص کو کسی دوسرے کی خرید کردہ جائداد غیر منقولہ میں شرکت یا پڑوس کی وجہ سے حاصل ہو۔

تعريفات

## تشریح

شفعہ کے لغوی معنی "ایک چیز کو دوسری چیز سے ملا لینے" کے ہیں "شفعہ" کا لفظ "شفیع" سے مشتق ہے۔ چون کہ شفیع اپنی ملکیت کے ساتھ دوسرے کی ملکیت کو حاصل کر کے ملا لیتا ہے اس لئے اس کے اس فعل کا نام فقہاء نے "شفعہ" رکھ دیا ہے۔ اسی لفظ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت ماخوذ ہے، کیوں کہ اس کے ذریعہ حضور ﷺ اپنے گنہگار امتیوں کو ہمہ اذن خداوندی فائز (کام یاب و با مراد) لوگوں کے ساتھ ملائیں گے۔

شریعت اسلامی کی اصطلاح میں "شفعہ" سے مراد مشتری سے جبراً عفار خرید کردہ کی ملکیت کو اس قیمت پر حاصل کرنا ہے جس قیمت میں مشتری نے اس کو خریدا ہے۔



حنفیم :

الدرالمختار میں شفعہ کی تعریف اس طرح کی گئی ہے کہ "مشتري  
 کی جائداد کا جبراً مالک بنا دینا " شفعہ کہلاتا ہے۔ (۱) کنزالدقائق میں شفعہ  
 کی تعریف میں کہا گیا ہے "مشتري کی جائداد میں جبراً مالک ہونا " شفعہ ہے (۲)  
 مالک ہونا اس بناء پر ہے کہ نتیجتاً حکم حاکم یا تراضی طرفین کے بعد  
 شفعہ جائداد مشفوعہ کا مالک ہو جاتا ہے۔ اور مالک بنا دینا اس نقطہ نظر کے  
 تحت ہے کہ شفعہ کے حق شفعہ استعمال کرنے کے بعد شرع اس کو جبراً مشتري  
 کی ملکیت کا مالک بنا دیتی ہے۔ چون کہ شفعہ کے تمام ارکان و شرائط شفعہ  
 کی ذات سے صادر ہوتے ہیں ، جس کے بعد وہ مشتري کی مملوکہ جائداد کا  
 مالک ہو جاتا ہے اس بناء پر کہا جاتا ہے کہ وہ بذریعہ شفعہ فلاں جائداد کا  
 جبراً مالک ہوگا۔

## مالکیہ :

مالکی فقہ میں شفعہ کی تعریف باین عبارت کی گئی ہے :

کسی جدید ملکیت حاصل کرنے والے سے کسی قدیم شریک کا مثل زر  
 نمن کے معاوضے میں یا زر نمن کی قیمت یا اس حصے کی قیمت کے مقابلے میں  
 اس جدید شخص کی ملکیت کا حاصل کرنا "شفعہ" کہلاتا ہے۔ (۳) مالکیہ  
 کی اس تعریف سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک شفعہ کا حق صرف اس

(۱) و شرعاً نملک البقعة جبراً علی المشتري به فام علیہ بمله لو ملیباً و الا فبعینته ۔ (الدرالمختار بر

حاشیہ ردالمحتار ، مصر : ۱۳۲۳ھ ، ج ۵ ، ص ۸۹ )

(۲) ہی نملک البقعة جبراً علی المشتري بما فام علیہ ۔ (کنز الدقائق ، دعوی : مجسانی ، ص ۳۹۹)

(۳) النعمۃ ای حقیقتاً شرعاً اخذ شریک ... میں نجدہ ملکہ الارام احیاءاً معاوضۃ بمل النمن

اوقیئہ اوقیئہ السعصہ اء ۔ (جواهر الاکلیل ، مصر : مصطفیٰ البانی ، ۱۹۳۷ء ، ج ۲ ، ص

جائداد میں ہوگا جو مشترکہ ہو۔

## شافعیہ :

فقہاء شافعیہ نے شفعہ کی تعریف اس طرح کی ہے :

»قدیم شریک کا جدید شریک کی ملکیت کا بالمعاوضہ جبراً مالک

ہونا۔۔

اس تعریف سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مالکی فقہاء کی مثل شافعی فقہاء کے نزدیک بھی شفعہ کے حق کا صرف ایک سبب ہے اور وہ شرکت ہے۔ برخلاف احناف کے ، کہ ان کے نزدیک حق شفعہ کے ثبوت کے تین اسباب ہیں جن کا ذکر دفعہ ۳۱۱ قانون ہذا میں کیا گیا ہے۔ (۳)

## حنبلیم :

بہاء الدین بن عبدالرحمن مقدسی نے شفعہ کی تعریف اس طرح کی

ہے :

»ایک شریک کا اپنے شریک کے خریدار سے اس کی خریدی ہوئی

ملکیت کو لے لینا شفعہ کہلاتا ہے۔ (۵)

اسی کتاب کے حاشیہ میں علاء الدین ابی الحسن مرداوی (المنوفی ،

۸۸۵ھ) نے شفعہ کی اس طرح تعریف کی ہے :

»اپنے شریک کے حصے کو اس کے قبضے سے نکال لینے کا استحقاق

(۳) ولا تتب الشفعة الا لشریک ہی مناع ، (المہذب ، مصر ، ۱۹۵۹ء ، ج ۱ ، ص ۲۴۳)

(۵) وہی استحقاق الانسان اسراع حصۃ شریکہ من ید منہربھا ، (العقد شرح المصنف ، مدینہ منورہ

۱۳۸۲ھ ، طبع نایب ، ص ۱۲۷)

مثل یا کسی دیگر مالی عوض کے ساتھ شفعہ کہلاتا ہے۔ (۶)

### شیعہ جعفریہ :

علامہ الحلی نے اپنی کتاب شرائع الاسلام میں شفعہ کی تعریف باین الفاظ بیان کی ہے :

شفعہ ایک شریک کا دوسرے شریک کے اس حصے پر ایسا استحقاق ثابت کرنا ہے جو اس نے تیسرے شخص کو بذریعہ بیع منتقل کیا ہو۔ (۷)

### اسباب شفعہ میں احناف اور ائم ثلاثہ کے درمیان فرق و امتیاز :

زیر مطالعہ مالکی، شافعی اور حنبلی کتب فقہ میں مذاہب ثلاثہ کے شفعہ سے متعلق فقہی مسائل کے مطالعہ سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ جو وضاحت احناف نے جواز شفعہ، شرط شفعہ اور کیفیت شفعہ کی بیان کی ہے وہی ان مذاہب میں بھی مسلم ہے۔ البتہ اسباب شفعہ میں یہ اختلاف ہے کہ ان فقہی مذاہب میں صرف «شرکت» سبب شفعہ ہے جس پر حکم شفعہ مرتب ہو سکتا ہے۔ اس کے برخلاف احناف نہ صرف شرکت ملکیت بلکہ شرکت فی الحقوق اور ہم سائیگی کے اسباب کو بھی شفعہ کے حق میں معتبر قرار دیتے ہیں۔

### المجلة الاحکام العدلیہ میں شفعہ کی تعریف

المجلدہ کی دفعہ ۹۵۰ کے تحت شفعہ کی حسب ذیل تعریف بیان کی

(۶) ہی استحقاق الانسان انتزاع حصہ شریکہ من یدمن انتقلت الیہ ان کان مثله او دونه بعوض مالی -

(التفیح المسیح ..... ص ۱۷۵)

(۷) النفعۃ . ہی استحقاق احد الشریکین حصہ شریکہ بسبب انتقالها بالبیع (شرائع الاسلام . بیروت :

القسم الرابع . ج ۲ . ص ۱۵۹)

گئی ہے :

» کسی خریدار سے اس کے حق ملکیت کو اسی قیمت پر حاصل کرنا جو اس نے خریداری میں ادا کیا ہو شفعہ ہے ۔ «

## مصری قانون :

دفعہ ۹۳۶ - شفعہ وہ اجازتی فعل ہے جو کسی جائداد کے مشتری کی جانب سے بعض حالات میں منتقل ہو جانے کی صورت میں حسب دفعات آئندہ جائز قرار دیا گیا ہے :

(الف) عین جائداد (Corpus of the property) کا مالک جب کہ جائداد کو اس کے تمام متعلقہ انتفاعی حقوق کے ساتھ کل جائداد یا اس کے بعض حصے کو فروخت کرے -

(ب) اس شریک کو جو غیر منقسم طریق پر جائداد میں شریک ہے ، جب کہ اس کا شریک اپنا حصہ بذریعہ بیع منتقل کرے -

(ج) حق انتفاع (Usufructory right) کے شریک کو جب کہ اس کا کل رقبہ یا اس کا بعض حصہ بیع کیا جائے جس کے انتفاع میں یہ شریک ہے -

(د) اس شخص کو جس کو اراضی کے مالک نے اراضی میں تعمیر کی اجازت دی ہو جب کہ اراضی کا مالک اراضی فروخت کرے ، اور اراضی کے مالک کو جب کہ صاحب تعمیر اپنی تعمیر فروخت کرے -

(ه) مندرجہ ذیل ہم سب کو -

(اول) اس شخص کو جس کی تعمیر ، تعمیراتی اراضی میں ہو یا

اس میں تعمیر کی جا سکتی ہو خواہ اراضی شہری ہو یا دیہی  
- ہو -

(دوم) جب کہ مبیعہ اراضی کا ہم سایہ مکان میں حق انتفاع  
رکھتا ہو -

(سوم) جب کہ ہم سایہ کی اراضی مبیعہ کے دو جانب سے متصل  
ہو اور مبیعہ اراضی کے ۸ - ۱ قیمت کے مساوی ہو -

## پاکستانی قانون :

دفعہ ۴ - حق شفیعہ سے زرعی آراضی یا دیہی غیر منقولہ  
جائداد یا شہری غیر منقولہ جائداد دوسرے اشخاص پر ترجیح پا کر حاصل  
کرنے کی بابت کسی شخص کا حق مراد ہے اور یہ حق ایسی اراضی کی نسبت  
صرف فروخت کرنے کی صورت میں اور ایسی جائداد کی نسبت صرف فروخت  
کی صورت میں یا ایسی جائداد کو فک کرانے کی بابت حق کی فروخت یا بیعیت  
کی صورت میں پیدا ہوتا ہے۔ دفعہ ۵ کا کوئی امر عدالت کو یہ قرار دینے سے  
نہیں روکے گا کہ کوئی انتقال حقیقت جو فروخت نہ ہو عملاً فروخت ہے۔

مندرجہ بالا دفعہ میں آراضی اور جائداد کے درمیان حق شفیعہ کے  
تعلق سے ایک فرق روا رکھا گیا ہے، وہ یہ کہ اگر آراضی ہو تو صرف اس کے  
فروخت کئے جانے کی صورت میں حق شفیعہ پیدا ہوگا، جبکہ جائداد کی  
صورت میں نہ صرف فروخت بلکہ حق فک (Right of redemption) کی  
فروخت یا بیعیت (Foreclosure) میں بھی حق شفیعہ پیدا ہوتا ہے۔ راقم  
الحروف کو اسلام کے قانون شفیعہ میں ایسی کوئی تخصیص نظر نہیں آئی -

۱ - حق شفیعہ : حق شفیعہ وہ حق ہے جو ایک شخص بمقابلہ

دوسرے شخص کے جائداد غیر منقولہ کو خریدنے کا رکھتا ہے۔

۲۔ شفعہ : "جو شخص حق شفعہ کا طالب ہو اس کو "شفیع" کہتے ہیں۔ (۸)

۳۔ مشفوعہ : "جس جائداد سے شفعہ کا حق متعلق ہونا نابت ہو وہ "مشفوعہ" کہلائے گی۔ (۹)

۳۔ مشفوعہ سے : "مشفوعہ سے شفعہ کی مملوکہ اس جائداد غیر منقولہ کو کہتے ہیں جس کا مالک ہونے کی بناء پر اسے حق شفعہ حاصل ہوتا ہے۔ (۱۰)

۵۔ عقار : عقار سے مراد جائداد غیر منقولہ ہے اس کا اطلاق ایک سے زائد منزلہ عمارت ہونے کی صورت میں ہر منزل پر منفرداً ہوتا ہے۔ (۱۱)

۶۔ بیع : ایک شخص کا اپنی کسی معین غیر منقولہ جائداد کو کسی معین و متقوم بدل کے عوض دوسرے کو مستقلاً منتقل کرنا "بیع" کہلاتا ہے اس تعریف میں ۵۰ سال یا اس سے زائد مدت کے لئے دیے جانے والے حقوق نہ داری (Leasehold rights) بھی داخل ہیں۔

(۸) جس شخص کو شفعہ کا حق حاصل ہوگا اس کو قانون شفعہ میں "شفیع" کہا جاتا ہے۔

(۹) جس جائداد سے یہ شخص اپنا حق متعلق ہونا ظاہر کرتا ہے اس کو "مشفوعہ" یا "مشفوعہ" کہا جاتا ہے۔

(۱۰) جو کہ شفعہ کے شفعہ کا سبب اس کی اس مملوکہ جائداد کا مشفوعہ سے منسلک (مسرتک ہونا) ہے اس لئے مملوکہ شفعہ کو "مشفوعہ سے" اس کے سبب سے کہا گیا ہو، کہا جاتا ہے۔

(۱۱) عرصی رہائش میں عقار کا لفظ جائداد غیر منقولہ سے زیادہ وسیع ہے اس میں زرعی اراضی اور شہری جائداد میں قابل تعمیر قطعات اراضی، کواں س چکی، خاص بھر سے سائیں ہیں۔

توضیح : جس معاملہ میں مال کا تبادلہ ثمن کے ساتھ اس غرض سے کیا جائے کہ مبیع کی ملکیت بائع کی جانب سے مشتری کے حق میں منتقل ہو جائے وہ معاملہ " بیع " ہے۔

شریعت اسلامی کی رو سے شہری جائداد غیر منقولہ (علاوہ تجارتی عمارات) میں حق شفعہ حاصل ہوتا ہے لیکن ایک قانون شفعہ ، پنجاب و سرحد مجریہ ۱۹۱۳ھ و ۱۹۵۰ء میں کسی قصبہ یا سب ڈویژن قصبہ میں شہری غیر منقولہ جائداد کی نسبت حق شفعہ حاصل ہوگا ، جب کہ ایسے قصبے یا سب ڈویژن میں ایک مذکور کے آغاز و نفاذ کے وقت (نہ کسی اور طرح) مروجہ شفعہ کا وجود ثابت کر دیا جائے۔ (۱۲)

یہاں یہ وضاحت کرنا غالباً ضروری ہے کہ موجودہ قانون رواج کو حق شفعہ کی بنیاد کے طور پر تسلیم کرتا ہے جب کہ شریعت اسلام میں شفعہ کا وجود رواج کا محتاج نہیں بلکہ وہ ایک ایسا حق ہے جو شریعت عطا کرتی ہے۔

نیز صوبائی حکومت کو یہ حق دیا گیا ہے کہ وہ اشتہار کے ذریعہ اعلان کر سکتی ہے کہ کسی رقبہ مقامی میں یا کسی آراضی یا جائداد یا قسم آراضی یا جائداد کی نسبت یا کسی فروخت کی نسبت کوئی حق شفعہ صرف ایسا محدود حق جس کی صوبائی حکومت تصریح کر دے ، حاصل نہ ہوگا۔ (۱۳)

قانون اسلام میں حق شفعہ کا مدار شرعی اصولوں پر ہے ، کسی وقتی مصلحت یا اشخاص کی رعایت یا حکومت وقت کی صواب دید پر موقوف نہیں ہے۔ چنانچہ صوبائی حکومت کا یہ اختیار کہ وہ کسی بھی رقبہ مقامی (Local area) میں کسی بھی آراضی یا جائداد کی نسبت یہ اعلان کر سکتی ہے کہ اس آراضی یا جائداد کی فروخت کی صورت میں حق شفعہ نہ ہوگا شریعت کے

(۱۲) دہ قانون شفعہ ایکٹ پنجاب، ۱۹۱۳ء . دفعہ ۷۰

(۱۳) دہ قانون شفعہ ایکٹ پنجاب، ۱۹۱۳ء . دفعہ ۸۰

اصولوں سے متصادم ہے۔ اسی طرح حکومت کا کنٹونمنٹ کے علاقہ کو حق شفعہ کے اطلاق سے خارج قرار دینا بھی محل نظر ہے، ہاں یہ صحیح ہے کہ حکومت کی جائداد اور آراضی پر حق شفعہ کا اطلاق نہیں ہوتا۔

(۲) شفعہ کے دعویٰ میں "بیع" کی تکمیل کا تصفیہ اسلامی قانون بیوع کے تحت ہوگا۔ تعارض کی صورت میں قانون انتقال جائداد ۱۸۸۲ء کے احکام دربارہ انتقال ملکیت متعلق نہ ہوں گے۔

از روئے شرع اسلام زبانی معاہدہ کے ساتھ قیمت ادا کر دی گئی اور قبضہ دے دیا گیا تو تکمیل بیع کے لئے کافی ہوتا ہے۔ لیکن بیع کی تکمیل کو از روئے قانون رائج الوقت رجسٹری شدہ دستاویزات سے متعلق قرار دیا گیا ہے۔ رجسٹریشن کا قانون اصلاً خلاف شرع نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق انتظامی امور سے ہے جس کی رعایت زمانہ کے حالات کے لحاظ سے کی جاتی ہے۔ حق شفعہ ایک کمزور حق ہے، محض حیلہ سے بھی ساقط ہو جاتا ہے لہذا بیع کا دستاویزی اور رجسٹر شدہ ہونے کی شرط شریعت کے خلاف قرار نہیں دی جا سکتی کیونکہ یہ ایک انتظامی معاملہ ہے کسی صریح شرط کی عدم موجودگی میں محض عدم ادائیگی قیمت سے بیع فسخ قرار نہیں دی جائے گی۔ (۱۳۱)

ری ہیبلیشن سیٹلمنٹ اسکیم جڑہ اول پیراگراف ۲ و ۱۳ اور قانون خانماں برباد اشخاص (لینڈ سیٹلمنٹ) ایکٹ ۳۷ بابت ۱۹۵۸ء کی دفعات ۶ اور ۱۵ کے تحت جو شخص نیم مستقل بنیاد پر زمین کا الاٹمنٹ رکھتا ہو وہ اگر اپنے زمینی مفاد کو کسی کے ہاتھ فروخت کرے تو وہ (تیسرا شخص) شفعہ کے ذریعہ اس کا قبضہ حاصل نہیں کر سکتا۔ زیر دفعہ ۶ قانون نمبر ۳۷ بابت ۱۹۵۸ء ممانعت موجود ہے۔ (۱۵۱) لیکن متنازعہ زمین جو مستقلاً منتقل ہو گئی ہو

(۱۳۱) الدرالمختار، بر حائثہ ردالمحتار، مصر: ۱۳۲۳ھ۔

(۱۵۱) امام حسین بی بی بنام محمد لطیف، (بی ایل ڈی، ۱۹۷۱ء، لاہور ص ۷۷)



اور ۲۳ دسمبر، ۱۹۶۳ء سے متروکہ جائداد نہ رہی ہو اور قبضہ کے لئے مقدمہ شفعہ ۲۷ مئی ۱۹۶۵ء کو دائر کیا گیا ہو تو معاملت بیع قرار پانے گی اور قابل شفعہ ہوگی اور مقدمہ درست ہوگا۔ (۱۶۱) مزید ملاحظہ ہو بابو علی محمد بنام محمود الحسن (بی ایل ڈی ۱۹۶۸ء لاہور، ۳۲۹) تازہ گل بنام سعید غلام (بی ایل ڈی ۱۹۶۷ء پشاور، ۱۶۷) رکن الدین بنام غلام مصطفیٰ (بی ایل ڈی ۱۹۷۰ء لاہور، ۷۹) سعید محمد بنام طالب حسین شاہ، ۱۹۷۰ء ایس سی ایم آر، ۶۳۱) بمقدمہ اللہ دتا بنام فتح خان (بی ایل ڈی ۱۹۷۰ء لاہور، ۱۶۸) قرار دیا گیا کہ جو زمین مستقلاً مالکانہ حقوق کے ساتھ لینڈ سیٹلمنٹ ایکٹ ۱۹۵۸ء کے تحت حاصل شدہ ہو اس میں حق شفعہ ہوگا۔

بیع کی تعریف زیر دفعہ ۳ (۵) پنجاب شفعہ ایکٹ ۱۹۱۳ء بمقابلہ دفعہ ۵۳ قانون انتقال جائداد زیادہ وسیع ہے اور زرعی آراضی کی انتقال ملکیت کا جو طریقہ دفعہ ۵۳ میں مذکور ہے اس کی تابع نہیں ہے۔ چنانچہ ایک بیع بذریعہ داخل خارج مالیاتی زائد از یک صد روپے پنجاب شفعہ ایکٹ جائز اور درست تسلیم کی گئی ہے۔ اگر حق شفعہ ایک حق قائم مقامی ہے تو یقیناً شفعہ خریدار اجنبی کی جگہ لے لے گا اور وہ اس کے حقوق کا قائم مقام ہوگا چنانچہ دفعہ ۵۳ (الف) کے تحت حقوق بھی اسی کو حاصل ہو جائیں گے۔ اگر معاملت واقعی بیع ہے تو بلا لحاظ اس امر کے کہ وہ بیع دفعہ ۵۳ کے تحت مذکورہ طریقہ کے مطابق نہیں ہے، حق شفعہ پیدا ہو جائے گا، کیوں کہ نقص بعد کو دور کیا جا سکے گا۔ (۱۶۱)

الف نے ایک زمین ایچ کے ہاتھ فروخت کی جس نے اسے ایم کے ہاتھ فروخت کر دیا جس کو حق شفعہ حاصل تھا۔ بعد ازاں ایچ کے بیٹے نے دوسری فروخت میں حق شفعہ کا مطالبہ کیا اور یہ ادعا کیا کہ ایم نے اس زمین کو

(۱۶۱) مہرا بنام ظہور احمد (بی ایل ڈی، ۱۹۷۱ء لاہور، ص ۸۳۳)

(۱۶۲) عبدالکریم، بنام فضل محمد شاہ، سپریم کورٹ، ص ۳۱۱

بربنائے حق شفعہ نہیں خریدتا ہے ، قرار دیا گیا کہ ایچ کے بیٹے کو حق شفعہ میں زمین لینے کا اختیار نہیں رہا اور یہ امر غیر اہم ہے کہ ایم نے بوقت خریداری اپنے حق شفعہ کی صراحت نہیں کی۔ قانون کے تحت یہ امر لازمی قرار نہیں دیا گیا کہ شفیع صرف اسی صورت میں جائداد لے سکتا ہے جب کہ وہ اپنے حق شفعہ کا ادعا کرے۔ دراصل اگر کوئی شخص کسی زمین کا مستحق ہو اور وہ زمین اس کے نام میں منتقل ہو جائے تو قیاس یہی کیا جائے گا کہ وہ منتقلی اس کے حق کے تحت ہوئی ہے۔ (۱۸۱)

واضح رہے کہ پنجاب ایکٹ کے تحت بیٹے کو باپ کی جائداد میں اگر وہ فروخت کرنا چاہے) حق شفعہ حاصل ہے جس کی بنیاد صرف «بیٹا» ہونے پر ہے۔ اس کی غرض و غایت دراصل جائداد کے ایک ہی خاندان میں محدود رکھنے کے نظریے پر قائم ہے۔ شریعت اسلام بنیادی طور پر جائداد کی تقسیم اور دولت کی گردش کی قائل ہے اس لئے بیٹے کو محض بیٹا ہونے کے سبب حق شفعہ دینے کی علت نہ شرعاً مطلوب ہے اور نہ مقصود۔ لہذا رائج الوقت قانون شفعہ کا یہ ضابطہ کہ بائع کے بیٹے کو محض اس لئے کہ وہ اس کا بیٹا ہے ، حق شفعہ حاصل ہوگا ، خلاف شرع ہے کیونکہ اسلام میں حق شفعہ کی معروف علت ضرر جوار یا شرکت ملک یا شرکت خلیط ہے ، اور جار کا مالک جائداد متصل ہونا ضروری ہے ، محض سکونت نہیں ، نیز یہ کہ اس علت (ضرر) کا بوقت بیع موجود ہونا بھی ضروری ہے ، محض آئندہ ضرر کا احتمال علت نہیں ہو سکتا۔

یہ سوال کہ مقدمہ ہذا میں جو بیع دفعہ ۵۴ قانون انتقال جائداد کے خلاف ہوئی ہے ، آیا اس میں حق شفعہ ہوگا یا نہیں جب کہ جائداد کی منتقلی بذریعہ رجسٹری شدہ دستاویز کے ذریعہ نہ ہوئی ہو ، قرار دیا گیا کہ

(۱۸۱) بی ایل ڈی ، ۱۹۵۴ ، لاہور ، ص ۵۴۱ اے اے آر ، ۱۹۳۸ ، لاہور ، ۲۳۲

اس سوال کے جواب کا انحصار بڑی حد تک فریقین کی نیت پر ہوگا کہ کیا حقیقتاً بیع واقع ہوئی ہے۔ (۱۱)

۷۔ بائع : اپنی کسی معین غیر منقولہ جائداد کو کسی معین و مقوم بدل کے عوض کسی دوسرے کو منتقل کرنے والا بائع کہلاتا ہے۔

۸۔ مشتری : بیع کو بالعوض قبول کر لینے والا مشتری کہلاتا ہے

۹۔ زر ثمن : وہ قیمت جو حقیقتاً مشتری کی جانب سے بائع کو جائداد مبیعہ کے عوض ادا کی گئی ہو یا ادا کرنا طے کی گئی ہو، زر ثمن کہلاتی ہے۔

۱۰۔ قیمت کی ادائیگی : قیمت کی ادائیگی سے مراد قیمت کی حقیقی ادائیگی ہے۔

توضیح : مدعی یہ ادعا کر سکتا ہے اور اس ادعا کو ثابت بھی کر سکتا ہے کہ مشتری کی بیان کردہ قیمت مصنوعی ہے۔ مدعی قیمت بازار ثابت کر سکتا ہے۔ عدالت اس امر کی مجاز ہے کہ وہ قیمت فروخت سے قطع نظر حقیقی بدل دریافت اور معلوم کرے (۱۲)

۱۱۔ شفیع خلیط : « شفیع خلیط » یا « شفیع فی حق المبیع » اس شخص کو کہتے ہیں جو جائداد مبیع کے حقوق خاص میں شریک ہو جیسے کوچہ غیر نافذہ میں حق گزر یا کئی منزلہ عمارت میں زینہ استعمال کرنے کا حق یا آراضی کاشت کا حق سیرابی یا حق مرور آب یا پر نالہ گرنے کا حق -

(۱۱) عبدالکریم بنام فضل محمد شاہ (بی ایل ڈی، سیریم کورٹ، ص ۳۹۱)

(۱۲) خادم حسین بنام گلاب، (بی ایل ڈی، ۱۹۵۳ء، لاہور، ص ۲۴۱)

- ۱۲۔ شفیع جار : " شفیع جار " سے مراد " جار ملاحظہ " ہے۔ " جار " کے لغوی معنی بڑوسی کے ہیں اور " ملاحظہ " کے معنی ملے ہوئے کے ہیں۔ اصطلاح شرعی میں شفیع جار ایسے بڑوسی کو کہتے ہیں جس کی مملوکہ غیر منقولہ جائداد عقار مشفوع سے متصل ہو۔
- ۱۳۔ کوچہ نافذہ : کوچہ نافذہ اس کوچے کو کہا جاتا ہے جو دونوں طرف سے بند نہ ہو
- ۱۴۔ کوچہ غیر نافذہ : جو کوچہ ایک جانب سے بند ہو۔
- ۱۵۔ نہر صغیر : نہر صغیر ایسی نہر کو کہا جاتا ہے جس میں کشتی نہ چل سکے۔
- ۱۶۔ نہر کبیر : نہر کبیر ایسی نہر کو کہا جاتا ہے جس میں کشتی چل سکتی ہو۔
- ۱۷۔ طلب موائبت : سرعت سے بعد علم بیع حق شفعہ طلب کرنا " طلب موائبت " کہلاتا ہے۔
- ۱۸۔ طلب اشہاد : بائع یا مشتری یا مبیعہ کے محل وقوع پر جا کر طلب موائبت پر گواہ کرنا " طلب اشہاد " کہلاتا ہے۔ اس کو طلب تقریر بھی کہتے ہیں۔
- ۱۹۔ طلب خصومت : حق شفعہ کے نفاذ کے لئے عدالت میں نالش دائر کرنا " طلب خصومت " کہلاتا ہے۔
- ۲۰۔ دیہی غیر منقولہ جائداد : " دیہی غیر منقولہ جائداد " سے

زرعی آراضی کے سوائے وہ غیر منقولہ جائداد مراد ہے جو کسی گاؤں کی حدود کے اندر واقع ہو۔ دیہی غیر منقولہ جائداد میں حق شفعہ ہوتا ہے۔

یہ امر کہ ایک قطعہ آراضی جس پر حق شفعہ کا مطالبہ کیا گیا ہو دیہی غیر منقولہ جائداد ہے یا شہری بنیادی طور پر ہر مقدمہ کے حالات کے تحت تصفیہ طلب ہوتا ہے۔ اس ضمن میں معائنہ موقع بہت مفید ہوتا ہے تاکہ صحیح نتیجہ پر پہنچا جا سکے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ایک مجموعی شکل دیکھی جائے اور پھر فیصلہ کیا جائے۔ چنانچہ ایک ایسا قطعہ آراضی جس پر اطراف میں سرکاری عمارتیں ہوں، سرکاری ملازمین کی عمارتیں ہوں، اور دوسری عمارتیں ہوں جن میں کاریگر رہائش پذیر ہوں، علاقہ میں بجلی ہو، پختہ سڑکیں ہوں، ضلعی عدالت (ڈسٹرکٹ کورٹ) ۳ فرلانگ کے فاصلے پر ہو، قرار دیا گیا کہ وہ قطعہ آراضی دیہی نہ رہا اور حسب دفعہ ۱۵ قانون شفعہ، شفعہ کا اعلا مطالبہ نہیں کیا جا سکتا۔ (۱۲۱) ، کیونکہ میسج کی عدم مماثلت کے سبب ضرر جوار لاحق نہ ہوگا۔

یہ سوال کہ کوئی قطعہ آراضی دیہی ہے یا شہری باغراض شفعہ ایک قانونی مسئلہ ہے اور (اس کے تصفیہ کے لئے) ایبل ثانی دائر ہو سکتی ہے۔ دونوں عدالت ہائے ماتحت کی یکساں تجویز کی کوئی اہمیت نہیں۔ ہائی کورٹ ایبل ثانی کے دوران مسئلہ قانون کی صحیح تعبیر کر سکتی ہے۔ (۱۲۲)

## راقم الحروف کی رائے :

راقم الحروف کے نزدیک کسی آراضی یا جائداد کے متعلق یہ

(۱۲۱) بی ایل ڈی ، ۱۹۶۶ ، لاہور ، ص ۳۷

لے آئی آر ، ۱۹۳۷ ، لاہور ، ۱۸۲ ، ۱۹۲۳ ، لاہور ، ۶۶۲

(۱۲۲) بی ایل ڈی ، ۱۹۷۵ ، لاہور ، ص ۲۵۹

قرار دینا کہ وہ باغراض شفعہ دیہی ہے یا شہری امر واقعہ اور قانون دونوں کا بیک وقت مشترک سوال ہے ، امر واقع کا سوال اس لئے ہے کہ اس جائداد یا آراضی کے محل وقوع ، نوعیت اور استعمال نیز قرب و جوار کی آراضی یا جائداد اور متعلقہ سہولتوں کی واقعاتی شہادت کی تنقیح امر واقع کے طور پر ہوگی اور قانون کا سوال اس لئے ہے کہ قانون کے تحت اس کے قابل شفعہ ہونے کا فیصلہ تعبیر کا محتاج ہے ۔

ایسی صورت میں کہ خسرہ گردواری میں زمین کا ایک حصہ غیر ممکن آبادی لکھا ہوا ہے اور چھوٹے چھوٹے قطععات آراضی برائے تعمیر فروخت کئے گئے ہیں ، قرار دیا گیا کہ زمین بظاہر شہری ہے اور جائداد نے شہری غیر منقولہ جائداد کی نوعیت اختیار کر لی ہے ۔ اب اس امر کا بار ثبوت شفعہ پر ہوگا کہ وہ یہ ثابت کرے کہ بر بنائے رواج ایسی جائداد پر حق شفعہ کا اطلاق ہوتا ہے ۔ (۳۳)

پشاور ہائی کورٹ نے ایک مقدمہ مندرجہ ہی ایل ڈی ۱۹۶۱ء ص ۳۶ میں ایک ایسی فروخت کے بارے میں جس کا داخل خارج کھاتے میں ہو چکا تھا مگر حسب دفعہ ۵۳ قانون انتقال جائداد ۱۸۸۲ء باضابطہ رجسٹری نہیں ہوئی قرار دیا کہ باغراض دفعہ ۱۵ شفعہ ایکٹ شفعہ کو بحیثیت شریک جائز حقیقت حاصل نہیں ہوتی ۔

زیر دفعہ ۱۵ (ب) ، (سوم) قطعہ آراضی کا ایک غیر مالک اس پر ایستادہ عمارت میں اپنا حصہ ایک دوسرے غیر مالک کو فروخت کرتا ہے ۔ قرار دیا گیا کہ مکان «دیہی جائداد غیر منقولہ» ہونے کے سبب قابل شفعہ ہے ۔ (۳۴)

(۳۳) ہی ایل ڈی . ۱۹۶۵ء . لاہور . ص ۳۶۰

(۳۴) ہی ایل ڈی . ۱۹۶۵ء . لاہور . ص ۱۳۹

یہ فیصلہ شریعت اسلام کے خلاف نظر آتا ہے کیوں کہ تعمیر میں بلا آراضی تحتی حق شفعہ نہیں ہوتا۔

۲۱۔ شہری غیر منقولہ جائداد: شہری غیر منقولہ جائداد سے مراد زرعی آراضی کے سوائے وہ غیر منقولہ جائداد ہے جو کسی قصبہ یا شہر کی حدود کے اندر واقع ہو۔

۲۲۔ زرعی آراضی: ”زرعی آراضی“ سے وہ آراضی مراد ہے جو کسی قصبہ یا گاؤں میں کسی عمارت کے (Site) کے طور پر مقبوض نہ ہو اور جو زراعتی غرض یا زراعت میں مدد دینے والی اغراض کے لئے یا چراگاہ کے لئے ہو۔ اس اصطلاح میں حسب ذیل بھی شامل ہیں:

(الف) ایسی آراضی پر موقع جات اور ڈھانچے جس میں عمارت کا صحن یا گھر کا احاطہ شامل ہے، کیونکہ یہ تمام چیزیں زرعی آراضی کے تابع ہیں۔

(ب) کسی محال یا حقیت کاشت میں منافع جات کا کوئی حصہ۔

(ج) واجبات یا معاملہ زمین کا کوئی مقررہ فی صد حصہ جو کسی ادنا مالک زمین کی طرف سے اعلا مالک زمین کو واجب الادا ہو۔

(د) لگان وصول کرنے کا حق۔

(ه) حق سیرابی جس سے کوئی مالک یا قابض آراضی بطور مذکور مستفید ہوتا ہو۔

(و) کوئی حق دخیل کاری، اور

(ز) ایسی آراضی پر ایستادہ تمام درختان۔

زرعی آراضی کی نسبت حق شفعہ حاصل ہوگا لیکن ہر ایسا حق ان تمام احکام و قیود کا پابند ہوگا جو مجموعہً ہذا میں درج ہیں۔

قانون شفعہ ایکٹ ۱۹۱۳ء پنجاب کی دفعہ ۹ کے تحت ایکٹ مذکور میں درج شدہ کسی امر کے باوجود کسی ایسی فروخت کی نسبت جو ایکٹ حصول آراضی ۱۸۹۳ء کے حصہ ہفتم کے احکام کے تحت گورنمنٹ کی طرف سے یا اس کے پاس سے کی گئی ہو یا کسی حاکم مقامی کی طرف سے یا اس کے پاس کی گئی ہو یا کسی کمپنی کے پاس کی گئی ہو یا کسی ایسی فروخت کی نسبت جس کی منظوری ڈپٹی کمیشنر نے ایکٹ (فروخت کاری) آراضی ۱۹۰۰ء کی دفعہ ۳ (۲) کے تحت دی ہو، حق شفعہ نہیں ہوگا۔

حکومت کو اس امر کا اختیار حاصل ہے کہ وہ اعلامیہ (Notification) کے ذریعہ کسی بھی (علاقہ) کے متعلق یہ اعلان کر سکتی ہے کہ بعض علاقوں میں حق شفعہ نہ ہوگا۔ (۲۵)

## راقم الحروف کی رائے :

راقم الحروف کے نزدیک حکومت کا ممانعت شفعہ کا حکم اس وقت معتبر قرار دیا جانا چاہئے جبکہ وہ ممانعت مصالح شرعیہ یا مصالح عرفیہ کے حصول کا ذریعہ ہو۔ علی الاطلاق اور بلا وجہ جائز حق شرعی کو ساقط یا معطل کرنا شرعاً ناپسندیدہ ہے۔

دفعہ ۸ (۲) کے تحت حکومت کو وسیع اختیارات حاصل ہیں کہ وہ کسی بھی منتقلی جائداد کو بذریعہ اعلامیہ حق شفعہ کے اطلاق سے مستثنیٰ کر سکتی ہے۔ (۲۶)

(۲۵) خدا بخش بام بدھ سنگھ۔ (بی ایل ڈی، بیوی کونسل، ص ۴۳۳)

(۲۶) عبدالخالق سام شیر محمد (بی ایل ڈی، ۱۹۶۶ء، ہداد الحدید، ص ۷۹)



کالونی اور کالونی ایریا میں واضح اختیارات کے لئے حق شفعہ سے استثناء کے لئے ضروری ہے کہ پہلے یہ ثابت کیا جائے کہ وہ زمینات کالونی افسر کے دائرہ اختیار میں ہیں اور ان پر حکومت کے زمینات کا کالونی ایکٹ کا اطلاق ہوتا ہے۔ (۲۷)

ڈپٹی کمشنر نے جن فروختگیوں کو زیر دفعہ ۳ (۶) پنجاب فروخت کاری قانون زمینات ۱۹۰۰ء کے تحت اجازت دی ہے اس پر زیر دفعہ ۹ قانون شفعہ پنجاب ایکٹ ۱۹۱۳ء حق شفعہ لاگو نہیں ہوگا۔ (۲۸)

مندرجہ ذیل کو زرعی آراضی قرار دیا گیا ہے :

(الف) پھلوں کے باغات ، جبکہ وہ کسی عمارت کے احاطے یا صحن میں محدود نہ ہوں۔

(ب) کنواں جو زرعی آراضی کی آب پاشی کے لئے کھودا گیا ہو اور عمارت کے احاطے یا صحن میں محدود نہ ہو۔ (۲۹)

(ج) گزر آب یا پانی بہنے کا راستہ جو آب پاشی کی اغراض کے لئے مستعمل ہو۔

(د) کھولیاں اور بھوسے رکھنے کے ڈھانچے۔

(هـ) حق درخت کائنے کا جو آئندہ اگنے والے ہوں۔

(و) پانی یا نالیاں جو آراضی سے باہر آ رہی ہوں۔

(۲۷) ایضاً . ص ۹

(۲۸) اے آر اے . ۱۹۳۵ء . لاہور . ص ۹۰۱

(۲۹) عطوائفہ نام محمد فاضل (بی ایل ڈی . ۱۹۶۲ء . بغداد الجدید . ص ۶

ایلاس منفقہ . شرم خان نام حضور دین . بی ایل ڈی . ۱۹۵۵ء . بغداد الجدید . ص ۱۳

مندرجہ ذیل کے متعلق قرار دیا گیا ہے کہ وہ زرعی آراضی میں داخل

نہیں ہیں :

(الف) آراضی جس پر طویل عرصے سے اینٹوں کا بھٹہ تعمیر شدہ ہو۔

(ب) عمارات کے احاطوں میں کتوں۔

(ج) مویشیوں کو پانی پلانے کے تالاب۔

(د) قبرستان اور قبرستان کے لئے مخصوص آراضی۔

(ه) محض ایستادہ فصلیں۔

زرعی آراضی کی مندرجہ بالا تعریف کے تحت آبادی دیہہ کی عمارات خاص طور پر خارج رکھی گئی ہیں۔ اس کا منشاء یہ ہے کہ جائداد زرعی نوعیت کی ہونی چاہئے اور اس کا مقصد بلا واسطہ زراعت کی ترقی ہونا چاہئے یا از قسم چراگاہ ہونی چاہئے اور اسی سے زرعی اراضی اور دیہی یا شہری غیر منقولہ جائداد کے مابین حد امتیاز قائم ہوتی ہے۔ (۳۰) اس امر کا تعین کرنے کے لئے کہ جائداد زرعی ہے یا نہیں اس کی صحیح جانچ کا وقت فروخت کا ہونا ہے اس کی قسم، محل وقوع، میونسپل قصبہ یا دیہہ کے رقبے میں اس کا شامل ہونا، کھیوٹ اور کھتونی (خسرہ) نمبروں کا زرعی ریکارڈ میں اندراج، مال گزاری میں اس کا وصولی معاملہ کے تابع ہونا یہ سب چیزیں زرعی آراضی کے تعین میں مدد دے سکتی ہیں۔ (۳۱) البتہ صرف کھیوٹ اور خسرہ نمبروں کی موجودگی آراضی کے زرعی قرار دینے کے لئے کافی نہیں، کیوں کہ یہ ممکن ہے کہ کسی رقبے میں خسرہ اور کھیوٹ نمبر باقی رہیں لیکن آراضی کے

(۳۰) انڈین کیسز، ص ۵۸۰

(۳۱) اے آئی آر، ۱۹۳۷، ۷۰، ۱۸۲

استعمال کی نوعیت بدل جانے سے وہ آراضی زرعی نہ رہے۔ (۳۱) اسی طرح محض اس بناء پر کہ کسی آراضی کی نسبت معاملہ زمین تشخیص کیا جاتا ہے وہ بلاں زرعی آراضی نہیں بن جاتا۔ (۳۲)

محض یہ امر واقعہ کہ مقامی حکومت نے کسی رقبہ آراضی کو کسی میونسپلٹی کے اندر شامل کر دیا ہے آراضی کی نوعیت کو تبدیل نہیں کر دیتا۔ (۳۱) آراضی کا محل وقوع اس وقت تک غیر اہم ہے جب تک کہ اس کی زرعی نوعیت باقی رہتی ہے۔ یہ کسی قصبہ کی حدود کے اندر بھی واقع ہو سکتی ہے اور اس کی زرعی نوعیت قائم رہ سکتی ہے۔

۲۳ - تعمیر یا آراضی ممد زراعت : کوئی عمارت یا آراضی زراعت میں ممد و معاون متصور ہوتی ہے جب یہ بلا واسطہ زراعت کو ترقی دیتی ہو۔

۲۴ - چاء کا باغ : ہ زراعت میں آگے ہونے بھل و باغات آراضی میں شامل ہوتے ہیں۔ لہذا جس آراضی پر باغ لگا ہوا ہو وہ آراضی زرعی ہے۔ (۳۵) اسی طرح چاء کا محال بھی زرعی آراضی ہے۔ (۳۱)

۲۵ - بلا فصل آراضی : کوئی زرعی آراضی اس لئے غیر زرعی نہیں ہو جاتی کہ وہ بوقت فروخت فصلوں کے بغیر خالی پڑی ہوئی تھی۔ (۳۶)

۲۶ - چراگاہیں : ہ جانوروں کے چرنے کے لئے جس زمین پر گھاس اگانی جائے وہ زرعی آراضی ہوگی لیکن ردی زمین جو کسی خاص مقصد کے لئے

(۳۲) اے آئی آر . ۱۹۲۳ . لاہور . ۶۶۲

(۳۳) اے آئی آر . ۱۹۲۹ . لاہور . ۶۶۳

(۳۴) ۳۰ بی ایل آر . ۱۹۱۸ . ص

(۳۵) اے آئی آر . ۱۹۲۴ . لاہور . ۱۸۲

(۳۶) ۵ لاہور . ص ۵۰

(۳۷) اے آئی آر . ۱۹۲۳ . لاہور . ۶۵۴

استعمال کی جائے اس لئے زرعی زمین نہ ہوگی کہ اس پر گھاس اگی ہونی ہے (۳۸)

۲۷۔ الاثنیٰ کا حق : زرعی آراضی میں کسی الاثنیٰ کا حق یا حقیقت جو حکومت کی جانب سے اسے الاثنیٰ کی گئی ہو زرعی آراضی نہیں ہے لیکن جب اس کی تصدیق ہو جائے تو وہ زرعی آراضی بن جاتی ہے اور (الاثنیٰ اگر اسے فروخت کرنا چاہے تو) حق شفعہ نافذ ہو سکتا ہے۔ (۳۹)

۲۸۔ پانی کا حق : اگر آراضی کا کوئی مالک اپنی اس حیثیت سے پانی حاصل کرنے کا حق رکھتا ہو تو یہ حق (مع ملکیت) موجب شفعہ ہوگا۔ (۴۰)

۲۹۔ بیع فاسد :

۳۰۔ مجلس :

## مشتری کی ملکیت یا حقیقت :

مشتری کی ملکیت یا حقیقت سے جائداد غیر منقولہ مراد ہے جس میں آراضی، مکان، باغ، اور نچلی و بالائی تمام منزلیں شامل ہیں خواہ ان کا راستہ اسی مکان کی نچلی منزل ہی میں سے ہو یا نہ ہو۔ محض مکان کی عمارت یا اس میں لگے ہوئے درختوں میں بغیر آراضی کے شفعہ کا حق حاصل نہ ہوگا لیکن آراضی کی بیع کے وقت آراضی کے تابع کی حیثیت سے یہ مشفوعہ میں داخل متصور ہوں گے۔

جائداد یا آراضی موقوفہ، یا سرکاری آراضی میں شفعہ کا حق حاصل نہیں ہوتا۔ اس مکان یا آراضی میں بھی جس کی ملکیت ہمہ بلا عوض یا

(۳۸) اے ائی آر، ۱۹۲۷ء، لاہور ص ۷۵

(۳۹) بی ایل ڈی، ۱۹۶۸ء، لاہور، ص ۳۲۹

(۴۰) سحاب ریکارڈ، ۱۸۹۸ء، ص

وراثت یا وصیت کے ذریعہ حاصل ہوئی ہو حق شفعہ حاصل نہ ہوگا۔ اسی طرح جو جائداد صدقہ میں یا عورت کے مہر میں یا بعوض خلع یا اجارہ یا قتل عمد سے صلح کا عوض قرار دی گئی ہو ان جائدادوں میں بھی شفعہ کا حق حاصل نہ ہوگا۔ مہر میں جائداد منتقل کرنے کی اس صورت میں شفعہ حاصل نہ ہوگا جب کہ وہ جائداد ہی مہر قرار پائی ہو۔ (۳۱) اس سے یہ صورت مراد نہیں ہے کہ مہر میں کوئی رقم طے ہوئی ہو اور پھر بعد نکاح اس رقم کے عوض جائداد منتقل کر دی جائے۔ اگر جائداد ہیہ بالعوض کے ذریعہ منتقل کی گئی ہے تو ہیہ بالعوض چونکہ بیع کے معنی میں ہوتا ہے اس لئے اس میں شفعہ کا حق حاصل ہوگا۔ (۳۲)

مشتري کی ملکیت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مبیعہ قطعی طور پر اس کی ملکیت میں داخل ہو گیا ہو، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ بائع کی ملکیت سے قطعی طور پر خارج ہو گیا ہو خواہ مشتری کی ملکیت میں کسی وجہ سے داخل ہونا موقوف ہو مثلاً مشتری نے اپنے لئے خیار شرط کر لیا ہو تو اس حالت میں مبیعہ بائع کی ملکیت سے خارج ہو جاتا ہے لیکن مشتری کی ملکیت میں قطعی طور پر اس وقت تک داخل نہیں ہوتا جب تک کہ مشتری کا خیار ساقط نہ ہو جائے۔ (۳۳)

دفعہ ہذا کے اس فقرے "اس بدل کے ذریعہ جو مشتری نے مالک کو ادا کیا ہے یا ادا کرنے کا وعدہ کیا ہو" کے یہ معنی ہیں کہ مشتری نے اگر مثلی اشیاء میں سے کسی شے کو ادا کیا تو شفیع اس کی مثل ادا کرے گا، اور اگر بدل قیمتی اشیاء میں سے ہے تو قیمت ادا کرے گا۔ نیز یہ کہ مشتری پر

(۳۱) ردالمحتار، مصر: ۱۹۲۳ء، ج ۵، ص ۱۸۹

(۳۲) ایضاً، ج ۵، ص ۱۸۹

(۳۳)

خریداری کے سلسلے میں بدل ادا کرنے میں اسٹیمپ و رجسٹری (۳۳) وغیرہ کے جو اخراجات عائد ہوتے ہوں گے وہ بھی ذرئین میں محسوب ہو کر بدل میں شامل ہوں گے۔ (۳۵)

## شفعہ کا جواز :

شمس الانام ابو بکر محمد بن سہل السرخسی نے اپنی کتاب «المبسوط» میں لکھا ہے کہ قیاس عقلی حق شفعہ کے ثبوت کی نفی کرتا ہے کیوں کہ اس حق کے ذریعہ مشتری کی ایسی ملکیت کو جسے اس نے ایک شرعی عقد کے ذریعہ بے تراضی طرفین صحیح طور پر حاصل کیا ہے اس کی رضامندی کے بغیر اس سے جبراً حاصل کر لینا لازم آتا ہے، اور یہ طریقہ بظاہر اپنے مسلم بھائی کے مال کو غیر منصفانہ طریقہ پر حاصل کر لینا ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عام فرمان سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کہ لا یحل مال امرئ مسلم الا بطیب نفس منہ «کسی مسلمان کا مال اس کی رضامندی کے بغیر حاصل کر لینا حلال نہیں ہے۔ حق شفعہ کے جواز کے خلاف بر بنائے قیاس ایک دلیل یہ بھی دی جا سکتی ہے کہ شفعہ کو بے حق اس لئے دیا گیا ہے کہ اسے ایک جدید شریک یا ہم سایہ سے جو ضرر لاحق ہونے کا خطرہ ہے وہ اس سے محفوظ رہے، لیکن یہ دفع ضرر «دوسرے مسلم شخص (مشتری) کے حق میں قطعی ضرر کا باعث ہوتا ہے اور حق شفعہ کے ذریعہ اس کی جائز اور صحیح طریق پر حاصل شدہ ملکیت کو جبراً باطل کیا جاتا ہے، حالانکہ اصول یہ ہے کہ «لا یدفع الضرر عن نفسه بالاضرار بغیرہ» اپنی ذات کے ضرر کو اس طرح دفع کرنا جائز نہیں کہ اس سے دوسرے کی ذات کو ضرر لا حق ہو۔ لیکن قیاس پر مبنی ان دلائل کو ان نصوص شرعیہ مشہورہ کے

(۳۳) اصل میں (ردالمحتار) میں بار برداری کے اخراجات کا ذکر ہے موجودہ زمانے میں رجسٹری وغیرہ نے

اخراجات ہوتے ہیں۔

(۳۵) ردالمحتار، مصر، ۱۹۲۳ء، ج ۵، ص ۱۸۹

مقابلے میں ترک کر دیا گیا ہے جو جواز و ثبوت حق شفعہ کے سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں۔ چنانچہ حق شفعہ ایک شرعی حق ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام کی احادیث مشہورہ معمولہ سے ثابت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر اراضی اور مکان میں شفعہ جاری ہوگا۔ (۳۶) اور فرمایا کہ شفعہ ہر مشترک زمین یا مکان یا باغ میں ہوگا۔ اس کے مالک کے لئے یہ امر جائز نہیں کہ اپنے شریک کے بغیر اطلاع ان کو فروخت کرے۔ پس بعد اطلاع شریک یا تو اس کو لے لے گا یا چھوڑ دے گا، پس اگر مالک نے اس اطلاع دہی سے گریز کیا تو اس کا شریک اس جائداد کا زیادہ مستحق ہوگا۔ (۳۷) ایک اور حدیث میں فرمایا ہے تم میں سے جس کسی کی زمین یا باغ ہو وہ اس کو اس وقت تک فروخت نہ کرے جب تک اپنے شریک کو اس کی اطلاع نہ کر دے۔ (۳۸) نیز فرمایا ہے جس کسی شخص کا کسی مکان یا باغ میں شریک ہو، تو اس کو یہ حق نہیں کہ اپنے شریک کو بغیر اطلاع اس کو فروخت کرے، پس اگر اس کے شریک نے بسند کیا، لے لے گا اور اگر ناپسند کیا تو چھوڑ دے گا۔ (۳۹) اور فرمایا جس کے پاس زمین ہو اور اس کو بیچنے کا ارادہ کر لے تو اسے چاہئے کہ پہلے اپنے بڑوسی کو اس کی اطلاع دے (۵۰) اور فرمایا ہے مکان کا بڑوسی اس مکان کا دوسرے کے مقابلے میں زیادہ حق دار ہے۔ (۵۱) اور فرمایا ایک بڑوسی اپنے بڑوسی کے شفعہ کا زیادہ حق دار

(۳۶) الشفعة فی کل شیء عفار و بیع

(۳۷) الشفعة فی کل شریک فی ارض اور مع اوصاف لا یصلح له ان بیع حتی یرض علی شریکہ فیماخذ

اور بیع فان أبی شریکہ احق بہ حتی یؤذنه۔

(۳۸) ایکم کانت له ارض اونخل فلا بیعها حتی یرضها علی شریکہ۔

(۳۹) من کان له شریک فی ربة اونخل فلیس له ان بیع حتی یؤذنه شریکہ۔ فان رضی احد و ان کره ترک۔

۱ کنز العمال۔ حیدرآباد دکن: ۱۹۵۹ء، ج ۷، ص ۳۰

(۵۰) من کانت له ارض فآراد بیعها فلیرضها علی جارہ۔ (کنز العمال، محمولہ بالا)

(۵۱) جار الدار احق بالدار من غیرہ۔ (کنز العمال، محمولہ بالا، ج ۷، ص ۳۰)

ہے اس کا انتظار کیا جائے ، اگر وہ غیر موجود ہو ، جب کہ (اس مکان میں داخل ہونے کا) دونوں کا راستہ ایک ہو ۔ ۵۲۱ اور فرمایا ہے شفعہ کا حق اس جائداد میں ہے جو تقسیم نہ کی گئی ہو لہذا جب حد بندی کر دی گئی اور راستہ علاحدہ کر دئے گئے تو شفعہ کا حق نہیں رہتا ۔ ۵۲۲ ایک اور حدیث میں ارساد ہے :

سوائے مکان یا جائداد کے شفعہ نہیں ۵۲۱ اور ایک حدیث میں ہے رسول اللہ (صلعم) نے ہم سانگی کے سبب شفعہ کا فیصلہ کیا ۔ ۵۵۱

باوجودیکہ شفعہ کا ایذا رسانی کا ضرر ایک متحمل ضرر ہے اور مشتری سے اس کی جائز خرید شدہ جائداد کو جبراً حاصل کر لینا ایک قطعی اور واقعی ضرر ہے ، لیکن استحسان چاہتا ہے کہ شفعہ کے ضرر کو مشتری کے ضرر پر مقدم رکھا جائے کیوں کہ شفعہ کو جو ضرر لاحق ہوگا وہ دائمی ہوگا ۔ برخلاف مشتری کے ، کہ اس کا ضرر ایک وقتی ضرر ہے جو زرنمن کی واسطی وصولی کے بعد زائل ہو جائے گا ۔ اس لئے یہ مسئلہ "الضرر لا یزال بالضرر" (ضرر بذریعہ ضرر زائل نہیں ہوا کرتا) کے اصول سے خارج ہو کر اس میں داخل ہو جاتا ہے کہ (اذا ابتلی بیلیتین فاخترتہما) جب تم دو بلاؤں میں مبتلا ہو جاؤ تو ان میں سے آسان کو اختیار کر لو ۔ لہذا اس موقع پر مشتری کے ضرر کو اختیار کر لینا بمقابلہ ضرر شفعہ کے آسان ہے ۔

امام محمد بن حسن الشیبانی نے کتاب الشفعہ کی ابتدا میں حضرت

(۵۲۱) الجار حق ینشفعہ جارہ بنظر بہاوار کاں عائناً اذا کاں طرفہما واحد (اکثر العمال . محولہ بالا . ح ۷ ص ۳۰)

(۵۲۲) النفعہ فی مالا یسعم ماداً وقت الحدود و صرف الطریق فلا یسعم اکثر العمال . محولہ بالا . ح ۷ ص ۳۰

(۵۲۳) لا یسعم الا فی دار او عمار . اکثر العمال . محولہ بالا . ح ۷ ص ۳۰

(۵۵۱) فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالجوار . اکثر العمال . محولہ بالا . ح ۷ ص ۳۰



سعد بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث جس میں ان کے مکان کی بیع اور ہم سایہ پر اس کا پیش کرنا مروی ہے نقل کرنے ہونے آنحضرت صلعم کا یہ ارشاد روایت کیا ہے ایک پڑوسی اپنی ہم سائیگی کی وجہ سے زیادہ مستحق ہے۔ ۱۵۶۱، «صقبہ» کا لفظ حرف «س» سے «سقبہ» بھی روایت کیا گیا ہے۔ اس صورت میں ترجمہ ہوگا ہم سایہ اپنے قریب کا زائد حق دار ہے۔ ۱۵۶۱

## شفعہ کی حکمت :

شفعہ کے جواز کی حکمت یہ ہے کہ انسان ایک جدید شخص کی دائمی ہم سائیگی کے ضرر سے اپنے آپ کو محفوظ رکھ سکے، خصوصیت کے ساتھ جب کہ اس کا ہم سایہ شریر و مفسد ہو۔ ایک شعر ہے :

کم معشر سلموالم یؤذہم سبع  
وما نری احدالم یؤذہ بشر

بہت سے لوگ ایسے ہونے ہیں کہ جو درندوں کی ایذا سے سلامت رہے ہیں، لیکن ہم نے ایسا کسی کو نہ دیکھا کہ جس کو کسی انسان نے ایذا نہ پہونچائی ہو۔ (۱۵۶۱)

سنن ابوداؤد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے ہم سایہ کے خلاف اذیت پہونچانے کی شکایت کی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا جاؤ صبر سے کام لو۔ لیکن دوسرے وقت وہ شخص پھر حاضر

(۱۵۶) الجار الحق یصفیہ ۔

(۱۵۷) الرخسی نسس الاثمہ ابو بکر محمد بن سہل . المیسوط . مصر : مطبعة السعادة . ج ۱۳ .

ص ۹۰

(۱۵۸) ابن عابدین (۱۲۵۲ھ) . ردالمحتار . مصر : ۱۲۲۳ . ج ۵ . ص ۱۸۹

ہوا۔ دو یا تین مرتبہ کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا جاؤ اپنا تمام سامان نکال کر راستہ میں ڈال دو۔ اس شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق عمل کیا ، جب دوسرے لوگ راستے سے گزرے تو انہوں نے اس کی وجہ معلوم کی۔ اس شخص نے اپنے ہم سایہ کی اذیت رسانی کو ان لوگوں کے سامنے ظاہر کیا۔ لوگوں نے اس ہم سایے کو برا بھلا کہا اور بد دعا دینی شروع کی ، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم سایہ اس شکایت کرنے والے کے پاس آکر کہنے لگا کہ تم اپنا سامان اپنے مکان میں رکھ لو آئندہ تم کو میری ذات سے تکلیف نہ پہونچے گی۔ (۵۹۱)

## شفعہ کا حکم :

شفعہ کا حکم یہ ہے کہ شفعہ کا شرعی سبب موجود ہونے پر شفعہ بانع یا مشتری سے مشفوعہ کو حاصل کر لے ، البتہ شفعہ کے سبب کے ثبوت کے بعد طلب شفعہ کی صحت پر شفعہ کے حکم کا دار و مدار ہوتا ہے۔

## شفعہ کی شرط :

شفعہ کی بنیادی شرط یہ ہے کہ جائداد غیر منقولہ یعنی اراضی ، مکان ، باغ وغیرہ ہوں ، خواہ زیریں منزل ہو یا بالائی منزل ، قابل تقسیم ہو یا نہ ہو ، اور ایسے عقد (معاملے) کے ساتھ خریدی گئی ہو جس میں ہر دو جانب سے معاوضہ مال ہو۔

## شفعہ کی کیفیت :

(۵۹۱) عن ابي هريره ، قال جاء رجل الى النبي صلى الله عليه وسلم ليشكر حاره ، قال ادع فاعصر فاناء منين او لئلاً قال ادع فاطرح مناعك في الطريق فعمل الناس يستلوه فيبرههم حربه فعمل الناس يلصوه فعل الله به و عمل بها ، اليه حاره فعاله ارفع لا تری من سا۔ اس سے اوردادہ ، کراچی : اصح المطابع ، ج ۲۲ ، ص ۷۰۶

کسی جائداد کا شفعہ کے ذریعہ حاصل کرنا ایک مستقل بیع کی مثل ہوتا ہے۔ اور اس پر وہ تمام احکام مرتب ہوتے ہیں جو ابتداءً عقد بیع کے وقت مرتب ہوتے ہیں۔ (۶۰) مثلاً (۱) خیار شرط (یعنی عقد بیع کے وقت بائع یا مشتری کا یہ شرط کر لینا کہ تین یوم کے اندر مجھے عقد کے نافذ یا رد کر دینے کا اختیار ہوگا) (۲) خیار عیب (مشفوعہ میں کسی قسم کے عیب ثابت ہونے پر مشتری کی طرف سے اس کی واپسی کا اختیار ہے تراضی طرفین یا بحکم عدالت) (۳) خیار رویت (جب کہ مشتری نے مشفوعہ بغیر دیکھے لے لیا ہو تو اس کے دیکھ لینے پر عقد کے باقی رکھنے یا فسخ کرنے کا اختیار) چنانچہ یہ تمام حقوق مشتری کی مثل شفعہ کو بھی حاصل ہوں گے۔

(۶۰) ابن نجیم (۹۷۰ھ) ، البحر الرائق ، مصر : ۱۳۳۳ھ ، ج ۸ ، ص ۱۲۵ .

علاء الدین حصکفی (۱۰۸۸ھ) ، الدرالمختار بر حاشیہ ردالمحتار ، مصر : ۱۳۲۳ھ ، مطبوعہ

السعادة ، ج ۵ ، صص ۹۰ - ۱۸۹

(۶۱) خیار شرط میں تین دن کی تعیین نصاً ثابت ہے جس کے سبب امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ اس کی تعیین تین یوم کرنے ہیں۔ عام فقہاء کا بھی یہی مسلک بیان کیا جاتا ہے البتہ صاحبین امام ابو یوسف و محمد رحمہما اللہ تعالیٰ کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے ان کے نزدیک جہاں ابن منقذ الانصاری سے مروی حدیث مرفوعہ میں تین یوم کا ذکر اتفاقاً آیا ہے چنانچہ صاحبین اپنے قول کی بنیاد حضرت ابن عمرؓ کے قول (حدیث مرفوعہ) پر رکھتے ہیں جس میں حضرت ابن عمرؓ نے مدت کی تعیین دو ماہ تک فرمائی اور اس مدت یعنی دو ماہ کے انقضاء پر خیار شرط کی اجازت دی امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ اور دیگر فقہاء کی دلیل یہ ہے کہ حدیث مرفوعہ کے مقابلہ میں حدیث مرفوعہ بالاتفاق قابل ترجیح ہے اور یہ کہنا کہ حدیث مرفوعہ میں تین یوم کی تعیین اتفاقاً آئی ہے ، درست نہ ہوگا ، کیونکہ فی الاصول خیار شرط کا حکم ہی خلاف قیاس ہے۔ اس لئے جب خیار شرط کا حکم نصاً تسلیم کیا جائے گا اس کی مدت بھی نصاً ہی ثابت فرار دی جائے گی۔ علاوہ ازیں حضرت ابن عمرؓ کے قول کے بارے میں یہ صراحت موجود نہیں کہ یہ خیار ، خیار شرط تھا ، یا خیار رویت یا خیار عیب یا کوئی اور خیار ، جبکہ حدیث مرفوعہ ہی میں صراحتاً خیار شرط کا ذکر موجود ہے۔ مزید برآں راہم الحروف کے نزدیک بیع کا خیار شرط کے تعلق سے زیادہ دونوں مطلق رہا نمدی نقاضوں کے لحاظ سے بھی سیاس نہیں معلوم ہونا لہذا تین یوم کی مدت نصاً ثابت فرار دی جانی چاہئے۔

۳۱۱ - شفعہ کے علی الترتیب تین اسباب ہیں :

(الف) شرکت ملکیت : یہ ہے کہ ایک شخص مبیعہ مشفوعہ

کی ذات (Corpus of the property pre - emptied) میں شریک ہو ،

جیسا کہ دو یا دو سے زائد اشخاص غیر منقسم اراضی یا مکان

میں شریک ہوں -

(ب) شرکت حق : یہ کہ دو یا زائد اشخاص مبیعہ کے حقوق

میں شریک ہوں ، مثلاً حق گزر ، حق سیرابی ، حق سیل -

(ج) ہم سائیگی : یہ کہ شفیع کا مکان مملوکہ مبیعہ مشفوعہ

سے متصل ہو -

### تشریح

شفعہ کے اسباب سے وہ امور مراد ہیں جو شفعہ کے ثابت ہونے کا سبب

ہوں - فقہاء احناف نے شفعہ کے ثبوت کے تین سبب بیان کئے ہیں :

(۱) ذات مبیعہ میں شرکت ، (۲) مبیعہ کے حقوق میں شرکت ، اور

(۳) ہم سائیگی -

### ۱ - شرکت فی المبیع :

ذات مبیعہ کی شرکت اس وقت شفعہ کا پہلا سبب ہوتی ہے جب کہ

جائداد میں شرکاء کے حصص کی حدود معین نہ ہوں اور نہ ہر ایک کا راستہ

علاجہ ہوا ہو - ایسا شریک دوسرے دو اسباب کی بنا پر طلب کرنے والے شفعاء

سے حق شفعہ میں مقدم ہوگا یعنی اس کی موجودگی میں حقوق کے شریک یا

ہم سایہ کو حق شفعہ حاصل نہ ہوگا ، الا یہ کہ یہ شریک انا حق شفعہ

صراحتاً یا دلالتاً ساقط کر دے۔

## حنفی مسلک :

صاحب الاختیار ، عبد اللہ بن محمود بن مودود موصلی الحنفی (متوفی ۵۹۹ھ) نے اپنی مذکورہ بالا کتاب میں لکھا ہے کہ یہ ترتیب حدیث نبوی کی بنیاد پر اختیار کی گئی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا ہے: شریک ، خلیط کے مقابلے میں شفعہ کا زیادہ حصہ دار ہے اور خلیط کسی دوسرے کے مقابلے میں زیادہ حقدار ہے۔<sup>(۱۳۲)</sup> ایک دوسری روایت میں ہے کہ خلیط ہم سایہ کے مقابلے میں شفعہ کا زیادہ حق دار ہے۔<sup>(۱۳۱)</sup> ایک اور روایت میں یہ بھی ہے کہ اگر شریک اپنے حق شفعہ کے ترک پر راضی ہو تو پھر وہ معدوم الوجود متصور ہوگا اور اب خلیط کو شفعہ کا حق حاصل ہوگا اور خلیط کے ترک کرنے پر ہم سایہ کو حاصل ہوگا۔<sup>(۱۳۳)</sup> یہ صورت تینوں شفعاء کے موجود ہونے میں ہے۔

صاحب بدائع الصنائع ، علامہ علاء الدین الکاسانی (المتوفی ، ۵۸۶ھ) نے مذکورہ بالا تین اسباب شفعہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جب تک شرکاء کے حصوں کی تقسیم کے بعد حدود متعین نہ ہوں اس وقت تک شریک ، شریک متصور ہوگا اور اس کو شریک کی حیثیت سے شفعہ کا حق حاصل ہوگا لیکن حصص کی تقسیم ہو جانے کے بعد جب کہ حدود اور راستہ کا تعین ہو گیا ہو ، تو پھر اس کو بحیثیت شریک شفعہ کا حق حاصل نہ ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جائداد میں شفعہ کا حق اس وقت تک ہوگا جب تک حد بندی اور راستہ جدا جدا نہ کئے گئے ہوں۔ اگر یہ صورت

(۱۳۱) التریک احق من الخلیط و الخلیط احق من غیرہ ۔

(۱۳۲) والخلیط احق من الجار ۔

(۱۳۳) عبد اللہ بن محمود بن مودود موصلی الحنفی (م ۵۹۹ھ) ، الاختیار ، مصر ، ۱۳۰ھ ، ج ۲ ، ص ۴۳

الکاسانی ، علامہ علاء الدین (م ۵۸۶ھ) ، بدائع الصنائع ، مصر ، ۱۳۲۸ھ ، ج ۵ ، ص ۸

واقع ہو گئی تو پھر (بحیثیت شریک) شفعہ کا حق حاصل نہ ہوگا۔ البتہ اب یہ شخص بحیثیت خلیط ہم سایہ شفعہ کا حق رکھے گا، بشرطیکہ اس کے مقابلے میں اس سے بہتر مستحق شفعہ کوئی دوسرا شخص موجود نہ ہو۔

احناف کے نزدیک حق شفعہ کا اصل سبب "شرکت" ہے۔ شرکت کا کوئی حصہ (سہم) متعین نہیں ہے، خواہ شرکت کسی قدر بھی ہو، زیادہ حصہ ہو یا قلیل وہ ہر حالت میں شریک متصور ہوگا اور اس کو اپنے شریک کے کل حصے میں شفعہ کا حق حاصل ہوگا۔ یہی حال ہم سائیگی کا ہے کہ ہم سایہ کے مکان کا اتصال کثیر حصے کے ساتھ ہو یا قلیل حصے کے ساتھ، پھر حال ہم سایہ شمار ہوگا۔ اگر ہم سایہ ایک ہی ہے تو اس کو یہ حق حاصل ہوگا کہ کل مشفوعہ بحق شفعہ حاصل کر لے، یہ نہ ہوگا کہ اسے اپنے قلیل حصے کی نسبت سے یا ہم سائیگی کی مقدار کے مطابق ہی شفعہ کا حق حاصل ہے۔ جائداد غیر منقولہ اراضی یا مکان معہ آراضی میں شرکت کی تخصیص اس بناء پر کی گئی ہے کہ اگر کوئی شخص مکان کی کڑیوں یا بغیر اراضی کے محض دیوار کی تعمیر میں شریک ہوا تو اس کو شرعاً شریک تصور نہ کیا جائے گا، کیوں کہ شرعاً وہ شریک معتبر ہے جو اراضی میں ہو۔ اشیاء منقولہ کی شرکت باغراض شفعہ شرکت متصور نہیں ہوتی، البتہ اسے شخص کو جو دیوار یا چھت وغیرہ کی کڑیوں میں شریک ہو اتصالی ہم سایہ کے درجہ میں شمار ہوگا لیکن شریک کے مقابلے میں اس کو شفعہ کا حق حاصل نہ ہوگا۔

چونکہ شفعہ کا اصل سبب احناف کے نزدیک شرکت ہے اور شرکت کے

(۱۵۱) اما النفعۃ ما لم یقسم فاذا وقعت الحدود و صرف الطريق فلا شفعۃ۔ الکاساسی۔ مدائع الصانع۔

محولہ بالا، ج ۵، ص ۳

(۱۶۱) الکاساسی۔ مدائع الصانع۔ محولہ بالا، ج ۵، ص ۵

لرحمی۔ السوط۔ محولہ بالا، ج ۱۳، ص ۹۷

حصہ میں کثیر یا قلیل کا کوئی لحاظ نہیں کیا گیا . اس لئے کسی اراضی یا مکان میں ، بطور مثال ، تین شخص شریک ہوں۔ ایک شخص نصف حصہ کا ، دوسرا ایک تہائی کا اور تیسرا چھٹے حصے کا مالک ہو ، اب اگر نصف حصے کا مالک اپنا حصہ بیع کرے گا تو باقی دوسرے شریک اپنے حق شفعہ کے ذریعہ اس نصف پر نصف نصف کا دعوا کریں گے ، یہ نہیں ہو سکتا گا کہ جو شخص ایک تہائی کا شریک ہے وہ مبیعہ مذکورہ سے اپنے حصے کے مقابل دوسرے شریک سے بحق شفعہ زائد حاصل کرے اور تیسرا اس کے مقابلے میں کم لے بلکہ مبیعہ مشفوعہ دونوں کے درمیان مساوی طریقے پر تقسیم کی جائے گی۔ چنانچہ احناف کے نزدیک اصول یہ مرتب ہوا کہ بسبب شرکت چند شفعاء کی صورت میں ان کی تعداد کے شمار کے اعتبار سے شفعہ کا حق حاصل ہوگا نہ کہ ان کے حصص کی مقدار کے لحاظ سے۔ فقہاء احناف کی دلیل یہ ہے کہ حکم شفعہ کی اصل علت ضرر جوار سے محفوظ رکھنا ہے اور یہ ضرر حصص کے اعتبار سے قابل تقسیم و تجزیہ نہیں ہے ، کیونکہ شفعہ میں ضرر اپنے وسیع معنی میں جسمانی ناراحتی ذہنی پراگندگی اور نفسیاتی الجھن کی مختلف اور متعدد کیفیتوں سے عبارت ہے اور ظاہر ہے اس کیفیت کو حصص کے اعتبار سے اس کی مقدار کے بموجب تشخیص نہیں کیا جا سکتا اس لئے فقہاء احناف نے ضرر کی مساوی بنیاد کو حق شفعہ میں مساوی طور پر تسلیم کیا ہے۔ علاوہ ازیں اصول فقہ میں یہ ایک مسلمہ قاعدہ ہے کہ جب کسی حکم کی ایک علت تسلیم کر لی جائے تو پھر وہ علت قابل تجزیہ نہیں رہتی یعنی یہ نہیں ہوتا کہ ایک تجزیہ میں اس علت کے کل کا اعتبار کیا جائے اور دوسرے تجزیہ میں اس کے جزء کا۔ اس بناء پر یہ اصول تمام ائمہ کے نزدیک محقق ہے کہ شفعہ کل جائداد مشفوعہ میں ہوگا ، یہ نہیں ہوگا کہ شفعہ اپنے حصے شرکت یا جوار کے لحاظ اور اس کی مقدار کے مطابق شفعہ طلب کرے۔

## مالکی اور حنبلی مسالک :

حنفیہ کے برخلاف ، فقہاء مالکیہ اور حنبلیہ کے نزدیک شفعاء کے حصص کے اعتبار سے جائداد تقسیم ہوگی ۔ (۱۶۷)

## شافعی مسلک :

شافعی مسلک میں دو قول ملتے ہیں ایک قول میں حنفیہ سے اتفاق ہے اور دوسرے قول میں مالکیہ سے اتفاق ہے ، اول قول کو ترجیح دی گئی ہے ۔ (۱۶۸)

## شیعہ امامیہ :

فقہ شیعہ میں تین قول منقول ہیں ۔ اول حنفی مسلک کے مطابق یعنی یہ کہ شرکت کے سبب شفعہ میں شفعاء کی تعداد کا اعتبار ہوگا نہ کہ ان کے حصص کا ، دوم یہ کہ اشیاء منقولہ کا وہی حکم ہے جو اول قول میں مذکور ہے لیکن غیر منقولہ جائداد میں محض ایک شفیع شفعہ کر سکتے گا ۔ سوم یہ کہ منقولہ و غیر منقولہ تمام اشیاء میں محض ایک شفیع کو شفعہ کا حق حاصل ہوگا ۔ یہی قول قابل اعتماد کہا گیا ہے ۔ (۱۶۹)

## رائج الوقت قانون :

(۱۶۷) سحون . امام : مدونة الكبرى . . مصر . ۱۲۲۳ھ . ج ۱۳ . ص ۱۰۷ (مالکی)

جواهر الاكليل . . مصر : ۱۹۳۷ء . ج ۲ . ص ۱۶۶ (مالکی)

المفح - ج ۲ . ص ۳۶۳ . (فقہ حنبلی)

ابوالبركات . المحرر في الفقه . . مصر : ج ۱ . ص ۳۶۶ (حنبلی فقہ)

(۱۶۸) ای اسحاق ابراہیم بن علی بن یوسف فیروز آبادی الشیرازی . المہذب . . مصر : ۱۹۵۹ء . ج

ص ۲۸۸

مسی المحتاج . . ج ۲ . ص ۳۰۵

(۱۶۹) العلی . غلامہ رحمہ الدین ای حعفر (۱۳۷۳ھ) . سرائع الاسلام . . بیروت . القسم الرابع . ص ۱۰۰



قانون شفعہ پنجاب ۱۹۱۳ء کے تحت پاکستان کی عدالتوں نے ایک سے زائد شریک ہونے اور سب کے شفعہ طلب کرنے کی صورت میں ان کے حصص کی مقدار کے اعتبار سے ڈگری عطا کی ہے اور اسی حصہ کی حد تک ان کا حق شفعہ تسلیم کیا ہے۔

## راقم الحروف کی رائے :

اگرچہ یہ صورت حنفیہ کے خلاف ہے لیکن یہ مسئلہ اول تو منصوص نہیں ، دوسرے خود فقہاء امت کے درمیان اس مسئلہ میں مختلف آراء موجود ہیں اس لئے مصالح عامہ کے پیش نظر کوئی بھی رائے اختیار کی جا سکتی ہے چنانچہ رائج الوقت کی یہ دفعہ اجتہاد بر مبنی ہونے کے سبب خلاف شرع قرار نہیں دی جا سکتی البتہ ذاتی طور پر راقم الحروف کے نزدیک احناف کی رائے بر بنائے دلیل قوی ہے اور اسی اصول کی بناء پر تمام ائمہ کے نزدیک یہ قاعدہ مسلم ہے کہ شفیع تمام مشفوعہ میں شفعہ طلب کرے گا نہ کہ محض اپنے حصہ کی حد تک۔ ورنہ اگر محض حصہ کا اعتبار کیا جائے تو دونوں صورتوں میں تناقض پیدا ہو جائے گا اور یہ قانون کا عام قاعدہ ہے کہ جہاں تک ممکن ہو باہم تناقض کو دور کیا جائے۔ چنانچہ اگر مکان کی کل اراضی میں دو شخص شریک ہوں مثلاً زید و عمر اور ایک تیسرا شخص مثلاً خالد مکان کا ہم سایہ پردے کی دیوار کی تعمیر اور محض دیوار کی اراضی میں شریک ہو ، اب اگر اول دو شریک زید یا عمر میں سے کوئی ایک اپنا حصہ فروخت کرے گا تو دوسرا شریک جو کل اراضی میں شریک ہے بمقابلے خالد کے شفعہ کا زیادہ مستحق ہوگا ، کیوں کہ خالد کل اراضی کے شریک کے مقابلے میں ایک ہم سایہ کا درجہ رکھتا ہے اور شریک ہم سایہ کی نسبت سے حق شفعہ میں مقدم ہوتا ہے۔» البتہ خالد ایسے ہم سایہ سے مقدم ہوگا جس کا

(۴۰) الکاسی . بدائع الصنائع . . محولہ بالا . ج ۵ . ص ۹-۵

الاختیار . . محولہ بالا . ج ۲ . ص ۳۳ الدرالمختار مع ردالمحتار . . ج ۵ . ص ۱۹۳

مکان مشفوعہ سے متصل ہو اور پردہ کی دیوار میں شریک نہ ہو۔ کیونکہ خالد اس کے مقابلے میں ایک شریک کی حیثیت رکھے گا۔

اس موقع پر یہ اشکال پیدا ہوتا ہے، جیسا کہ سابق میں گزر چکا ہے، کہ احناف کے نزدیک شرکاء کی شرکت کے حصہ کی مقدار، کثیر یا قلیل، کا کوئی اعتبار نہ ہوگا بلکہ تمام شرکاء، بلا لحاظ کثیر و قلیل حصص کے، مساوی طور پر شفعہ کا حق رکھیں گے۔ لہذا جو شخص دیوار کی تعمیر، اور اس کی اراضی میں شریک ہے وہ اراضی میں شرکت کی بناء پر اگرچہ قلیل حصہ اراضی ہے کل آراضی کے شریک کے حق شفعہ میں مساوی ہونا چاہئے۔ کثرت قلت کا لحاظ نہ ہونا چاہئے۔

ایک قانون شفعہ پنجاب ۱۹۱۳ء کی دفعہ ۱۰ کے تحت یہ قرار دیا گیا ہے کہ مشترک مالکان کی جانب سے فروخت کی صورت میں ایسی فروخت کے کسی فریق کو حق شفعہ کا دعویٰ کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔

دفعہ ۱۰ پنجاب شفعہ ایکٹ کا منشا یہ ہے کہ متنازعین شفعاء اسی جائداد (Estate) کے مالکان ہوں جس میں وہ زمین واقع ہو جو فروخت ہونی ہو، نہ یہ کہ شفعاء اپنی (کوئی دوسری) علاحدہ جائداد رکھتے ہوں جو اس (Estate) سے متمیز ہو جس میں کہ زمین فروخت کی گئی ہو (۱)۔

## شریک جائداد کے حق میں منتقلی کی صورت میں شفعہ کا حکم :

اگر جائداد کے دو سے زائد شرکاء ہوں اور ایک شریک دوسرے شریک کو اپنا حصہ منتقل کر دے تو دوسرے باقی ماندہ شرکاء کو حق شفعہ حاصل رہے

(۱) ہرور خان، نام عبدالحمید (س ایل ڈی، ۱۹۵۳ء، لاہور، ص ۴۳۶)

گا اور وہ اپنے حق کا شریک سے مطالبہ کر سکیں گے۔ ایسی صورت میں جس قدر شرکاء دعویٰ دار ہوں گے، جائداد مساوی حصوں میں تقسیم کی جائے گی۔ اور اصلی جائداد میں ان کے حصص کے تفاوت کا لحاظ نہ ہوگا۔»

## ۲۔ حقوق فی المبیع :

مبیعہ کے حقوق میں شرکت کے ضمن میں خاص راستہ اور خاص سیرابی شامل ہیں، اس سلسلے میں دو امر قابل وضاحت ہیں۔

(الف) خاص سیرابی : خاص سیرابی سے یہ مراد ہے کہ باغ یا کھیت کی سیرابی کسی ایسی نہر کے پانی سے کی جاتی ہو جس میں کشتیاں نہ چل سکتی ہوں، اس کو خاص نہر بھی کہا جاتا ہے۔ بعض علماء کا قول یہ ہے کہ جس نہر سے سیرابی کرنے والے لوگ شمار میں آ سکتے ہوں یعنی محدود ہوں وہ «خاص نہر» کہلاتے گی، اس کے برعکس «عام نہر» کہلاتے گی۔ اس امر میں فقہاء احناف کا اختلاف ہے کہ خاص نہر سے محدود سیرابی کرنے والوں کی کیا تعداد ہونی چاہئے۔ بعض فقہاء نے کہا ہے کہ پانچ سو سے کم تعداد ہو، بعض نے ان کی تعداد چالیس سے کم مقرر کی ہے، بعض نے کہا ہے کہ یہ امر بوقت تنازعہ حاکم کی صواب دید پر منحصر ہوگا جو اس وقت کے حالات کی روشنی میں اس امر کا فیصلہ کرے گا۔ کفایہ میں اس قول کو صحیح تر قول قرار دیا گیا ہے نیز عینی شرح کتز میں اس قول کو قواعد فقہ کے مطابق اور ذراالمنتقی میں بحوالہ محیط صحیح تر قول کہا گیا ہے۔ اس سلسلے میں صاحب رد المحتار علامہ ابن عابدین نے بھی اپنی رائے ظاہر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس امر کو ہر زمانے کے حاکم (مجتہد) کی رائے کے سپرد کر دینا ہی قواعد فقہ کے مطابق اور صحیح تر ہے اور حاکم مجتہد سے اس موقع پر وہ حاکم مراد ہے جو صاحب الرائے و صائب الرائے ہو، وہ مجتہد مراد نہیں ہے جو عموماً

(۴۲) امیر حسن سام رحیم بخش (آئی ایل آر، الم آباد، جلد ۱۹، ص ۳۶۶)

فقہاء کی اصطلاح میں مراد ہوا کرتا ہے۔ (۴۱) صاحب بدائع الصنائع نے بھی اس موقع پر چھوٹی (خاص نہر) بڑی (عام نہر) کے سلسلے میں ائمہ احناف کا اختلاف ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ و امام محمد رحمۃ اللہ علیہما نے فرمایا کہ جس نہر میں کشتیاں چلتی ہوں وہ بڑی (عام نہر) ہوگی اور جس میں نہ چلتی ہوں وہ چھوٹی (خاص نہر) ہوگی۔ امام ابویوسف سے اس مسئلے میں دو روایتیں ہیں، ایک روایت یہ ہے کہ میں فی الحال اس کی کوئی حد مقرر نہیں کر سکتا، بلکہ جو کوئی معاملہ کسی زمانے میں پیش آئے اس زمانے کے حاکم پر چھوڑ دینا مناسب ہے۔ دوسری روایت یہ ہے کہ جس نہر سے دو یا تین گاؤں سیراب ہوتے ہوں وہ چھوٹی نہر ہوگی اور اس مقدار سے زائد سیرابی کی صورت میں بڑی نہر ہوگی، اول نہر کی شرکت میں شفعہ کا حق حاصل ہوگا، اور دوسری نہر کی شرکت میں حاصل نہ ہوگا۔ یہ اختلاف امام کرخی نے بیان کیا ہے، لیکن قاضی سماوہ نے مذکورہ ائمہ کا اختلاف نہیں بیان کیا ہے، بلکہ انہوں نے مشائخ کے لفظ سے اس اختلاف کا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ کہا ہے کہ بعض مشائخ فرماتے ہیں کہ اگر نہر سے سیرابی کرنے والوں کی تعداد محدود ہے تو یہ خاص نہر ہوگی اور محدود نہ ہو تو یہ عام نہر ہوگی۔ اور بعض مشائخ نے فرمایا ہے کہ اگر سیراب کرنے والوں کی تعداد سو یا اس سے کم ہے تو یہ نہر خاص (چھوٹی) نہر ہوگی بصورت دیگر (بڑی) عام نہر ہوگی۔ اور بعض نے کہا ہے کہ یہ معاملہ اس وقت کے حاکم کے سپرد ہوگا اگر اس کے نزدیک نہر خاص ہے تو شفعہ کے حق کو واجب قرار دے دے اور اگر اس کے نزدیک نہر عام ہے تو بھر ہم سائیکی کا لحاظ کرے (۴۲) مجمع الانہر میں بھی اسی قول کو صحیح تر قرار دیا گیا ہے کہ نہر کے خاص یا عام ہونے کا فیصلہ حاکم مجاز کی رائے کے سپرد کر دیا جائے۔

(۴۱) ابن عابدین ردالمحتار، محولہ بالا مصر ۱۳۲۳ھ، ج ۵، ص ۱۹۲

(۴۲) الکاسی، بدائع الصنائع، محولہ بالا، ج ۵، ص ۹

درالمنتقی شرح الملتقی " میں بھی اسی قول کو صحیح تر قول قرار دیا گیا ہے۔ (۷۵)  
مندرجات بالا سے یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ متاخرین فقہاء احناف اس  
آخری قول کی صحت پر متفق ہیں کہ نہر کے خاص یا عام ہونے کا فیصلہ  
حاکم کی صوابدید پر منحصر ہو گا اور راقم الحروف کے نزدیک بھی یہی قول  
قرین صواب ہے۔

(ب) خاص راستہ : خاص راستہ اس راستے کو کہتے ہیں جو ایک  
سرے پر بند ہو گیا ہو۔ ردالمحتار میں کہا گیا ہے کہ جو راستہ ایسا ہو کہ  
اس کے رهنے والے دوسرے غیر لوگوں کو اس راستے پر آمد و رفت سے روک سکتے  
ہیں تو وہ کوچہ خاص یا غیر نافذہ کہلانے گا، درالمنتقی شرح الملتقی  
میں کہا گیا ہے کہ اگر ایسے کوچے میں جس کے رهنے والے دوسروں کو آمد و  
رفت سے روک سکتے ہوں کوچہ کے لوگ دوسری جانب راستہ بھی کھول دیں  
تب بھی یہ کوچہ غیر نافذہ ہی رہے گا، اور اس کوچے کے تمام رهنے والے  
باہم شفعہ کا حق رکھیں گے۔ (۷۶) لیکن اگر اس کوچے کے آخر میں ایک ایسی  
قدیم مسجد ہے جس کی اراضی کو حکومت کی جانب سے تعمیر مسجد کہہ کر،  
چھوڑا گیا تھا تو اب یہ حکماً کوچہ نافذہ شمار ہوگا۔ (۷۷)

فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہے کہ جب کوچہ غیر نافذہ کے سرے پر  
مسلمان امیر کی قائم کردہ محلے کی قدیم مسجد ہو اور اس مسجد کی پشت  
شارع عام کی جانب ہو تو ایسا کوچہ، کوچہ نافذہ کے حکم میں ہوگا۔ اگر اس  
میں کوئی مکان فروخت ہوا تو محض شریک یا ہم سایہ کو شفعہ کا حق  
حاصل ہوگا، کوچہ کے دوسرے ساکنوں کو نہ ہوگا۔ اس مسجد کے قائم ہونے  
کی وجہ سے یہ غیر نافذہ کوچہ حکماً کوچہ نافذہ قرار پا گیا، جب کہ مسجد

(۷۵) الدرالمنتقی فی شرح الملتقی بر حاشیہ مجمع الانہر . . مصر : ۱۳۶۹ھ . ج ۲ . ص ۴۲

(۷۶) ایضاً . ج ۲ . ص ۴۲

(۷۷) ابن عابدین . ردالمحتار . . محولہ بالا . ج ۵ ص ۱۹۲

کے اطراف میں شارع عام کی جانب راستہ موجود ہو۔ لیکن اگر مسجد کے اطراف میں مکانات اس طرح تعمیر ہیں کہ شارع عام کی جانب راستہ موجود نہیں تو اب یہ کوچہ غیر نافذہ ہی رہے گا، اور اس کوچہ کے تمام ساکنین کو شفعہ کا حق حاصل ہوگا، اور اگر اس کوچہ کی ابتداء میں مسجد تعمیر ہے تو کوچے کی ابتداء سے مسجد تک جتنا کوچہ ہوگا وہ نافذہ ہوگا۔ اس حصے میں رہنے والوں کو بصورت شریک یا ہم سائیگی شفعہ کا حق حاصل ہوگا، دیگر ساکنین کو ان کے مقابلے میں شفعہ کا حق حاصل نہ ہوگا، اور مسجد سے اس کوچے کے آخر تک جتنا حصہ ہوگا وہ کوچہ غیر نافذہ رہے گا اس کے تمام رہنے والوں کو شرکاء کے درجے میں شفعہ کا حق حاصل ہوگا، اب اس کوچے میں اگر کوئی مکان فروخت ہوا تو تمام ساکنین کو برابر شفعہ کا حق حاصل ہوگا۔ (۸)

(ج) ہم سایہ (حنفی مسلک) : ہم سایہ سے مراد وہ ہم سایہ ہے

جس کا مکان مشفوعہ مکان کی پشت سے متصل ہو خواہ یہ اتصال حقیقی ہو یا حکمی۔ اور اس متصل مکان کا دروازہ کسی دوسرے کوچے میں ہو، مثلاً اگر کسی مکان کا ایک کمرہ فروخت کیا گیا تو جس شخص کا مکان اس کمرے کی پشت سے متصل ہوگا وہ اور جس شخص کا مکان بقیہ حصے سے متصل ہوگا دونوں برابر درجے کے شفیع ہوں گے، ایک کو دوسرے پر کوئی فوقیت حاصل نہ ہوگی اور اگر ایک متصل ہم سایہ کا دروازہ بھی اسی کوچے میں ہے جس میں مکان مشفوعہ کا دروازہ ہے تو ایسی صورت میں یہ ہم سایہ خلیط قرار پائے گا اسی طرح مکان مشفوعہ کی کسی جانب سے اپنے مکان کا اتصال رکھنے والا جس کا دروازہ مشفوعہ کے دروازے کے برابر ہو خلیط متصور ہوگا، لیکن وہ شخص جس کے مکان کا دروازہ مشفوعہ مکان کے دروازے کے مقابل ہے اور دونوں کے درمیان راستہ ہے اگر یہ راستہ عام ہے تو اس صورت میں مقابل مکان والا نہ ہم سایہ ہوگا اور نہ خلیط (شریک فی الحقوق) ہوگا۔ لیکن اگر

راستہ خاص ہے یعنی کوچہ غیر نافذہ کی صورت ہے تو اب یہ شخص شریک فی الحقوق کے درجہ میں ہوگا۔ اگر دو مکان ایک دوسرے کے پہلو (بغل) میں ہوں اور دونوں کی فاصل دیوار دو گونہ مکینوں کے درمیان مشترک ہو، اس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں اول یہ کہ جس طرح دیوار دونوں کے درمیان مشترک ہے اسی طرح اس دیوار کی بنیادی (تحتی) اراضی بھی دونوں کے درمیان مشترک ہے، ایسی صورت میں یہ دونوں شریک کے درجے میں متصور ہوں گے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ صرف دیوار کی تعمیر میں شرکت ہو اور اراضی ان دونوں میں سے کسی ایک کی ہو تو صرف دیوار کا شریک ہم سایہ ہوگا، شریک نہ ہوگا۔ اب اگر کوئی ایسا مکان فروخت ہو جس کی ایک جانب میں محض دیوار کا شریک ہے اور دوسری جانب میں دیوار مع اراضی کا شریک ہے تو دیوار مع اراضی والی شریک کو شفعہ کا حق حاصل ہوگا، کیوں کہ یہ شخص محض دیوار کے شریک کے مقابلے میں شریک متصور ہوگا اور صرف دیوار کا شریک اس کے مقابلے میں ہم سایہ ہوگا۔ ظاہر ہے کہ شریک کو ہم سایہ پر تقدم حاصل ہونا ہے۔ (۹۱)

## مالکی مسلک :

مالکی فقہاء شرکت حقوق و ہم سائیگی کو شفعہ کے حق کا سبب نہیں قرار دیتے۔ ان حضرات کے نزدیک شفعہ کا سبب محض میبعم مشفوعہ کی ذات (عین جائداد، Corpus of property) میں شرکت ہے۔ چنانچہ ان کے نزدیک حدود کے تعین اور راستوں کی تقسیم کے بعد شفعہ کا کوئی حق ثابت نہ ہوگا۔ احناف کے نزدیک تقسیم جائداد اور حدود کے تعین و راستے کی علاحدگی کے بعد اگرچہ بحیثیت شریک شفعہ کا حق نہیں رہتا لیکن اس عمل کے بعد

(۹۱) ابن عابدین . ردالمحتار . . محولہ بالا . ج . ۵ . ص ۹۲ - ۹۳

الدرا المنفی بر حاشیہ مجمع الانہر . . محولہ بالا . ج . ۲ . ص ۳۴

اتصالی ہم سایہ ہونے کی حیثیت میں اس وقت شفعہ کا حق حاصل ہوگا . جب کہ مشفوعہ کی ذات کا کوئی شریک موجود نہ ہو اور جس کے حصے کے حدود متعین اور راستہ جدا نہ ہو۔ (۸۰)

### شافعی مسلک :

شافعی فقہاء بھی اس مسئلے میں مالکی فقہاء سے متفق ہیں کہ صرف مبیعہ کے شریک کو حق شفعہ حاصل ہوگا ، جب تک کہ شرکاء نے اپنی مشترک ملکیت حصوں کو تقسیم کر کے اپنے حصوں کو متعین نہ کیا ہو اور ان کے راستے جدا جدا مقرر نہ ہوئے ہوں۔ (۸۱)

### حنبلی مسلک :

حنبلی فقہاء بھی فقہاء مالکیہ و شافعیہ سے اس مسئلے میں متفق ہیں۔ ان حضرات کے نزدیک بھی شفعہ کا سبب محض شرکت ملک ہے۔ البتہ المحرر فی الفقہ الحنبلی میں ایک روایت یہ بھی منقول ہے کہ امام احمد بن حنبل کے دوسرے قول میں ہم سایہ اور راستے کے شریک کو بھی شفعہ کا حق حاصل ہوگا البتہ آب یاری کے شریک کو شفعہ کا حق حاصل نہ ہوگا (۸۲) لیکن حنبلی فقہ میں یہ قول مرجوح معلوم ہوتا ہے۔

(۸۰) ابن عابدین . ردالمحتار . . محولہ بالا . ج . ۵ . صص ۹۳ - ۹۲

الدرا المنفی . بر حاشیہ مجمع الانہر . محولہ بالا ج ۲ . ص ۳۴۳

امام سخون ( م ۲۳۰ھ ) . مدینة الکبری . . مصر : السعادیة . ۱۳۲۳ھ . ج ۱۳۳ . ص ۷

جواهر الاکلیل . شرح مختصر خلیل . . مصر : مصطفى البابی . ج ۲ . ص ۱۵۷

(۸۱) ابی اسحاق . السہب . محولہ بالا . مصطفى البابی مصر . ۱۹۵۹ . . منی المحتاج .

محولہ بالا . ج ۵ . ص ۱۹۲

(۸۲) ابن قدامہ مقدسی ( ۶۲۰ھ ) . المغنح . . مطبوعہ حلبیہ ج ۶ . ص ۱۲۱

ابوالبرکات . المحرر . . محولہ بالا . ج ۱ . ص ۳۶۵



## ظاہری مسلک :

فقہاء ظاہریہ کے نزدیک شفعہ کے دو سبب ہیں: (۱) مبیعہ مشفوعہ کی ذات (عین) میں شرکت اور (۲) اس کے راستے میں شرکت خواہ یہ راستہ کوچہ غیر نافذہ کی صورت میں ہو یا نافذہ کی صورت میں۔ ان حضرات کے نزدیک اگر دو یا زائد شریکوں نے اپنے حصوں کو باہم تقسیم کر لیا ہو، لیکن راستہ تمام حصوں کا مشترک ہی رہا ہو تو ان شرکاء کو باہم ایک دوسرے کے خلاف شفعہ کا حق حاصل ہوگا الا یہ کہ حصص کی علاحدگی کے بعد ہر حصہ کا راستہ بھی جدا جدا کر دیا گیا ہو لیکن شرط یہ ہے کہ راستہ منلوکہ بملک خاص ہو۔ لیکن اگر شارع عام (حکومت کی ملکیت ہے) تو اس راستے کی شرکت سے شفعہ کا حق حاصل نہ ہوگا۔ (۱۸۲)

## شیعہ امامیہ :

فقہاء شیعہ امامیہ جعفریہ کے نزدیک عین مبیعہ کی شراکت یا راستہ و نہر سے سیرابی کی شرکت حق شفعہ کا سبب ہو سکتی گی۔ (۱۸۳) فقہ جعفریہ میں ہم سائبگی سبب شفعہ نہیں ہے۔

## مصری قانون :

دفعہ ۹۳۶ - شفعہ مباح فعل ہے جو کسی جائداد کے مشتری کی جانب سے بعض حالات میں منتقل ہو جانے کی صورت میں حسب دفعات آئندہ جائز قرار دیا گیا ہے :

(الف) عین جائداد (Corpus of property) کا مالک جائداد کو اس کے تمام متعلقہ انتفاعی حقوق کے ساتھ کل جائداد یا اس کے بعض حصے کو

(۱۸۲) ابن حزم، امام (۳۵۶ھ) المحلی، مصر: قاہرہ، ۱۳۳۸ھ، ج ۶، ص ۱۲۱

(۱۸۳) المحلی، سرائع الاسلام، بیروت، القسم الرابع، ج ۲، ص ۱۵۹

فروخت کرے۔

(ب) اس شریک کو جو غیر منقسم طریق پر جائداد میں شریک ہے، جب کہ اس کا کل رقبہ یا اس کا بعض حصہ بیع کیا جائے جس کے انتفاع میں یہ شریک ہے۔

(ج) اس شخص کو جس کو آراضی کے مالک نے آراضی میں تعمیر کی اجازت دے دی ہو جب کہ آراضی کا مالک آراضی فروخت کرے، اور آراضی کے مالک کو جب کہ صاحب تعمیر اپنی تعمیر فروخت کرے۔

(د) مندرجہ ذیل ہم سایوں کو:

(اول) اس شخص کو جس کی تعمیر، تعمیراتی آراضی میں ہو، یا اس میں تعمیر کی جا سکتی ہو خواہ شہری آراضی ہو یا دیہی ہو۔

(دوم) جب کہ مبیع آراضی کا ہم سایہ مکان میں حق انتفاع رکھتا ہو۔

(سوم) جب کہ ہم سایہ کی آراضی مبیع آراضی کے دو جانب سے متصل ہو اور مبیع آراضی کے ایک کا آٹھواں حصہ قیمت کے مساوی ہو۔

## پاکستانی قانون :

پاکستان میں شفعہ کا کوئی وفاقی قانون رائج نہیں ہے، البتہ اس کے دو صوبوں پنجاب و سرحد میں قانون شفعہ ایکٹ مجریہ، ۱۹۱۳ء و ۱۹۵۰ء نافذ ہے۔ ان کے تحت شہری جائدادوں میں اور دیہی جائداد و آراضی کے اسباب

شفعہ میں فرق کیا گیا ہے جس کی تفصیل دفعہ ۳ قانون ہذا کی تشریح کے تحت بیان کی گئی ہے۔

۳۱۲۔ سب سے پہلے شفعہ کا حق اس شفیع کو حاصل ہوگا جو عین (ذات) مبیعہ میں شریک ہو۔ پھر اس شفیع کو جو حقوق مبیعہ میں شریک ہو اور پھر اتصالی ہم سایہ کو۔ جب تک اول درجے کا شفیع حق شفعہ کا طالب رہے گا دوسرے درجے کے شفعاء کو شفعہ کا حق حاصل نہ ہوگا اور جب تک دوسرے کا شفیع شفعہ کا طالب رہے گا، تیسرے درجے کے شفیع کو شفعہ کا حق حاصل نہ ہوگا۔

درجات شفعاء

## تشریح

### حنفی مسلک :

دفعہ ہذا میں بیان کردہ شفعاء کی ترتیب بنیادی طور پر حنفی مذہب کے مطابق ہے۔ اگرچہ اول الذکر دو مستحقین کے بارے میں ظاہریہ اور امامیہ بھی احناف سے متفق ہیں، لیکن ہر سہ ائمہ اہل سنت شفعہ کا سبب محض مبیعہ کی شرکت کو قرار دیتے ہیں، شرکت حقوق یا ہم سائیگی ان کے نزدیک شفعہ کے حق کا سبب نہیں ہے۔ ائمہ احناف نے مذکورہ بالا ترتیب اس بنیاد پر اختیار کی ہے کہ حق شفعہ کا وجود دائمی ضرر کے دفع کرنے کی غرض سے ہوتا ہے، لہذا جو شخص مکان مشفوعہ سے جس قدر زائد اتصال رکھتا ہوگا اتنا ہی اس کے حق میں ضرر کا احتمال ہوگا، اس لئے سب سے پہلے ایسے ہی شخص کو شفعہ کا حق حاصل ہونا چاہئے چنانچہ اس کے مقابلے میں اس سے کم درجے کے شخص کو شفعہ حاصل نہ ہوگا، الا یہ کہ قوی درجے کا شفیع اپنے حق کو ترک کر دے یا بحکم شرع اس کا حق ساقط ہو گیا ہو، مثلاً یہ کہ

اس نے بیع کا علم ہونے پر طلب موثبت و طلب اشہاد نہ کی ہو۔ (۸۵)

اس مسئلے کو ایک مثال سے اس طرح سمجھنے کے ایک بڑا کمپاؤنڈ ہے جس کے اندر مختلف اشخاص کے فلیٹ تعمیر شدہ ہیں، ہر ایک فلیٹ ایک ایک شخص کی ملکیت ہے لیکن ایک فلیٹ میں دو شخص شریک ہیں ان تمام افراد کا کمپاؤنڈ ایک ہی ہے۔ جس فلیٹ میں دو شریک ہیں اس فلیٹ کی بشت سے کسی ہم سایہ کا فلیٹ یا مکان متصل ہے، مگر اس کا دروازہ دوسری گلی میں کھلتا ہے، اب اس فلیٹ کے ایک حصے دار نے اپنا حصہ فروخت کیا تو اولاً شفعہ کا حق اس شخص کو حاصل ہوگا جو اس فلیٹ کی ملکیت میں شریک ہے۔ بعد ازاں ان لوگوں کو حق حاصل ہوگا جو اس کمپاؤنڈ کے دیگر فلیٹوں میں سکونت رکھتے ہیں ان کے درمیان متصل اور غیر متصل کا کوئی اعتبار نہ ہوگا اگر ان لوگوں نے بھی شفعہ طلب نہ کیا یا ترک کر دیا تو اب حق شفعہ اس کوچہ والوں کو حاصل ہوگا، جس کوچہ سے اس کمپاؤنڈ میں آمد و رفت کا راستہ ہے، بشرطے کہ یہ کوچہ، کوچہ غیر نافذہ ہو۔ اس حق میں وہ تمام لوگ مساوی ہوں گے جو اس کوچہ کے راستے میں شریک ہیں، خواہ ان کے مکان اس کمپاؤنڈ سے متصل ہوں یا نہ ہوں، چون کہ کوچہ غیر نافذہ کے لوگ شریک فی الحقوق ہوتے ہیں اور یہ ہم سایہ سے حق میں مقدم ہیں اس لئے ان کا حق ہم سایہ سے قوی تر ہے لہذا جب تک ان کی طلب شفعہ قائم ہوگی ہم سایوں کو شفعہ کا حق حاصل نہ ہوگا۔ اگر ان میں سے کسی نے شفعہ طلب نہ کیا تو ہم سایہ کو حق شفعہ حاصل ہوگا۔ (۸۶)

## ائمہ ثلاثہ کا نقطہ نظر :

امام مالک و امام شافعی و امام احمد بن حنبل کے نزدیک چون کہ

(۸۵) الکاسی . دائع الصناع - معولہ بالا . ج ۵ . ص ۸

(۸۶) اس بحیث . الحرالرائق . - معولہ بالا . ج ۸ . ص ۱۲۶ (ماخوذ)

صرف شرکت عین مبیعہ شفعہ کا سبب ہے اس لئے یہ تفصیل و ترتیب ان کی کتب فقہ میں موجود نہیں، صرف حنبلی فقہ کی کتاب المحرر میں ایک روایت کے بموجب راستے کے شریک اور ہم سایہ کو شفعہ کا حق حاصل ہوگا۔ (۸۷) لیکن حنبلی فقہ کی رو سے یہ قول مرجوح فی المذہب معلوم ہوتا ہے۔

### ظاہریہ مسلک :

ظاہریہ کے نزدیک مبیعہ کی ذات کی شرکت اور راستے کی شرکت شفعہ کے حق کے وجود کا سبب ہوتی ہے اگر شرکاء نے اپنے اپنے حصے کے حدود متعین کر کے تقسیم کر لئے ہوں لیکن راستہ ان کے درمیان مشترک ہی رہا ہو تو ان لوگوں کو دوسرے کے خلاف شفعہ کے دعوے کا حق حاصل ہوگا، لیکن اگر ہر حصے کا راستہ بھی بذریعہ تقسیم علاحدہ کر لیا گیا ہو تو اب شفعہ کا حق قائم نہ رہے گا، اور اگر ان شرکاء کا راستہ ان کی اپنی ملکیت نہ ہو تو ایسی صورت میں حصص کی تقسیم کے حدود متعین ہونے کے بعد ہی شفعہ کا حق باطل ہو جائے گا۔ (۸۸) واضح رہے کہ ظاہریہ راستے کے شریک کو شریک فی الطريق سے موسوم کرتے ہیں، خلیط نہیں کہتے۔

### شیعہ امامیہ کا مسلک :

شیعہ امامیہ کے نزدیک احناف کی مثل ماسوائے ہم سائیگی کے عین مبیعہ کی شرکت اور حقوق (راستہ و سیرابی) کی شرکت حق شفعہ کے ثبوت کا سبب ہوتی ہے۔ (۸۹) لیکن ان کی زیر مطالعہ کتاب شرائع الاسلام میں احناف کی طرح فروعی مسائل کی تفصیل مذکور نہیں۔

### مصری قانون :

- (۸۷) ابوالبرکات، مجددین، المحرر، . . . . . محولہ بالا، ج ۱، ص ۳۶۵  
 (۸۸) ابن حزم، المحلی، . . . . . محولہ بالا، ج ۱، ص ۲۲۱  
 (۸۹) الحلی، . . . . . شرائع الاسلام، . . . . . محولہ بالا، . . . . . القسم الرابع، ج ۲، ص ۱۵۹

دفعہ ۹۳۷ - (۱) جس جگہ ہر قسم کے شفعہ موجود ہوں تو حق شفعہ دفعہ سابق ۹۳۶ (مندرجہ دفعہ ۳۱۱ کتاب ہذا) کی ترتیب کے مطابق حاصل ہوگا۔

(۲) جب کہ ہم درجہ چند شفعہ موجود ہوں تو ہر شفعہ اپنے حصے کے مطابق شفعہ کا مستحق ہوگا۔ ۱۹۰۱

(۳) اگر خریدار ایسا شخص ہو، جس میں دفعہ سابق کے مطابق شفعہ کے بھی تمام اوصاف موجود ہوں تو اس کو اپنے طبقے کے اور اپنے طبقے سے ادنیٰ درجے کے شفعاء پر فوقیت حاصل ہوگی لیکن اپنے اعلا طبقے پر کوئی تفوق حاصل نہ ہوگا۔ ۱۹۱۱

دفعہ ۹۳۸ - جب کوئی شخص کوئی ایسی جائداد خریدے جس میں شفعہ کا حق بہرنتجتا ہو، پھر اس جائداد کو خریدار شفعہ کی رغبت ظاہر ہونے یا نہ مطابقت دفعہ ۹۳۲ شفعہ کا یقین ہونے سے قبل فروخت کر دے تو اب شفعہ کو دوسرے خریدار پر شفعہ کا حق حاصل ہوگا۔

## پاکستانی قانون :

ملاحظہ ہوں دفعات ۱۵، ۱۶، شفعہ ایکٹ ۱۹۱۳ء۔

(۹۰) مصر کے قانون شفعہ کا یہ جزیئہ حنفی فقہ کے مطابق نہیں ہے۔ کیوں کہ حنفی فقہ کے بموجب شفعہ کے طلب کرنے والوں کی تعداد کا اعتبار کیا جاتا ہے، حصے کی مقدار کا نہیں البتہ مالکی اور حنبلی فقہ میں حصص کی مقدار کا اعتبار کیا جاتا ہے۔ (مولف)

(۹۱) قانون مصر کا یہ جزیئہ کہ ایسے خریدار کو جو شفعہ کے اوصاف کا بھی حامل ہو اپنے درجے کے شفعاء پر فوقیت رکھے گا، خلاف نیاس معلوم ہوتا ہے، کیوں کہ بالفرض وہ ہم سائبہ ہے اور شفعہ بھی سائبہ کا ہم سائبہ ہے، جس کو بیع کا علم نہ ہو سکا۔ اب وہ اور خریدار جس حصہ میں برابر ہوں گے۔ خریدار کو دوسرے ہم سائبہ پر فوقیت حاصل نہ ہوگی۔ (مولف)

## ترجیحی حق کس وقت موجود ہونا چاہئے :

شفیع کو چاہئے کہ اپنے دعوے میں کام یابی کے لئے نہ صرف یہ وقت بیع حق ترجیح رکھے بلکہ یہ وقت ارجاع نالش و صدور ڈگری بھی اس کو اتنا حق ترجیح قائم رکھنا چاہئے۔ (۱۹۱) چنانچہ اگر ڈگری صادر ہونے سے پہلے حق شفیع ساقط ہو گیا تو دعویٰ ڈگری نہ ہو سکے گا۔

یہ امر مسلم ہے کہ شفیع کے اپنے مقدمہ شفیع میں کام یاب ہونے کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنا ترجیحی حق نہ صرف تاریخ فروخت پر رکھتا ہو بلکہ مقدمہ اجرائے حق شفیع کے دن بھی اس کا ترجیحی حق برقرار ہو نیز یہ کہ جس وقت ڈگری اس کے حق میں عطا کی جاتی ہو اس دن بھی لازم ہے کہ اس کا حق شفیع قائم و برقرار ہو۔ (۹۳)

حق شفیع کی نالش میں مدعی کو لازماً یہ ثابت کرنا چاہئے کہ اسے بوقت فروخت حق شفیع حاصل تھا اور یہ کہ اس کا یہ حق نالش دائر کرنے کی تاریخ پر موجود تھا اور ابتدائی عدالت سے ڈگری جاری ہونے کی تاریخ تک حاصل رہا چنانچہ مدعی شفیع کو نہ صرف بوقت فروخت شفیع کی برتر اہلیت حاصل ہونی چاہئے بلکہ کام یاب ہونے کے لئے اسے عدالت سماعت کنندہ سے صدور ڈگری کی تاریخ تک اپنے برتر حقوق حاصل رہنے چاہئیں۔ (۱۹۱)

(۹۲) ہر بھگوان داس بنام پر تاب سنگھ (انڈین کیسز، ج ۱۰، ص ۲۴۳)

ہات رام بنام واجند (انڈین کیسز، ج ۱۳۱، ص ۵۲۵ (اے) آئی آر، ۱۹۳۳، لاہور ص

(۳۸۱)

حیات بخش بنام منصب دار خان (انڈین کیسز، ج ۱۶۰، ص ۸۱۶) (اے) آئی آر، ۱۹۳۵،

لاہور، ص ۵۲۹

(۹۳) صاحب دین بنام فضل داد خان، بی ایل ڈی، ۱۹۶۰، ج آزاد جموں و کشمیر، ص ۱۱

(۹۴) اے آئی آر، ۱۹۳۸، لاہور، ص ۲۳۲

## مشتري (خریدار) کی اہلیت

البتہ خریدار کے لئے ضروری نہیں کہ وہ فروخت (خرید لیتے) کے بعد بھی برتری رکھے محض اگر وہ تاریخ فروخت پر شفعہ کے مقابلہ میں برتری رکھتا ہو تو وہ کام یابی کے ساتھ شفعہ کے حق کا مقابلہ کر سکتا ہے۔

دفعہ ۱۵ - (بی) اول و دوم شفعہ ایکٹ اس وقت لاگو نہ ہوں گے جب کہ فروخت کنندہ مسلمان ہو : شفعہ اگر ۱۵ (بی) سوم کے تحت کامیاب ہونا چاہتا ہے تو اس کو بائع کی وفات کی صورت میں اپنا حق وراثت ثابت کرنا ہوگا (۱۹۵)

### بہتر حق :

جو شخص حق شفعہ کا دعویدار ہو اسے خریدار کے مقابلے میں بہتر حق حاصل ہونا چاہئے۔ چنانچہ ان اشخاص کو جو محال میں آراضی رکھتے ہوں ہم سایہ محال کے اشخاص پر ترجیح دی جائے گی (۱۹۷)

دفعہ ۱۵ شفعہ ایکٹ نے حق شفعہ کے سلسلے میں ترجیحات قائم کر دی ہیں۔ چنانچہ دفعہ ۱۵ (ج) دوم کے تحت مالکان (جائداد غیر منقولہ) (ایسٹیٹ) کو حق شفعہ حاصل ہے تاکہ جائداد کی وحدت برقرار رہے اور اجنبی شخص اس میں داخل نہ ہو سکے۔ یہ امر بھی مسلم ہے کہ اگر کوئی شریک کسی اجنبی شخص کے ساتھ مل جائے تو وہ اپنے درجہ کو اس دوسرے ہم درجہ شریک کے مقابلے میں کم کر لیتا ہے جو کسی اجنبی کے ساتھ شریک نہ ہوا ہو (۱۹۷)

اگر کوئی خریدار جس کو ایک ہم درجہ حق شفعہ حاصل تھا، کسی

(۱۵) بی ایل ڈی . ۱۹۶۸ . لاہور ص ۹۰

(۱۶) بی ایل ڈی . ۱۹۷۰ . لاہور . ص ۱۶۸

(۱۷) عطا محمد بنام احمد بخش (بی ایل ڈی . ۱۹۷۱ . لاہور . ص ۳۰۶)



ایسے شخص کے ساتھ جس کو اس کے مقابلے میں کم درجہ حق سفیع حاصل تھا، کوئی جائداد خریدے تو وہ کسی دیگر ہم درجہ سفیع کے حق کو اپنے حصے کی حد تک بھی رد نہیں کر سکتا۔ ایسی صورت میں خریدار اپنے ساتھی کے درجہ میں اتر آئے گا اس لئے وہ اپنے حصے کی حد تک بھی سفیع کے حق کی مدافعت نہیں کر سکتا۔ (۹۸)

## شفیع اور اصول «بدوران نالش»

شفیع میں اصول «بدوران نالش» کا اطلاق نہیں ہونا چنانچہ اگر مشتری اس جائداد کو (دوران مقدمہ) کسی ایسے شخص کو فروخت کر دے جو سفیع کے مقابلے میں اولیٰ حق رکھتا ہو تو سفیع کا مقدمہ ناکام ہو جائے گا۔ (۹۹)

## مدعی سفیع اور مدعا علیہ مشتری میں فرق :

مدعی سفیع اور مدعا علیہ مشتری میں ایک نمایاں فرق ہے جب کہ مدعی سفیع فروخت کے وقت اعلا حق نہیں رکھتا، اگر مابعد اعلا درجہ حاصل کر لے تو اسے مشتری کے خلاف کوئی فائدہ نہ پہنچے گا۔ اس کے برخلاف اگر مشتری فروخت کے وقت سفیع کے ہم درجہ یا اس سے بہتر حق نہیں رکھتا لیکن وہ سفیع کے مقدمہ دائر کرنے سے پہلے اس کے ہم درجہ یا بہتر درجہ کا مستحق ہو جاتا ہے یا مقدمہ دائر ہو جانے کے بعد وہ سفیع کے مساوی یا اس سے برتر درجہ حاصل کر لیتا ہے یا مقدمہ میں ڈگری سے قبل کسی بھی وقت وہ بہتر یا مساوی درجہ حاصل کر لیتا ہے تو وہ مدعی سفیع کو شکست دے سکتا ہے۔ (۱۰۰)

سرع اسلام کی رو سے اسی فیصلہ کا یہ جزء کہ مشتری سفیع کے

(۹۸) فتح ہی بی بنام احمد خان (بی ایل ڈی . ۱۹۴۱ . لاہور . ص ۱۴۱)

(۹۹) فتح ہی بی بنام احمد خان (بی ایل ڈی . ۱۹۴۱ . لاہور . ص ۱۴۱)

(۱۰۰) عبدالخالق بنام عبدالمنی (بی ایل ڈی . ۱۹۳۹ . لاہور . ص ۲۳۹)

مقابلہ میں بہتر حقیقت حاصل ہو جانے کے بعد مدعی شفیع کو سکت دے سکتا ہے، درست ہے، لیکن مساوی حق حاصل ہونے کی صورت میں دونوں ہی مساوی طور پر حقدار ہوں گے بشرطیکہ شفیع مدعی کا دعویٰ درست بنیاد پر قائم ہو۔

### حق شفعہ بلا استعمال پر اثر ہو جاتا ہے :

حق شفعہ اسی وقت موثر ہو سکتا ہے جب کہ اس حق کا استعمال کیا جائے اور وہ حق ڈگری شفعہ میں ضم ہو جائے، لیکن اگر حق شفعہ کا استعمال نہ کیا جائے یا وہ حق ڈگری شفعہ میں ضم نہ ہو تو پھر وہ پر اثر ہو جاتا ہے اور نافذ نہیں کیا جا سکتا۔ (۱۰۱)

### باز فروختگی اور حق شفعہ :

باز فروختگی (دوبارہ فروخت) نئے حقوق پیدا نہیں کرتی، البتہ ما بعد مشتری اس معاملے کو پہلے سے موجود حق شفعہ کے پیش نظر خریدتا ہے۔ اس لئے اس معاملت سے اصول، انتقال دوران مقدمہ، متعلق نہیں ہوتا۔ اگر کوئی شخص بہتر حق شفعہ رکھتا ہے تو وہ مشتری (اول) کے خلاف مقدمہ دائر کر کے کام یاب ہو سکتا ہے اور اس صورت میں شفیع اول جو اس کے مقابلے میں بہتر حقیقت نہ رکھتا ہو، ناکام ہو جائے گا۔ لہذا کوئی وجہ نہیں کہ وہی نتیجہ اس صورت میں نہ ہو جب کہ وہ بہتر حق شفعہ رکھنے والا شفیع، مشتری اول سے بیرون عدالت جائداد کو خرید لے۔ بجائے اس کے کہ وہ مقدمہ دائر کرے جب کہ وہ جائداد میعاد سماعت کے اندر خرید لی گئی ہو اور شفیع (اول) نے فروخت (اول) کے فوراً بعد عدالت میں دعوا دائر کیا ہو۔ (۱۰۲)

### شفیع کا بعد فروخت اپنی حیثیت میں اضافہ

(۱۰۱) صاحب میں بنام فضل داد خان، (بی ایل ڈی، ۱۹۶۷ء، اراد عموں و کنسیر، ص ۷۴)

(۱۰۲) مستقیم خان بنام عداۃ خان (بی ایل ڈی، ۱۹۵۱ء، سنار، ص ۱۱)

## بے اثر ہوگا :

بمقدمہ غلام محمد بنام بگہ مغربی پاکستان ہائی کورٹ لاہور نے فرار دیا کہ زیر دفعہ ۲۱ الف پنجاب شفعہ ایکٹ ۱۹۱۳ء ایک مشتری انی حیثیت کو بعد فروخت مگر مقدمہ دائر ہونے سے قبل نک بہتر بنا سکتا ہے۔ لیکن سفیع کی صورت اس سے مختلف ہے وہ مقدمہ دائر ہونے سے قبل انی حیثیت کو بہتر نہیں بنا سکتا کہ مشتری کی حیثیت کو بے اثر کر دے۔ چنانچہ سفیع کی حیثیت کے تعین کے لئے متعلقہ تاریخ فروخت ہے، لہذا تاریخ فروخت کے بعد اس کی حیثیت میں اضافہ بے معنی ہوگا۔ (۱۰۳)

جسٹس اے آر کارنیلیس نے بمقدمہ محمد حیات بنام غلام مرتضیٰ (مندرجہ ہی ایل ڈی ۱۹۳۹ء، لاہور، ص ۵۳) یہ قرار دیا کہ سفیع کے وفات پا جانے کی صورت میں تمام وراثہ حق شفعہ کے مستحق ہوں گے۔ میرے نزدیک وراثہ کے کوئی بھی دو عمودی سلسلے جو ایک ہی مشترک مورث سے متعلق ہوں شفعہ کے مستحق ہوں گے اور اگر کوئی وارث شفعہ کا دعوا نہیں کرتا تو دوسرے وراثہ کو جو ان کے قائم مقامان ہوں یہ حق حاصل ہوگا۔

بمقدمہ ایبل نمبر ۶۸ بابت ۱۹۶۰ء سپریم کورٹ پاکستان نے اس نطقہ نظر کا اظہار کیا کہ پنجاب شفعہ ایکٹ حق شفعہ کو وراثہ کے پورے سلسلے کو عطا کرتا ہے بوقت بیع صرف قریب ترین وارث کو ہی یہ حق حاصل نہیں ہونا بلکہ تمام وراثہ خواہ بعید ہوں یا قریب حق شفعہ کے مالک ہوتے ہیں۔ چنانچہ اگر قریبی وارث اپنے حق سے دست بردار ہو جائیں یا اپنے حق کے استقرار کے لئے کوئی کارروائی نہ کریں تو بعید وارث کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ عدالت میں حق شفعہ کا دعوا دائر کر دے۔ (۱۰۴)

(۱۰۳) بی ایل ڈی، ۱۹۶۲ء، لاہور، ص ۶۹۳ (مزید ملاحظہ ہو بی ایل ڈی، ۱۹۶۵ء، لاہور، ص ۹۹۲)

(۱۰۴) مقدمہ نور بنام شمس الدین بدالت عالیہ آزاد جموں و کشمیر، مندرجہ ہی ایل ڈی، ۱۹۶۳ء، آزاد جموں و کشمیر، ص ۱۶ اسی نطقہ نظر کی مناسبت کی گئی۔

## پاکستانی قانون - جائزہ :

پنجاب و سرحد کے قوانین شفعہ میں اس امر کی صراحت نہیں ہے کہ قریب و بعید ورناء کو یہ حق بیک وقت حاصل ہوگا یا یکے بعد دیگرے۔ شرع اسلام کے بموجب اگر مختلف درجات کے شفعاء موجود ہوں تو سب کو بیک وقت حق شفعہ طلب کرنا چاہئے ورنہ قریب تر وارث کے حق شفعہ طلب کرنے سے بعید تر کا حق ساقط ہو جائے گا۔ اسلامی نقطہ نظر سے تمام ورناء وارث ہونے کی صفت میں ہم درجہ ہیں، سب کو ایک ساتھ حق شفعہ طلب کرنا چاہئے۔ بنا بریں قانون شفعہ (پنجاب) میں یہ قریب و بعید ورناء کی تخصیص درست نہیں معلوم ہوتی۔ نیز یہ کہ شرع اسلام کی رو سے وراثت شفعہ کا سبب نہیں ہے اس لئے کسی شفعی کے لئے بائع کا وارث ہونا یا نہ ہونا غیر متعلق ہے۔ اسی طرح وارث قریب یا وارث بعید بھی ایک فضول بات ہے۔ البتہ یہ بات اس وقت متعلق کہی جا سکتی ہے جبکہ شفعی دعویٰ دار کی موت واقع ہو جائے اور اس کے درنہ اس کے قائم مقام کی حیثیت سے شفعہ کے دعویٰ دار ہوں، اگرچہ احناف کے نزدیک شفعہ قابل ارث نہیں ہے جبکہ ائمہ ثلاثہ شفعہ میں توریث کے قائل ہیں۔ اس ضمن میں راقم الحروف کا نقطہ نظر ائمہ ثلاثہ کے ساتھ ہے۔

زیریں اور بالائی منزل  
کے مالکان کا باہمی  
تعلق

۳۱۳ - کسی مکان کی زیریں منزل کا مستقل مالک بالائی منزل کے مستقل مالک کا اتصالی ہم سایہ شمار ہوگا نہ کہ شریک۔ اور بالائی منزل کا مستقل مالک زیریں منزل کا شریک فی الحقوق متصور ہوگا۔

### توضیح :

جب مکان کی بالائی اور زیریں منزل کا

راستہ مشترک ہو تو ان منزلوں کے مالک باہم شریک فی الحقوق متصور ہوں گے اور اگر دونوں کا راستہ مختلف ہو تو انہیں پڑوسی تصور کیا جائے گا۔

## تشریح

### حنفی مسلک :

اگر کسی مکان کی بالائی منزل کسی ایک شخص کی مستقلاً ملک ہو اور زیریں منزل کسی دوسرے کی اور اس بالائی منزل کا راستہ زیریں منزل ہی میں ہو ، یا یہ کہ زیریں منزل اور بالائی منزل کا راستہ ایک ہی ہو تو یہ دونوں شخص شریک فی الحقوق ہوں گے ، چونکہ اتصالی ہم سائیگی کا درجہ شرکت فی الحقوق سے کم ہے اس لئے قوی سبب (شرکت فی الحقوق) کے موجود ہونے پر ضعیف سبب (ہم سائیگی) کا لحاظ نہ کیا جائے گا۔ اگر کسی مکان کی تین منزلیں نیچے اوپر تعمیر ہوں اور ہر ایک منزل کا بیرونی دروازہ کسی ایک کوچے میں ہو۔ اگر درمیان کا فلیٹ فروخت ہوا تو اس کے زیریں اور بالائی منزلوں کے دونوں مالکوں کو مساوی حق شفعہ حاصل ہوگا اور اگر آخری بالائی منزل کا فلیٹ فروخت ہوا تو درمیانی فلیٹ کا مالک زیریں فلیٹ کے مالک کے مقابلے میں شفعہ کا زائد مستحق ہوگا۔

فتاویٰ عالمگیری میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگر زیریں منزل ایک شخص کی ہو اور بالائی منزل کسی دوسرے کی ، اب اگر اس دو منزلہ عمارت کے پہلو میں متصل کوئی مکان فروخت ہو تو ہر دو منزلوں کے مالکان برابر درجے کے شفعہ متصور ہوں گے۔ اب اگر دو منزلہ مکان کی دونوں منزلیں منہدم ہو گئیں تو امام ابو یوسف کے نزدیک اس حالت میں محض اس شخص کو شفعہ کا حق حاصل ہوگا جو زیریں منزل کا مالک تھا۔ کیوں کہ اس کی آراضی ، جو حق

شفعہ کا سبب تھی، اب بھی بدستور موجود ہے، بالائی منزل کے مالک کو شفعہ کا حق حاصل نہ ہوگا، اس کے حق میں سبب شفعہ زائل ہو گیا۔ اور امام محمد کے نزدیک حسب سابق دونوں مالکوں کو بدستور حق شفعہ حاصل ہوگا۔ ان کے نزدیک بالائی منزل کے مالک کا حق استقرار بدستور قائم ہے زیریں منزل کا مالک جب بھی اپنی نجلی منزل تعمیر کرے گا تو بالائی منزل کے مالک کو اپنی منزل تعمیر کرنے کا حق حاصل ہوگا۔ بلکہ اس کو یہ حق بھی حاصل ہوگا کہ اگر زیریں منزل کا مالک اپنی منزل تعمیر نہ کرے یا انکار کر دے تو بالائی منزل کا مالک اپنے صرف سے اولاً نجلی منزل تعمیر کر لے اور پھر اس پر اپنی بالائی منزل تعمیر کر لے اور نجلی منزل اس وقت تک اپنے قبضے میں رکھے جب تک نجلی منزل کے اخراجات اس کے مالک سے وصول نہ کر لے۔ (۱۰۵)

بدائع الصنائع میں کہا گیا ہے: زیریں منزل میں دو شخص شریک ہوں ان دو میں سے ایک شخص کے حصے پر بالائی منزل بھی تعمیر ہو اور صرف بالائی منزل والے کا اس کی منزل میں کوئی اور بھی شریک ہو، اب اگر بالائی منزل کا وہ شخص جس کی زیریں منزل میں بھی شرکت ہے اور بالائی منزل میں بھی، اپنے دونوں حصے فروخت کرے تو زیریں منزل کے شریک کو زیریں منزل کے حصے میں اور بالائی منزل کے شریک کو بالائی حصے میں شفعہ کا حق حاصل ہوگا۔ زیریں منزل کا شریک بالائی منزل کے حصے میں اور بالائی منزل کا شریک زیریں منزل کے حصے میں دوسرے شریک کے موجود ہونے ہونے شفعہ نہ کر سکیں گے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ زیریں منزل کا شریک بالائی منزل کے دوسرے شریک کا ہم سایہ ہوگا اسی طرح بالائی منزل کا وہ شریک زیریں منزل والے کا ہم سایہ ہوگا۔ لہذا وہ شریک جو مشفوعہ کی ذات میں شریک ہے ہم سایہ سے حق میں مقدم ہوگا۔ (۱۰۶)

(۱۰۵) شاہی عالم گیری .. محولہ بالا، ج ۳، ص ۳

(۱۰۶) الکاسی، بدائع الصنائع .. محولہ بالا، ج ۵، ص ۹

اگر کسی مکان کی بالائی منزل کا راستہ اس کی زیریں منزل میں نہیں ہے بلکہ کسی دوسرے شخص کے مکان میں ہے اور بالائی منزل کے مالک نے اپنی منزل فروخت کی تو اس کا مقدم شفیع وہ ہوگا جس کے مکان میں اس منزل کا راستہ ہے۔ زیریں منزل والا اس کے مقابلے میں شفیع نہ ہوگا۔ کیوں کہ جس مکان میں اس منزل کا راستہ ہے وہ مکان والا شریک فی الحقوق ہے اور زیریں منزل والا اس کے مقابلے میں اتصالی ہم سایہ ہے۔ اور جو حقوق میں شریک ہو وہ ہم سایہ پر مقدم ہوتا ہے۔ اب اگر وہ شخص جس کے مکان میں بالائی منزل کا راستہ ہے اپنا حق شفیع ترک کر دے اور اگر بالائی منزل کے متصل کوئی دوسری اور منزل بھی اس کی کسی جانب موجود ہے تو زیریں منزل کا مالک اور اس بالائی متصل منزل کا مالک دونوں برابر کے شفیع ہوں گے، کیوں کہ دونوں ہم سائیگی میں مساوی ہیں۔ البتہ اگر بالائی منزل میں کوئی ہم سایہ موجود نہیں ہے تو اب زیریں منزل کے مالک کو بحیثیت اتصالی ہم سایہ کے حق شفیع حاصل ہوگا۔ (۱۰۹)

### اہم نکتہ :

ردالمحتار میں اس امر کی صراحت کر دی گئی ہے کہ درجہ اول کے شریک کے بعد دوسرے درجے کے شریک کو اول شریک کے ترک شفیع کے بعد اس وقت شفیع کا حق حاصل ہوگا جب کہ اس دوسرے درجے کے شریک نے بھی بیع کا علم ہونے پر فوراً ہی طلب شفیع کا اظہار کر دیا ہو، اگرچہ بوقت طلب اول شخص کی مزاحمت کے خیال سے شفیع کا دعوا نہ کر سکتا ہو۔ علیٰ هذا القیاس ہر ضعیف درجے والے کا قوی کے ترک کے بعد بھی حکم ہوگا۔ (۱۰۸)

(۱۰۹) ایضاً

(۱۰۸) الدر المنثور بر حاشیہ مجمع الانہر، محولہ بالا، ج ۵، ص ۳۴۳

ابن عابدین، ردالمحتار، محولہ بالا، ج ۵، ص ۱۹۳

فناوی عالمگیری میں کہا گیا ہے کہ جب حاکم کی جانب سے کسی قوی درجے کے شفیع کے حق میں شفعہ کا حکم دے دیا گیا ہو اور پھر یہ شفیع ترک کر دے تو اس کے بعد والی دیگر شفعاء کا حق شفعہ باطل ہو جاتا ہے۔ قاعدہ یہ ہے کہ جب کسی جائداد میں ایک درجے کے چند شفیع جمع ہو جائیں تو مشفوعہ کے حاصل کرنے اور قضاء حاکم سے قبل شفعہ کا دعوا کرنے میں تمام شفعاء مساوی ہوں گے۔ اب اگر اس حالت میں ان میں سے کسی نے اپنا حق ترک کر دیا تو باقی دوسروں کو کل مشفوعہ لینے کا حق حاصل ہوگا۔ لیکن اگر حکم حاکم اور حصول مشفوعہ کے بعد اپنا حق ترک کیا تو دوسرے شفیع کو مشفوعہ لینے کا حق حاصل نہ ہوگا، اسی کے تحت قوی اور ضعیف شفیع کا مسئلہ تصور کیا جائے گا۔ (۱۰۹)

ردالمحتار میں کہا گیا ہے کہ ہر وہ آراضی جس پر تعمیر کر لینے کے بعد تعمیر کو حق استقرار حاصل ہو جائے وہ غیر منقولہ جائداد کے حکم میں ہو گی۔ لیکن ایسی تعمیر سے آراضی پر عمارت کو قرار حاصل نہ ہوگا (مثلاً حکومت کی آراضی پر تعمیر) جو زراعت کے لئے دی گئی ہو یا وقف کی آراضی، ان پر تعمیر عمارت سے عمارت کو قرار حاصل نہیں ہوتا ایسی آراضی کی بیع میں شفعہ کا حق حاصل نہ ہوگا۔ (۱۱۰)

یہی اصول ان تمام تعمیرات سے متعلق ہوگا جو بلا اجازت حکومت تعمیر کی گئی ہوں یا مقصوبہ آراضی پر کی گئی ہوں۔

## مالکی مسلک :

مالکی فقہاء کے نزدیک دو منزلہ عمارت میں سے کسی حصہ زیریں یا

(۱۰۹) فناوی عالم گیری - محولہ بالا، ج ۳۳، ص ۱۲

ابن عابدین - ردالمحتار - محولہ بالا، ج ۵، ص ۱۹۳

(۱۱۰) ابن عابدین - ردالمحتار - محولہ بالا، ج ۵، ص ۱۰



بالائی کے مالکان کو ایک دوسرے پر شفعہ کا حق حاصل نہیں ہوتا۔ اسی طرح ان کے نزدیک صحن یا راستہ کی شرکت سے بھی شفعہ کا حق ثابت نہیں ہوتا۔<sup>۱۱۱</sup>

**شافعی مسلک :**

چونکہ شافعیہ کے نزدیک حق شفعہ کے وجوب کا صرف ایک سبب "شرکت" ہے اس لئے اگر کسی دو منزلہ عمارت میں زیریں منزل کی آراضی مع عمارت ایک شخص کی ہو اور بالائی منزل دوسرے اشخاص کی تو اگر بالائی منزل کے شرکاء میں سے کوئی ایک شریک اپنا حصہ فروخت کرے تو اس بالائی منزل کے دیگر شرکاء کو اس حصہ پر شفعہ کا حق حاصل نہ ہوگا، بشرطے کہ چھت زیریں حصے والے کی ملکیت ہو، لیکن اگر بالائی منزل کے کسی شریک کی زیریں منزل کی آراضی میں شرکت موجود ہو اور یہ شریک اپنا حصہ فروخت کرے تو اس کے آراضی کے شریک کو شفعہ کا حق حاصل ہوگا دیگر افراد کو (عدم شرکت کی بناء پر) حق حاصل نہ ہوگا۔

مثلاً ایک دو منزلہ عمارت ہے جس کی زیریں منزل مع آراضی و چھت ایک شخص کی ملکیت ہے اور بالائی منزل کی تعمیرات دوسرے لوگوں کی ملکیت ہیں اب اگر بالائی منزل کا کوئی شخص اپنا تعمیری حصہ فروخت کرے گا تو زیریں منزل والے کو حق شفعہ حاصل ہوگا، بالائی منزل کے کسی شریک کو شفعہ کا حق حاصل نہ ہوگا، البتہ اگر بالائی منزل کا کوئی شخص زیریں منزل کی آراضی میں بھی شریک ہے اور یہ شریک اپنا وہ حصہ جو زیریں منزل کی آراضی میں مشترک ہے مع بالائی حصہ فروخت کرے تو زیریں منزل والے شریک کو صرف آراضی کے حصے میں شفعہ کا حق حاصل ہوگا، بالائی منزل کی عمارت میں نہ ہوگا۔

(۱۱۱) الامی . جواہر الاکلیل . . محولہ بالا ج ۲ ص ۱۶۰

سحون . امام . مدوۃ الکری . . محولہ بالا ج ۹۳ ص ۱۶۱

فقہ شافعی کی کتاب المہذب میں کہا گیا ہے کہ اگر بالائی منزل میں چند اشخاص شریک ہوں تو اگر اس منزل کی چھت بھی ان ہی اشخاص کی ملکیت ہو اور ان میں سے کوئی ایک شریک اپنا حصہ فروخت کرے تو اس صورت میں فقہاء شافعیہ کے دو قول ہیں ایک یہ کہ شفعہ کا حق حاصل ہوگا دوسرا یہ کہ حاصل نہ ہوگا۔ ۱۱۳۷

یہ دو قول دراصل اس بنا پر ہیں کہ پہلے قول کے بموجب مسئلہ شرکت کا ہے اور دوسرے قول کی بنا پر ہم سائیگی کا۔ ظاہر ہے کہ صرف شرکت کی بناء پر حق شفعہ ہونا چاہئے چونکہ ہم سائیگی کو مالکیہ، شافعیہ اور حنبلیہ سبب شفعہ قرار نہیں دیتے، اس لئے حق شفعہ نہ ہونا چاہئے۔ مسئلہ مذکورہ میں اگر شرکت ملکیت فی العین نہیں ہے تو یہ مسئلہ ہم سائیگی کا قرار پائے گا جب کہ دونوں کی ملکیت علاحدہ اور ممیز ہو۔

۳۱۳ - (۱) جو شخص مکان کی دیوار میں مع تحتی آراضی کے شریک ہو وہ عین مبیعہ میں شریک متصور ہوگا۔ لیکن اگر دیوار کی تحتی آراضی میں شریک نہ ہو، محض دیوار کی تعمیر میں شریک ہو تو ایسا شخص اتصالی ہم سایہ متصور ہوگا۔ لہذا تحتی آراضی میں شریک، محض دیوار کی تعمیر میں شریک شخص سے حق شفعہ میں مقدم ہوگا۔

تحتی آراضی اور تعمیر کا شریک

(۲) اگر کسی شخص کے مکان کی دیوار پر دوسرے شخص کی کڑیاں رکھی ہوئی ہوں تو یہ شخص ان کڑیوں کی بناء پر شریک متصور نہ ہوگا بلکہ محض اتصالی ہم سایہ ہوگا اور ایسی صورت میں نہ تو اس کو عین

مبیعہ میں شرکت حاصل ہوگی اور نہ اس کے حقوق میں۔

### تشریح

محض دیوار بغیر آراضی کے یا محض کڑیاں اشیاء منقولہ میں شمار ہوتی ہیں، اور منقولہ اشیاء میں شرکت بالاتفاق حق شفعہ کا سبب نہیں ہوتی۔ دفعہ ۳۱۳ میں دیوار کی شرکت سے وہ شرکت مراد ہے جس کی تحتی آراضی میں بھی شرکت ہو، محض دیوار کا شریک بغیر تحتی آراضی کی شرکت کے اتصالی ہم سایہ شمار ہوگا، نہ کہ شریک۔

### حنفی مسلک :

چنانچہ اگر کوئی ایسا مکان فروخت ہوا کہ عین مبیعہ کی ملکیت میں ایک شخص شریک ہے اور ایک شخص ایسا موجود ہے جس کی اس مکان کی دیوار اور اس کی تحتی آراضی میں شرکت ہے، تو عین مبیعہ کا شریک اس دیوار کے شریک سے حق شفعہ میں مقدم ہوگا، کیوں کہ پہلا شخص کل عین مبیعہ کا شریک ہے اور اگر اسی مکان کا کوئی ایسا اتصالی ہم سایہ بھی موجود ہے جو دیوار مع تحتی آراضی کا شریک نہیں تو اول شفعہ شریک مکان کے ترک شفعہ کی صورت میں دیوار مع تحتی آراضی کا شریک اتصالی ہم سایہ برحق شفعہ میں مقدم ہوگا۔

بدائع الصنائع میں علامہ کاسانی نے لکھا ہے کہ : جب دو مکانوں کی درمیانی دیوار مالکان مکان کے درمیان مع تحتی آراضی کے مشترک ہو اور ان مکانوں میں سے ایک مکان کا اتصالی ہم سایہ بھی موجود ہو، اب اگر ان دو مکانوں میں سے وہ مکان فروخت ہو جس کا اتصالی ہم سایہ بھی موجود ہے تو امام ابو یوسف کی ایک روایت کے بموجب دیوار مع تحتی آراضی کا موجود شریک اپنی دیوار کی حد تک ہم سایہ سے شفعہ کے حق میں مقدم ہوگا اور

بقیہ مکان میبہ سے جو مشترک دیوار کے بعد کا حصہ ہے یہ باقی ماندہ دیوار مع آراضی کا شریک اور ہم سایہ شفعہ کے حق میں دونوں مساوی ہوں گے۔ کیوں کہ اس حصے کے حق میں دونوں ہم سایے ہوں گے، اور دوسری روایت کے بموجب دیوار مع تحتی آراضی کا شریک کل مکان میبہ کے شفعہ پر مقدم ہوگا۔ اسی دوسری روایت کو صحیح تر روایت قرار دیا گیا ہے۔ امام محمد رحمہ اللہ علیہ کی ایک روایت بھی اسی قول کی تائید کرتی ہے۔ (۱۱۳)

### مالکی مسلک :

مالکی مذہب میں سوائے آراضی کی شرکت کے شرکت حقوق یا ہم سائیگی حق شفعہ کا سبب نہیں ہوا کرتی، اس لئے محض دیوار کی شرکت حق شفعہ پیدا کرنے کا موجب نہیں بن سکتی۔ (۱۱۴)

### شافعی مسلک :

چونکہ شافعی فقہاء کے نزدیک بھی سوائے آراضی کی شرکت کے اور کسی سبب سے شفعہ کا حق حاصل نہیں ہوتا لہذا فقہ شافعی میں اس قسم کے فروعی مسائل زیر مطالعہ کتب میں موجود نہیں ہیں۔

### حنبلی مسلک :

کتب فقہ حنبلی زیر مطالعہ میں امام احمد بن حنبل کے دو قول منقول ہیں۔ اول قول مالکی مذہب کے مطابق ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ شرکت میں میبہ و حقوق یعنی گزرگاہ و ہم سائیگی بھی وجوب حق شفعہ کا سبب ہے (۱۱۵)

(۱۱۳) الکاسانی، بدائع الصنائع، محولہ بالا، ج ۵، ص ۱۰

(۱۱۴) سحران، امام، مدونة الكبرى، محولہ بالا، ج ۱۳، ص ۱۰۰

جواهر الاکلیل، محولہ بالا، ج ۲، ص ۱۵۷

(۱۱۵) ابوالکرمات، محمد الدین، المحرر، محولہ بالا، ج ۱، ص ۳۶۵

ابن قدامہ مقدسی، المفتح، محولہ بالا، ج ۲، ص ۶۷ - ۲۵۹

اول قول کتب فقہ حنبلی کے متون میں منقول ہے اور دوسرا قول ان کی شرح میں ذکر کیا گیا ہے۔ ممکن ہے کہ امام کا دوسرا قول اول قول سے رجوع کے بعد اختیار کیا گیا ہو لیکن متون اگر واضح اور غیر مبہم ہوں اور ایک سے زائد معنی کے متحمل نہ ہوں تو شرح کا اعتبار نہ کیا جانا چاہئے۔ اس لئے حنبلی فقہ میں اس مسئلے میں فتویٰ متن پر ہی دیا جانا چاہئے اور صرف شرکت فی العین مبیعہ ہی بغرض شفعہ معتبر قرار دی جائے گی۔

۳۱۵۔ چند شفعاء کے موجود ہونے کی صورت میں حق شفعہ کے ثبوت میں ان کی تعداد کا اعتبار ہوگا، شرکت کے حصص کی کمی و بیشی کا اعتبار نہ ہوگا :

یک سے زائد شفعاء،  
موسود ہونے کی  
صورت میں طریقتہ  
غیبہ

مثال :- ایک مکان میں ایک شخص نصف حصے کا شریک ہے، دوسرا ایک تہائی کا، تیسرا چھٹے حصے کا، اب اگر نصف حصے کے مالک نے اپنا حصہ اس مکان کا فروخت کیا تو دوسرے تہائی اور چھٹے حصے کے دو شریک اس نصف مبیعہ کے اندر برابر کے شفعہ ہوں گے۔ یہ نصف حصہ مبیعہ دونوں کے درمیان ان دو کی تعداد کے اعتبار سے نصف و نصف مساوی تقسیم کیا جائے گا، یہ نہ ہوگا کہ تہائی کا شریک نصف مشفوعہ کا دو تہائی حصہ حاصل کر لے اور چھٹے حصے کا شریک اس کا ایک تہائی حصہ حاصل کرے۔

ایک سے زائد شفعاء موجود ہونے کی صورت میں کسی شفعہ کی دستبرداری :

۳۱۵ (الف)۔ ایک سے زائد شفعاء کے حق شفعہ طلب کرنے کی صورت میں

اگر کوئی شفیع عدالت کے فیصلے سے پہلے اپنے حق سے دست بردار ہو جائے تو باقی شفعاء بذریعہ شفعہ کل جائداد حاصل کرنے کے حقدار ہوں گے۔

### تشریح

### حنفی مسلک :

حنفی فقہاء کے نزدیک چون کہ شفعہ کا سبب نفس شرکت ہے لہذا شرکت کے حصوں کی کمی یا بیشی کا کوئی اعتبار نہ ہوگا۔ چنانچہ جب مشفوعہ کے حصول میں چند شفعاء موجود ہوں گے تو ہر ایک شفیع شریک کو شفعہ کا حق مساوی طور پر حاصل ہوگا خواہ حصص کی مقدار میں کمی، بیشی ہی کیوں نہ ہو۔ اس مسئلے میں وہ صورت بھی شامل ہے جب کہ مبیعہ کا خریدار ان شرکاء میں سے ہی کوئی ایک ہو اور باقی شفعاء کے ساتھ اس نے بھی شفعہ کا دعوا کیا ہو، تو دیگر تمام شفعاء مع اس شریک شفیع (مشری) کے مشفوعہ میں برابر حصے کی تقسیم کے ساتھ حق دار ہوں گے اور شرکاء کی تعداد کے اعتبار سے مبیعہ مشفوعہ کو ان کے درمیان تقسیم کر دیا جائے گا۔ (۱۱۶)

### مالکی مسلک :

اس جزیسہ میں فقہاء مالکیہ کا احناف سے اختلاف ہے۔ ان کے نزدیک اگر کسی جائداد کے چند شفیع شریک موجود ہوں تو ان کو ان کے حصص کی مقدار کے مطابق شفعہ کا حق حاصل ہوگا، نہ کہ ان شرکاء کی تعداد کے مطابق۔ (۱۱۷)

(۱۱۶) ابن عابدین، ردالمحتار، محولہ بالا، ج ۵، ص ۱۹۱

الکاسانی، بدائع الصنائع، محولہ بالا، ج ۵، ص ۵

(۱۱۷) محسن، امام، سدرۃ الکبریٰ، محولہ بالا، ج ۱۳، ص ۱۰۷

جواهر الاکلیل، محولہ بالا، ج ۲، ص ۱۶۱

## شافعی مسلک :

فقہ شافعی میں اس مسئلے سے متعلق دو قول منقول ہیں۔ اول قول فقہاء مالکیہ سے متفق ہے۔ یعنی شرکاء کے حصص کی مقدار کا اعتبار کیا جائے نہ کہ شرکاء کی تعداد کا۔ دوسرا قول امام مزنی (شافعی) کا ہے جو فقہاء حنفیہ سے متفق ہے، معنی المحتاج میں دوسرے قول کو ترجیح دی گئی ہے (۱۱۸)۔

## حنبلی مسلک :

فقہ حنبلی میں بھی اس مسئلے سے متعلق دو قول ہیں۔ ایک قول میں فقہاء احناف سے اتفاق کیا گیا ہے، اور دوسرے قول میں فقہاء مالکیہ سے۔ دوسرے قول کو قوی قرار دیا گیا ہے کہ شفعاء شرکاء کو ان کے حصص کے مطابق مشفوعہ میں شفعہ کا حق حاصل ہوگا۔ (۱۱۹)۔

## ظاہری مسلک :

فقہ ظاہری کے امام، علامہ ابن حزم نے اپنی کتاب المحلی میں مذکورہ مسئلے میں فقہاء احناف سے اتفاق کیا ہے کہ متعدد شفعاء شرکاء کی صورت میں ان کی تعداد کا اعتبار ہوگا، حصص کی کمی و بیشی کا کوئی اعتبار نہ ہوگا۔ (۱۲۰)۔

## شیعی مسلک :

مذکورہ مسئلے میں فقہاء شیعہ کے تین قول منقول ہیں۔ اول یہ کہ

- 
- (۱۱۸) ابن اسحاق . المہذب . محولہ بالا . ج ۱ . ص ۳۸۸  
 معنی المحتاج . محولہ بالا . ج ۲ . ص ۴۰۵  
 نہایۃ المحتاج . مطبوعہ مصر : ج ۵۵ . ص ۲۱۱  
 ابن قدامہ مقدسی . المفتح . محولہ بالا . ج ۲ . ص ۲۱۴  
 ابوالبرکات . مجدالدین . المحرر . محولہ بالا . ج ۱ . ص ۳۶۶  
 ابن حزم . المحلی . محولہ بالا . ج ۶ . ص ۱۲۰

تمام شرکاء شفعاء کو ان کی تعداد کے اعتبار سے شفعہ کا حق حاصل ہوگا جیسا کہ احناف کا مسلک ہے۔ دوسرا یہ کہ آراضی (جائداد غیر منقولہ میں) شفعاء کی تعداد کے مطابق عمل کیا جائے گا، لیکن اشیاء منقولہ میں محض ایک شفعہ کو شفعہ کا حق حاصل ہوگا۔ تیسرا یہ کہ ہر منقولہ و غیر منقولہ شیء میں متعدد شفعہ موجود ہونے کی صورت میں محض کسی ایک شفعہ کو شفعہ کا حق حاصل ہوگا۔ اس آخری قول کو فقہ امامیہ میں ترجیح دی گئی ہے۔ (۱۱۱) علامہ حلی نے ان مختلف اقوال اور تیسرے قول کے اطہر ہونے کی کوئی دلیل بیان نہیں کی تاہم علامہ حلی نے ایک سے زائد شفعاء کے موجود ہونے کی صورت میں اپنی کتاب شرائع الاسلام میں متعدد فروعی مسائل بھی بیان کرے ہیں، جن کو اصل کتاب میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

## پاکستانی قانون :

راتج الوقت قانون - پنجاب شفعہ ایکٹ مجریہ ۱۹۱۳ء کے تحت شفعاء کے حصص کی مقدار کا اعتبار کیا جاتا ہے، ان کی تعداد کا کوئی لحاظ نہیں ہے۔

مزید برآں، دفعہ ۱۳ ایکٹ مذکور میں اس امر کی صراحت کی گئی ہے کہ ایکٹ مذکور کے احکام کے مطابق شفعہ کسی طبقے یا گروہ اشخاص کو عطا ہو تو اس حق شفعہ کو ایسے طبقے یا گروہ کے تمام ارکان مشترک طور پر بروئے کار لائیں گے اور اگر مشترک طور پر بروئے کار نہ لایا جائے تو ان میں سے کوئی دو یا دو سے زیادہ اشخاص مشترک طور پر بروئے کار لائیں گے اور اگر ان میں سے کوئی دو یا دو سے زیادہ اشخاص بروئے کار نہ لائیں تو وہ سب منفرداً بروئے کار لائیں گے۔

عدالتی نظائر - الم آباد ہائی کورٹ نے مقدمہ قربان حسین بنام

(۱۲۱) العفی . علامہ . شرائع الاسلام . محولہ بالا . ج ۲ . ص ۱۶۰



چھوٹی (الہ آباد، جلد ۲۲، ص ۱۰۲، الہ آباد ویکلی نوٹس، ج ۱۲، ص ۳۳) قرار دیا کہ فقہ امامیہ کے تحت صرف ایک شفع شریک کو حق شفعہ حاصل ہوتا ہے۔ اگر جائداد دو سے زائد شرکاء کی ملک ہو تو کسی کو حق شفعہ حاصل نہ ہوگا۔

حسب ذیل مقدمات میں بھی یہی قرار دیا گیا کہ شیعہ مسلمان کی طرف جائداد کی بیع ہونے پر کوئی حق شفعہ پیدا نہیں ہوتا جب کہ ایسی جائداد کے دو یا دو سے زیادہ حصے دار ہوں۔ (۱۳۳)

جسٹس سید امیرعلی مرحوم کی رائے میں یہ فیصلہ اس بنا پر درست نہیں معلوم ہوتا کہ ہندوستان میں سنیوں کے قانون شفعہ پر عمل ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں ایسی صورت میں شیعوں کا قانون شفعہ واضح نہیں ہے۔

۳۱۶ - جب کہ حق شفعہ میں شرکاء حقوق کے چند اقسام جمع ہو جائیں تو شرکاء خاص کو شرکاء عام پر فضیلت حاصل ہوگی۔

شرکاء حقوق کے چند اقسام کا اجتماع

مثال :- (۱) دو باغوں کو ایک ایسی چھوٹی نالی یا نالے سے سیراب کیا جاتا ہے جو چھوٹی نہر سے نکال لی گئی تھی، اب ان باغوں میں سے ایک باغ فروخت کیا گیا تو حق شفعہ اس چھوٹی نالی کے شریک کو نہر کے شرکاء سے پہلے حاصل ہوگا لیکن جن باغوں کو چھوٹی نہر سے سیراب کیا جا رہا ہو اگر ان میں سے کوئی باغ فروخت ہوا تو اس باغ میبے

(۱۳۲) حسین بخش بنام ایم محفوظ الحق (انڈین کیسیز، ج ۸۸، ص ۹۴)

ظائر ہند، ج ۸۸، ص ۱۲۹۸)

رضی الدین بنام رکھویر برساد (انڈین کیسیز، ج ۳۶، ص ۸۲)

سایس علی بنام سیتا رام (انڈین کیسیز، ج ۱۲، ص ۲۲۹)

عباس علی بنام مایا رام (الہ آباد، ج ۱۲، ص ۲۲۹)

میں چھوٹی نالی یا نالی کے اور باقی نہر سے سیرابی کے تمام شرکاء کو برابر کا حق شفعہ حاصل ہوگا۔

(۲) ایک کوچہ غیر نافذہ میں سے دوسرا کوچہ غیر نافذہ نکل رہا ہے اس دوسرے کوچہ غیر نافذہ کے اندر مکان فروخت ہونے پر محض اسی کوچہ کے رہنے والوں کو شفعہ کا حق اولاً حاصل ہوگا اور اگر اول کوچے میں کوئی مکان فروخت ہوا تو ہر دو کوچے کے رہنے والوں کو برابر کا حق حاصل ہوگا۔

### تشریح

احناف کی کتب فقہ میں ایک کوچہ غیر نافذہ سے دوسرے کوچہ غیر نافذہ کے موجود ہونے کی صورت میں تین شکلیں بیان کی گئی ہیں :

(اول) یہ کہ یہ دوسرا کوچہ غیر نافذہ مستطیل یعنی لمبائی میں اندر تک چلا گیا ہو ،

(دوم) یہ کہ دوسرا کوچہ غیر نافذہ مربع (چوکور) صورت کا ہو ، ان دونوں صورتوں میں دفعہ ہذا کے بموجب یہی حکم جاری ہوگا کہ دوسرے کوچہ غیر نافذہ میں مکان فروخت ہونے کی صورت میں اولاً اسی کوچہ کے رہنے والوں کو شفعہ کا حق حاصل ہوگا اور اول کوچے میں فروخت ہونے والے مکان میں دونوں کوچوں کے ساکنوں کو برابر کا حق حاصل ہوگا۔

(سوم) یہ کہ دوسرا کوچہ کمان کی طرح دائرے میں ہو ، ایسی صورت میں اول کوچہ غیر نافذہ کے رہنے والے اور دوسرے کوچہ

کے رہنے والے حق شفعہ میں برابر کے شریک ہوں گے ، کسی کو کسی پر فوقیت حاصل نہ ہوگی اس لئے کہ اس گولائی کی بناء پر یہ دوسرا کوچہ مستقل کوچہ نہ ہوگا بلکہ گولائی دونوں کے حق میں وسطی میدان کا درجہ رکھے گی ۔ ۱۱۳

اسی طرح چھوٹی نہر سے چھوٹی نالی کے مسئلے کو بھی قیاس کیا جائے گا کہ اگر ایک خاص چھوٹی نہر سے ایک چھوٹی نالی نکالی گئی ۔ کچھ لوگ تو اس نہر خاص سے اپنے باغوں کی سیرابی کرتے ہوں اور کچھ لوگ چھوٹی نالی سے ، اب اگر نالی سے سیراب کرنے والوں کا باغ یا کھیت فروخت ہوا تو شفعہ کا حق اس نالی سے سیراب کرنے والے شرکاء کو اولاً حاصل ہوگا اور اگر نہر خاص سے سیرابی کرنے والوں کا کوئی باغ یا کھیت (آراضی) فروخت ہو تو اس میں دونوں کو شفعہ کا حق حاصل ہوگا ۔

### چند خاص مسائل :

(۱) ایک ایسا مکان فروخت ہوا جس کے دو کوچوں میں دروازے تھے اس صورت میں یہ دیکھنا ہوگا کہ آیا یہ مکان قدیم سے ایسا ہی تھا یا یہ کہ ابتدا میں دو مکان تھے ، ایک کا دروازہ ایک کوچے میں تھا اور دوسرے کا دروازہ دوسرے کوچے میں ۔ اس کے بعد صاحب مکان نے درمیان کی دیوار علاحدہ کر کے دونوں کو ایک مکان کر لیا تھا ۔ اگر پہلی صورت ہو یعنی قدیم سے وہ ایک مکان تھا تو اس مکان کی فروخت کی صورت میں دونوں کوچے والوں کو شفعہ کا حق حاصل ہوگا ، کسی کو کسی پر فوقیت حاصل نہ ہوگی ۔ اور اگر دوسری صورت واقع ہوئی ہے تو محض اس کوچے کے رہنے والوں کو شفعہ کا حق حاصل ہوگا

(۱۱۳) ابن عابدین ، ردالمحتار ، محرمہ بالا ، ج ۵ ، ص ۵۰۰

برہان الدین مرغینانی ، ہدایہ ، کراچی : قرآن محل ، ج ۳ ، ص ۳۹۱

الکاسانی ، بدائع الصنائع ، محرمہ بالا ، ج ۵ ، ص ۹ - ۸

جس میں اس مکان کا دروازہ واقع ہے۔ یعنی ابتدا میں دو مکان تھے اور ایک کا دروازہ ایک کوچے میں اور دوسرے کا دوسرے میں۔ دوسرے کوچے والوں کو اس حصے میں شفعہ کا حق حاصل نہ ہوگا۔

(۲) ایک بڑی آراضی چند اشخاص میں مشترک تھی ان شرکاء نے مشترک راستہ چھوڑ کر آراضی کی باہم تقسیم کر لی، راستہ گزرنے میں سب شریک رہے اور راستہ نافذہ تھا، پھر اس راستے کے دونوں جانب ان لوگوں نے اپنے اپنے مکان اپنی اپنی آراضی پر تعمیر کر لئے۔ اور دروازے اسی راستے میں رکھے اب اگر ان میں سے کوئی مکان فروخت ہوا تو تمام ساکنین کو اس مکان میں برابر کا حق شفعہ حاصل ہوگا۔ خواہ ان لوگوں نے یہ راستہ شارع عام ہی کیوں نہ قرار دے لیا ہو۔

(۳) ایک کوچہ غیر نافذہ میں ایک شخص نے اولاً ایک مکان خریدا پھر اسی میں دوسرا مکان خریدا تو اول مکان کی فروخت کے وقت تمام ساکنین کوچہ کو شفعہ کا حق حاصل ہوگا اور دوسرے مکان میں خود خریدار ہذا کو بھی دیگر ساکنین کے ہم راہ شفعہ کا حق حاصل ہوگا، کیوں کہ دوسرے مکان کی خریداری کے وقت وہ بھی شفعہ قرار پا گیا تھا (۱۲۳)

(۴) خاص نہر کے شریک کو اس شخص پر جس کی آراضی میں نہر جاری ہے حق شفعہ میں اولیت حاصل ہوگی۔ (۱۲۵)

۳۱۶۔ راستے کے حق کا شریک پانی بہنے کے حق کے شریک سے حق شفعہ میں مقدم ہوگا :

مثال :- اگر کوئی ایسا مکان فروخت ہو جس کے پانی بہنے کے حق میں ایک شخص شریک ہے، اور دوسرا شخص اس کے راستے میں شریک ہے تو راستہ کے شریک کو پانی بہنے کے شریک پر حق شفعہ میں فوقیت حاصل ہوگی۔

شریک فی الطريق  
مقدم ہے شریک فی  
السیل پر

(۱۲۴) فتاویٰ عالمگیری۔ دیوبند۔ المباح: ج ۴، ص ۷

(۱۲۵) فتاویٰ عالمگیری۔ محولہ بالا ج ۴، ص ۷

## تشریح

## حنفی مسلک :

الردالمنتقى میں بحوالہ برجندی نقل کیا گیا ہے کہ راستے کے شریک کو پانی بہنے کے حق کے شریک پر فوقیت حاصل ہوگی۔ (۱۱۳) اسی طرح فناوی عالم گیری میں بحوالہ محیط نقل کیا گیا ہے کہ اگر پانی بہنے کے حق کے شریک کی شرکت آراضی میں نہیں ہے تو راستے کا شریک اس کے مقابلے میں حق شفعہ میں مقدم ہوگا۔ لیکن پانی بہنے کے حق کے شریک کو اگر اس کی آراضی میں بھی شرکت حاصل ہے تو اب یہ راستے کے شریک پر مقدم ہوگا۔ (۱۱۴) کیوں کہ آراضی میں شریک ہونے کی بناء پر درجہ اول کا شفعہ قرار پانے گا۔

## دیگر مذاہب فقہ :

چونکہ ہر سہ اہل سنت مالکی ، شافعی و حنبلی شرکت حقوق کو شفعہ کے حق کا سبب نہیں قرار دیتے لہذا ان کی کتب فقہ میں یہ تفریعات موجود نہیں ہیں۔ ظاہر ہے اور امامیہ اگرچہ ایک اعتبار سے شرکت حقوق کے قائل نظر آتے ہیں لیکن راقم الحروف کو ان کی زیر مطالعہ کتب میں تفریعات نہیں ملیں۔

۳۱۸ - دوکان ، سرائے ، کٹہرہ ، دھرم سالہ ، مسجد ، یا ایسی وہ عمارات جو رفاہ عام یا مذہبی امور کی انجام دہی کے لئے وقف ہوں حق شفعہ کے اطلاق سے مستثنی ہونگی۔

بعض عمارات کی  
سینت کونسی حق  
سے حاصل نہ ہوگا

## تشریح

سرائے ، کٹہرہ ، مسجد ، دھرم سالہ ، گرجاگھر یا ایسی قسم کی دیگر

(۱۱۳) الردالمنتقى بر حاشیہ مجمع الانہر . معولہ بالا ج ۲ ص ۳۴۲

(۱۱۴) ایضاً ج ۲ ص ۳۴۲

فناوی عالم گیری . معولہ بالا ج ۳ ص ۶

عمارتیں جو رفاہ عام یا مذہبی امور کی انجام دہی کے لئے وقف ہوں خواہ قصیدے میں ہوں یا گاؤں میں مستثنیٰ ہیں۔

### نوعیت کا تعین :

بم وقت فروخت جائداد جس طریق پر استعمال کی جا رہی ہو اس سے اس کی نوعیت کا تعین کیا جا سکتا ہے۔ (۱۱۸) اس سلسلے میں دیگر فیصلے کن عناصر حسب ذیل ہیں :-

(۱) جائداد کی نوعیت جسے ابتداً تعمیر کیا گیا اور استعمال کیا گیا۔

(۱۰۸ ، پنجاب ریکارڈ ، ۱۸۹۵)

(۲) بم وقت ضرورت استعمال کی غرض (۲ لاہور ، ۳۳۳)

(۳) جائداد کا محل وقوع (۶ ، لاہور ، ۳۵۹)

(۴) عمارت کی ظاہری ساخت (۶ لاہور ، ۳۵۹)

### دوکان و مسجد کے لئے آراضی مشفوع ہو سکتی ہے :

اگرچہ دوکان یا مسجد حق شفعہ سے مستثنیٰ ہیں لیکن آراضی جو ایسی عمارت کی تعمیر کے لئے فروخت کی گئی ہو قابل شفعہ ہے۔ (۱۱۹) البتہ اگر آراضی کو مسجد کے لئے وقف کر دیا گیا ہو تو پھر ایسی آراضی مشفوع نہیں ہو سکتی۔

### دوکان مشفوعہ بم ہو سکتی ہے :

دوکان اگرچہ مشفوعہ بننے کی صلاحیت از روئے قانون موجود نہیں رکھتی ، لیکن مشفوعہ بم بننے کی ممانعت نہیں ہے۔ چنانچہ شفعہ کے ذریعہ ایک دوکان حاصل نہیں کی جا سکتی لیکن رائج الوقت قانون کی متعلقہ دفعہ بم نہیں کہتی کہ کسی دوکان وغیرہ کا قبضہ مالکانہ دیگر

(۱۲۸) ۱۷۱ انڈین کیسز ، ۱۱۵

(۱۲۹) ۳۳ بحاب ریکارڈ ، ۲۱۲

جائداد کا شفعہ کرنے کے لئے اہلیت نہیں رکھتا۔ (۱۳۰)

### مسجد مشفوعہ نہیں ہو سکتی :

مقدمہ مندرجہ ۵۹ پنجاب ریکاڈ ۱۹۱۳ء میں قرار دیا گیا کہ ایک مسجد کا متولی اس جائداد کی نسبت جو مسجد سے متصل ہو ادارے کی جانب سے حق شفعہ کا اہل ہے۔ چونکہ فقہ اسلامی میں مسجد نہ مشفوعہ ہو سکتی ہے اور نہ مشفوعہ سے بننے کی صلاحیت رکھتی ہے اس لئے یہ فیصلہ شرع اسلام کے خلاف ہے۔

### دکان کی تعریف :

رائج الوقت قانون ، پنجاب شفعہ ایکٹ میں دکان کی تعریف نہیں کی گئی لیکن یہ مقدمہ مندرجہ ۱۹۲۷ء ، لاہور ، ۳۲۸ دکان اس عمارت کو قرار دیا گیا جو ابتداً سامان خریدنے اور فروخت کرنے کے لئے مستعمل ہو۔ یہ سوال کہ کوئی تعمیر دکان ہے یا نہیں ، مقدمہ کی تمام متعلقہ صورتوں کو دیکھ کر طے کیا جانا چاہئے۔ دکان کے فروخت کئے جانے کی صورت میں اس میں حق شفعہ نہیں ہوتا۔ (۱۳۱)

### ایک سے زائد مقاصد کے لئے استعمال :

جب کوئی جائداد ایک سے زائد مقاصد کے لئے مثلاً جزء بطور دکان اور جزء بطور رہائشی گھر استعمال ہوتی ہو تو جس طور پر زیادہ استعمال ہوتی ہو وہ اس کا اصل یا ابتدائی استعمال متصور ہوگا۔ (۱۳۲) بازار میں دکان کو گھر نہیں کہا جا سکتا خواہ اس کی بالائی منزل بھی ہو ، جس میں خوراک پکانی

(۱۳۰) ۸۰ پنجاب ریکاڈ ، ۱۹۱۱

(۱۳۱) غلام احمد خان بنام قطب الدین (بی ایل ٹی ، ۱۹۶۰ء ، لاہور ، ص ۳۶۱)

اے آئی آر ، ۱۹۲۵ء ، لاہور ، ۲۵۲

اے آئی آر ، ۱۹۳۳ء ، الہ آباد ، ص ۲۵۷

اے آئی آر ، ۱۹۲۶ء ، ناگپور ، ص ۲۸۱

اے آئی آر ، ۱۹۲۵ء ، لاہور ، ص ۵۳۳

(۱۳۲) ۳ لاہور ، ۳۳۳

جاتی ہو اور اسے بطور رہائش استعمال کیا جانا ہو، لیکن جہاں عمارت کا عقبی حصہ بطور رہائش گاہ اور سامنے کا حصہ درزی کی دوکان کے طور پر استعمال ہوتا تھا تو قرار دیا گیا کہ یہ ایک دوکان نہیں تھی کیوں کہ زیادہ تر حصہ رہائش کے لئے استعمال ہوتا تھا۔ (راقم الحروف کے نزدیک موجودہ دور میں جبکہ عمارتوں کی تعمیر اس طرح کی گئی ہو کہ زیریں منزل بطور دوکان اور بالائی منزل بطور فلیٹ بغرض رہائش تعمیر کی گئی ہوں اور مستعمل ہوں تو رہائشی فلیٹوں میں حق شفعہ ہونا چاہئے)۔

### اسٹور یا گودام :

بازار میں اسٹور یا گودام ایک دوکان ہو سکتی ہے لیکن رہائشی مکانات کے درمیان انہیں عمارتوں کو گھر تصور کیا جائے گا۔ (۱۳۳۱ء)

### کٹھرے کی تعریف :

کٹھرے کی تعریف قانون میں نہیں کی گئی البتہ یہ مقدمہ مندرجہ ۳۶ پنجاب ریکاڈ ۱۸۸۸ء کہا گیا کہ کٹھرہ عمارت کا وہ بلاک ہے جو زیادہ تر تجارتی اغراض کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اور جس کے بڑے بڑے کمرے بطور دوکان (گودام اور کاروبار) استعمال ہوتے ہیں۔

### سرائے :

سرائے کی تعریف خود قانون شفعہ میں نہیں کی گئی، لیکن ۱ انڈین کیسیز صفحہ ۱۴۵ میں قرار دیا گیا ہے کہ سرائے عام طور پر ایک بڑی عمارت ہوتی ہے جو مسافروں کو عارضی طور پر کرایے پر دی جاتی ہے۔ (۱۳۳۱ء) لیکن ایک رہائشی عمارت محض اس وجہ سے سرائے نہیں بن جاتی کہ مالک نے اس کے بعض کمرے مسافروں کو کرائے پر دے رکھے ہیں۔ (۱۳۵۰ء)

(۱۳۳) اے آئی آر . ۱۹۲۵ . لاہور . ص ۵۳۳

(۱۳۴) ۱۳۱ انڈین کیسیز . ۱۳۵

(۱۳۵) ۶ لاہور . ص ۲۵۹



دوسرا باب

# شرائط شفعہ

## دوسرا - باب

# شرائط شفع

۳۱۹ - بم متابعت احکام مندرجہ دفعات ۳۱۸ ، ۳۲۰ جائداد مشفوعہ کے  
شرفہ ہونے کی شرط  
لئے یہ شرط ہوگی کہ وہ بانع کی مملوکہ غیر منقولہ  
جائداد ہو ۔

### تشریح

### جائداد غیر منقولہ :

اس اصطلاح کی تعریف ایکٹ عبارات عامہ مغربی پاکستان نمبر ۶ ،  
۱۹۵۶ء میں حسب ذیل الفاظ میں بیان کی گئی ہے :

”آراضی اور منافع جو آراضی سے پیدا ہوں اور وہ اشیاء جو زمین سے  
ملحق ہوں یا ایسی شے کے ساتھ بالاستحکام بیوستہ ہوں جو  
زمین سے ملحق ہو۔“

حسب ذیل اشیاء کو جائداد غیر منقولہ قرار دیا گیا ہے :

- ۱ - عمارت کا صحن ،
  - ۲ - دکان ، مسجد ، مندر ، دھرم شالہ ،
  - ۳ - کارخانے میں نصب شدہ مشینری ، اور
  - ۳ - آراضی میں مرتہن کے حقوق -
- حسب ذیل اشیاء کو غیر منقولہ قرار نہیں دیا گیا :

- ۱۔ درختوں میں پٹے دار کے حقوق نہ کہ خود درختان ،  
 ۲۔ ڈگری حق شفعہ -

## حنفی مسلک :

الدر المختار اور رد المحتار میں شفعہ کی شرط میں کہا گیا ہے کہ محل شفعہ عقار ہو ، ردالمحتار نے عقار کی تفسیر میں کہا ہے کہ یعنی غیر منقولہ شیء ہو۔ اس کی مثال میں کہا گیا کہ جیسے باغ ، چکی ، کنواں ، بالاخانہ ، حمام ، نہر ، ان مثالوں سے تعریف کا استخراج ہوتا ہے۔<sup>(۱)</sup> موجودہ قانون کی جو تعریف نقل کی گئی ہے وہ کتب فقہ کے مسائل سے مستخرج و منقح ہے سوائے (نمبر ۴) کے۔<sup>(۲)</sup> آراضی میں مرتہن کے حقوق ، جائداد غیر منقولہ کی تعریف میں از روئے فقہ اسلامی داخل نہیں۔

## دیہی جائداد غیر منقولہ :

دیہی رقبہ کی حدود کے اندر ہر ایک غیر منقولہ جائداد جو زرعی آراضی نہ ہو دیہی غیر منقولہ جائداد ہے۔ دیہہ سے عام طور پر وہ رقبہ مراد ہوتا ہے جس پر ایسی جماعت یا اشخاص قابض ہوں جن کا دار و مدار زراعت پر ہو۔

## شہری جائداد غیر منقولہ :

اس سے کسی قصبے کی حدود کے اندر غیر منقولہ جائداد مراد ہے ماسواہ زرعی آراضی کے۔

(۱) فقہاء کا قاعدہ ہے کہ جہاں مثالوں سے تعریف واضح ہو تو تعریف مستقلاً (علیحدہ سے) نہیں کیا کرتے۔

(۲) ابن عابدین (م ۱۲۵۲ھ) ، ردالمحتار ، مصر : ۱۳۲۳ھ ، ج ۵ ، ص ۱۸۸ و ۲۰۶

قصے سے مراد وہ رقبہ ہے جس پر رہائش رکھنے والے لوگ ایسے ہوں جو زیادہ تر تجارت پر انحصار رکھتے ہوں اور زراعت کے مشترکہ مفاد کے ذریعہ بابت نہ ہوں۔ (۴) اگر کوئی مقام ایسے اشخاص کے قبضے میں ہو جو زیادہ تر تجارتی کام کرتے ہوں تو ایسے رقبہ جات دیہی رقبہ جات نہیں رہتے بلکہ قصبات کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ (۵)

جانداد مشفوعہ کا غیر منقولہ ہونا ضروری ہے، لہذا جہازوں، کشتیوں اور دیگر اشیاء منقولہ میں حق شفعہ ثابت نہیں ہوتا۔ جو آراضی حکومت کی ملکیت ہو اس آراضی کی بیع میں بھی حق شفعہ نہیں ہوتا لیکن جو آراضی کسی مزارع کی ملکیت ہو اس میں شفعہ کا حق ثابت ہوگا، بشرطہ کہ شفعہ کے موجبات میں سے کوئی موجب موجود ہو۔

جو منقولہ اشیاء غیر منقولہ جانداد میں قائم یا نصب ہوں ان میں آراضی کی متابعت میں شفعہ کا حق حاصل ہوگا، کیونکہ وہ آراضی مشفوعہ سے متعلق ہوتی ہیں۔ ان اشیاء میں علاحدہ شفعہ نہیں کیا جا سکتا۔ مثلاً کسی عمارت میں مشینری نصب ہو تو اس عمارت میں مع مشینری حق شفعہ حاصل ہوگا۔ چنانچہ احناف کے نزدیک ہر منقولہ شیء جو آراضی سے ملحق ہو خواہ قابل تقسیم ہو یا نہ ہو غیر منقولہ جانداد کے تابع ہو کر قابل شفعہ ہوگی۔ امام شافعی کا اس مسئلے میں احناف سے اختلاف ہے۔ (۶) بموجب حدیث نبوی لا شفعة فی ربع او حائط امام شافعی کے نزدیک ناقابل تقسیم جانداد میں حق شفعہ نہیں، جیسا کہ گزر چکا۔

## مالکی مسلک :

(۴) ۵۵ اذین کیسر، ص ۵۲۰

(۵) اے آنی آر، ۱۹۲۳، ص ۶۷، ص ۶۶۲

(۶) داماد آمدی (م ۱۰۷۸ھ)، مجمع الانہر، مصر، ۱۳۲۷ھ، ج ۲، ص ۳۸۰

مالکی فقہاء کے نزدیک آراضی، مکان، درخت بغیر آراضی، بھل بلا آراضی، میں حق شفعہ حاصل ہوتا ہے، ان کے سوا دیگر اشیاء منقولہ میں حق شفعہ نہیں ہوتا۔ مالکی فقہ کی مشہور و مستند کتاب مدونۃ الکبریٰ میں لکھا ہے کہ جس باغ یا آراضی میں چشمہ یا کنواں واقع ہو اگر اس باغ یا آراضی کے حصے کو کسی شریک نے فروخت کیا اور آراضی و درختوں کو باہم تقسیم کر لیا لیکن چشمہ یا کنواں بدستور مشترک رہا اس کے بعد اس شریک نے صرف چشمہ یا کنواں کا اپنا حصہ فروخت کیا تو اس حصے میں شفیع کو شفعہ کا حق حاصل نہ ہوگا۔ لیکن اگر آراضی و درختوں کو تقسیم نہ کیا گیا تھا اور چشمہ یا کنوئیں کے حصے کی بیع کی گئی تو اس حالت میں شفیع کو چشمہ یا کنوئیں کے اس حصے میں شفعہ کا حق حاصل ہوگا۔<sup>(۱)</sup>

اس کی بنیاد مالکیہ کے اسی اصول پر ہے کہ شریک ملکیت کو شفعہ کا حق حاصل ہوتا ہے، ہم سایہ کو حاصل نہیں ہوتا۔

### شافعی مسلک :

فقہ شافعی میں بھی منقولی اشیاء میں شفعہ کا حق نہیں دیا گیا ہے جیسا کہ احناف کا مسلک ہے۔<sup>(۲)</sup>

### حنبلی مسلک :

حنابلہ کے نزدیک بھی محض درختوں، حیوانات، عمارت، بھل،

(۱) الامی، جواہر الاکلیل، مصر، ۱۹۳۴ء، ج ۲، ص ۱۵۸

سخنوں، امام، مدونۃ الکبریٰ، مصر: مطبعة السعادة، ۱۳۲۳ھ، ج ۱۳، ص ۱۴

(۲) منی المحتاج، ج ۲، ص ۲۴

ابن رطلی، نہایۃ المحتاج، مطبعة البابی، ۱۹۳۸ء، ج ۵، ص ۱۹۴

ابو اسحاق ابراہیم بن علی بن یوسف ہریروز آبادی التبرازی (۳۴۶ھ)، المہذب، مصر،

اصطی البابی، ۱۹۵۹ء، ج ۱، ص ۲۸۳

کھیتی میں بغیر آراضی کے شفعہ کا حق حاصل نہیں ہوتا . ان حضرات کے نزدیک درخت و کھیتی آراضی کے توابع میں شمار ہوتے ہیں ۔ بالفاظ دیگر قابل تقسیم تمام اشیاء منقولہ میں حناہلہ کے نزدیک شفعہ کا حق حاصل نہیں ہوتا اسی طرح غیر منقولہ جائداد میں جب کہ تقسیم کے بعد حدود متعین کر کے راستہ علاحدہ علاحدہ کر لیا گیا ہو شفعہ کا حق حاصل نہ ہوگا ۔ ایک روایت کے بموجب ہم سایہ اور راستہ کے شریک کو شفعہ کا حق حاصل ہوتا ہے البتہ کسی نہر میں سیرابی کے شریک کو شفعہ کا حق حاصل نہیں ہوتا ۔ اسی طرح جو غیر منقولہ اشیاء ہوں مثلاً کنواں ، راستہ ، صحن (میدان) جو ناقابل تقسیم ہوں ان میں شفعہ کا حق حاصل نہیں ہوتا ۔ (۸)

### ظاہری مسلک :

ظاہری علماء کے نزدیک ہر ایک منقولہ و غیر منقولہ جائداد و شئی میں حق شفعہ واجب ہوگا ، خواہ یہ آراضی ہو یا مکان ، درخت ہوں ، یا پھل یا کبڑہ ، اناج ، یا تلوار ، یا حیوانات وغیرہ ، ان تمام جیسی اشیاء میں حق شفعہ حاصل ہوگا ، بشرطے کہ شرکت ذات مبیعہ میں ہو یا راستہ میں ۔ (۹)

### شیعی مسلک :

فقہاء امامیہ ہر قسم کی غیر منقولہ جائداد میں حق شفعہ واجب ہونے میں فقہاء اہل سنت سے متفق ہیں ۔ ان حضرات کا بیان ہے کہ اگر راستہ یا نہر وغیرہ قابل تقسیم ہیں یعنی تقسیم کے بعد ان کے ہر حصے سے فائدہ حاصل کیا جا سکتا ہے ، تب تو ان میں بھی شفعہ کا حق حاصل ہوگا اور اگر ناقابل تقسیم ہیں تو شفعہ کا حق حاصل نہ ہوگا ۔ اشیاء منقولہ مثلاً کبڑا ۔

(۸) (البرکات . مجدالدین . المحرر فی الفقہ . مصر : ج ۱ . ص ۳۶۵)

ابن عدامہ مقدسی (م ۶۲۰ھ) النفع . مطبعہ سلفیہ . ج ۲ . ص ۲۵۸

(۹) ابن حزم . امام (م ۴۵۶ھ) . المحلی . مصر ماہرہ . ۱۳۳۸ھ . ج ۶ . ص ۱۰۱

آلات صنعت، کشتیاں اور حیوانات کے مسئلے میں شیعہ امامیہ کے دو قول ہیں۔ اول یہ کہ ان میں شفعہ کا حق حاصل ہوتا ہے۔ دوم یہ کہ شفعہ کا حق حاصل نہیں ہوتا۔ دوسرے قول کو قوی قرار دیا گیا ہے۔ درخت یا مکان کی عمارت جب مع آراضی کے فروخت ہو تو آراضی کے اتباع میں ان میں بھی شفعہ کا حق حاصل ہوگا۔ لیکن ان کی علاحدہ مستقلاً بیع میں حاصل نہ ہوگا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ ان کی علاحدہ مستقل بیع کی صورت میں بھی حق شفعہ حاصل ہوگا۔

شیعہ فقہاء کے نزدیک اگر کوئی آراضی تقسیم کر لی گئی لیکن اس کا راستہ مشترک رہا یا نہر سے سیرابی کا حق مشترک رہا اور آراضی کے حصے کو مع راستہ یا حق سیرابی فروخت کیا گیا تو اس کے شریک کو شفعہ کا حق حاصل ہوگا لیکن اگر محض آراضی فروخت کی گئی اس کے ہم راہ راستہ یا حق سیرابی کا حصہ فروخت نہ کیا گیا تو شفعہ کا حق ثابت نہ ہوگا۔ راستہ یا سیرابی کی شرکت اس صورت میں شفعہ کا سبب ہوگی، جب کہ وہ اتنی وسعت رکھتے ہوں کہ تقسیم کے بعد قابل انتفاع رہتے ہوں۔<sup>۱۰۱</sup>

۳۲۰ - یہ شرط ہے کہ شفعہ کی وہ جائداد جس کے ذریعہ اس کو شفعہ کا حق حاصل ہو رہا ہے اس کی اپنی مملوکہ ہو۔

ملکت موج کی شرط

استثناء :- وقف کی آراضی یا جائداد یا حکومت کی آراضی یا جائداد پر کسی کو شفعہ کا حق حاصل نہ ہوگا۔

توضیح :- اگر کوئی مملوکہ آراضی فروخت ہوئی اور اس کی ہم بیانیگی میں وقف کی آراضی (یا جائداد) ہو تو

(۱۰۱) الحلی، علامہ نجم الدین ابی جعفر (۳۴۳ھ)، شرائع الاسلام، بیروت، القسم الرابع، ج ۲، ص ۱۵۹

متولی یا موقوف علیہم کو مبیعہ پر شفعم کا حق حاصل نہ ہوگا۔

## تشریح

### حنفی مسلک :

بدائع الصنائع میں لکھا ہے کہ شفیع اپنی جس جائداد کے ذریعہ شفعم کا مستحق ہوا ہو ضروری ہے کہ وہ اس جائداد کا مالک ہو۔ لہذا جو مکان کرائے پر لیا گیا ہو یا عاریتاً ہو یا مالک نے اس کو وقف کر دیا ہو تو کرایہ دار و صاحب زر یا متولی وقف یا موقوف علیہ کو شفعم کا حق حاصل نہ ہوگا وقف کسی صورت میں خواہ حاکم نے اس جائداد کے وقف ہونے کا حکم دیا ہو یا نہ دیا ہو، اس کے ذریعہ شفعم کا حق پیدا نہ ہوگا۔ (۱۱۱)

اس مسئلے میں ردالمحتار، حاشیہ المخ علامہ رملی سے نقل کر کے کہا گیا ہے کہ وقف کے مسئلے کا حاصل یہ ہے کہ وقف کی دو قسم ہیں ایک وہ وقف جو کسی حالت میں کسی کی ملکیت میں منتقل نہیں ہو سکتا۔ ایسے وقف کی بیع میں شفعم کا اس لئے حق حاصل نہ ہوگا کہ اس کی بیع ہی صحیح نہ ہوگی اور نہ اس وقف کے متولی یا موقوف علیہ کو یہ حق حاصل ہوگا کہ اس کی ہم سائیگی کی بنا پر کسی دوسری جائداد میں شفعم کا دعوا کریں، کیوں کہ لوگ وقف کے مالک نہیں ہوتے۔

دوسری قسم وقف کی وہ ہے جو حکومت میں رجسٹرڈ نہ ہوا ہو۔ ایسا وقف بعض حالات میں قابل تملیک (بیع) ہو جاتا ہے، چنانچہ اس قسم کے وقف کی صورت میں اس وقف کی کسی مملوکہ جائداد و ہم سایہ ہونے کی بنا پر اس کے ذریعے اس جائداد پر شفعم نہ کیا جا سکے گا جب کہ وہ مملوکہ فروخت ہو، لیکن اگر ایسا وقف بذات خود بیع کیا گیا تو چون کہ اس کی بیع

(۱۱۱) الکاسانی، علامہ علاء الدین (۵۸۴ھ)، بدائع الصنائع، مصر، ۱۳۲۸ھ، ج ۵، ص ۱۳



صحیح ہوگی اس لئے اس پر شفعہ کا حق حاصل ہوگا۔ ۱۲۱

## مالکی مسلک :

مالکی فقہاء کے نزدیک بھی متولی وقف یا موقوف علیہم کو ایسی جائداد میں جو جائداد موقوفہ کے متصل کسی شخص کی مملوکہ ہے اس کی بیع کی صورت میں شفعہ کا حق حاصل نہیں ہوتا۔ ۱۲۰

## شافعی مسلک :

المہذب فی الفقہ الشافعی میں موقوفہ جائداد کے متعلق حسب ذیل تفصیل بیان کی گئی ہے :

اگر کل آراضی چند اشخاص پر وقف کی گئی ہو ، تو ان موقوف علیہم میں سے کسی ایک کے اپنے حصے فروخت کرنے کی صورت میں دو قول منقول ہیں - اول یہ کہ شفعہ کا حق دوسرے موقوف علیہم کو حاصل نہ ہوگا کیوں کہ وہ موقوفہ حصص کے مالک نہیں ہوتے - دوسرا یہ کہ شفعہ کا حق حاصل ہوگا ، یہ لوگ اپنے اپنے حصص کے مالک ہوتے ہیں - صاحب المہذب نے ان دونوں قولوں کو بغیر کسی قسم کی ترجیح کے نقل کر دیا ہے۔ ۱۲۱

لیکن معنی المحتاج و نہایۃ المحتاج میں کہا گیا ہے کہ اگر کوئی آراضی ایسی ہو جس کا بعض حصے مملوکہ ہو اور بعض موقوفہ ہو تو غیر موقوفہ مملوکہ کے فروخت ہونے پر متولی وقف کو شفعہ کا حق حاصل ہوگا

(۱۲) ابن عابدین ، ردالمحتار ، محولہ بالا ، ج ۵ ، ص ۱۹۳

(۱۳) الآبی ، خواہر الاکلیل ، محولہ بالا ، ج ۲ ، ص ۱۵۹

(۱۴) ابن سحنان ، المہذب ، محولہ بالا ، ج ۱ ، ص ۲۸۵

۱۱۵۷ معنی اور نہایت ہی اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ ثبوت شفعہ کی روایت صورت مذکورہ بالا میں ماخوذ فی المذہب ہے۔ دوسرے یہ کہ شافعیہ کے نزدیک جس جائداد سے شفعہ کا حق حاصل ہوتا ہے اس جائداد کا شفعہ کی اپنی ملکیت میں ہونا ضروری نہیں کیوں کہ اس روایت کے مطابق متولی وقف کو شفعہ کا حق دیا جانا، باوجود کہ وہ جائداد موقوفہ کا مالک نہیں، محض نگران ہوتا ہے، مذکورہ امر کی دلیل ہے۔

### حنبلہ مسلک :

حنبلہ فقہاء وقف کے مذکورہ مسئلے میں فقہاء مالکی و احناف سے

متفق ہیں - (۱۶۱)

### ظاہری مسلک :

فقہ ظاہری کی زیر مطالعہ کتاب المحلی میں کوئی ایسی تصریح نہ مل سکی، جس سے معلوم ہو کہ موقوفہ کے متولی کو متصلہ مملوکہ مبیعہ جائداد میں شفعہ کا حق حاصل ہوگا یا نہیں۔ البتہ یہ صراحت ملتی ہے کہ مہر میں دی گئی جائداد، کرایہ پر دی گئی جائداد اور ہبہ کی گئی جائداد وغیرہ کی منتقلی کی صورت میں شفعہ کا حق حاصل نہ ہوگا۔ (۱۶۲)

### شیعی مسلک :

فقہ شیعی میں موقوفہ جائداد کے متعلق دو قول منقول ہیں۔ اگر کسی جائداد کا بعض حصہ مملوکہ ہو اور بعض موقوفہ، اگر مملوکہ حصہ فروخت

(۱۶۵) معنی المحتاج . محولہ بالا . ج ۲ . ص ۲۹۸

اس رملی . نہایۃ المحتاج . محولہ بالا . ج ۵ . ص ۱۹۴

(۱۶۶) ابن قدامہ مقدسی . المغنی . محولہ بالا . ج ۲ . ص ۲۲۴

(۱۶۷) لا شفعۃ فی صدق ولا فی احوارہ ولا فی ہبۃ ولا فی غیر ذلک . . . (ابن حرم . المحلی . محولہ

بالا . ج ۶ . ص ۱۰۸)

ہوا تو موقوف علیہ کو شفعہ کا حق حاصل ہے۔ ہوگا کیوں کہ یہ موقوفہ کی مالک نہیں ہوتا اس کے مقابلے میں علامہ مرتضیٰ کے قول سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ان کے قول کے مطابق شفعہ کا حق ثابت ہوگا۔ اس کے قول کو ترجیح دے کر کتاب میں اس کا ذکر نہیں ہے۔

۳۲۱ - (۱) اگر بغیر آراضی کے صرف درختوں یا صرف عمارت کو فروخت کیا گیا تو اس میں شفعہ کا حق نہیں ہوگا۔

(۲) جب کوئی مملوکہ آراضی مع درختوں یا عمارت کے فروخت ہوگی تو شفیع کو کل آراضی و درختوں اور عمارت میں شفعہ کا حق حاصل ہوگا۔ یہ تمام متعلقات اس وقت آراضی کے تابع شمار ہوں گے۔

## تشریح

### حنفی مسلک :

احصاف کے نزدیک جب کوئی آراضی مع درختوں یا اس پر تعمیر شدہ عمارت کے بیع کی جائے تو شفیع کو اس مجموعہ پر شفعہ کا حق حاصل ہوگا۔ کیوں کہ درخت و عمارت آراضی کے نواع شمار ہوتے ہیں لیکر اگر محض درخت یا عمارت اس غرض سے فروخت کیے گئے کہ ان کو کھڑا کر آراضی سے کاٹ لیا جائے گا، یا عمارت کو منہدم کر کے مٹے کو حاصل کر لیا جائے گا تو ایسی صورت میں ان نواع میں شفعہ کا حق حاصل نہیں ہوگا۔ اسی طرح جب آراضی میں کھیتی بھڑی ہو، اگر صرف کھیتی کو کٹ کر بیع کر لیا جائے تو شفعہ ثابت نہیں ہوگا۔ لیکر آراضی کو مع کھیتی فروخت کیا جائے تو شفعہ آراضی شمار ہو کر حق شفعہ میں داخل ہوگی۔ در شفیع

کو مجموعہ میں شفعہ کا حق حاصل ہوگا۔

اگر کوئی ایسی آراضی فروخت ہوئی جس میں چھوٹے چھوٹے درخت تھے، خرید لینے کے بعد یہ درخت بڑے ہو گئے یا کھیتی خریداری کے بعد پختہ ہو گئی، ان صورتوں میں بھی شفعہ کو کل میں شفعہ کا حق حاصل ہوگا۔

اولاً کٹائی کی غرض سے آراضی کے درخت خریدے، بعدہ آراضی بھی خرید لی اور درختوں کو اس آراضی میں قائم رہنے دیا یا اولاً بھل حاصل کر لینے کی غرض سے درخت خریدے یا عمارت کا ملبہ حاصل کرنے کی غرض سے عمارت خریدی۔ اس کے بعد اس کی آراضی بھی خرید لی تو اب شفعہ کو محض آراضی میں شفعہ کا حق حاصل ہوگا۔ (۱۱)

احناف کے نزدیک درخت یا صرف عمارت، آراضی کے بغیر، اشیاء منقولہ میں داخل ہیں جیسا کہ الدر المختار کی عبارت سے ظاہر ہوتا ہے۔ (۱۰)

## شافعی مسلک :

فقہ شافعی میں اس موقع پر مزید یہ تفصیل بھی بیان کی گئی ہے کہ جب آراضی یا مکان کی بیع درخت و عمارت کے ذکر سے مطلق ہو یعنی ان کا کوئی ذکر نہ ہو تو ایسی صورت میں حق شفعہ میں وہ تمام اشیاء شامل ہوں گی جو عرفاً آراضی یا مکان کی تابع خیال کی جاتی ہوں۔ لیکن جو اشیاء باوجود توابع ہونے کے ایسی حالت کو پہنچ جائیں کہ عرف میں بغیر ذکر کے بیع میں شامل نہ ہوتی ہوں تو ایسی اشیاء شفعہ کے مطالبے میں شامل نہ ہوں گی مثلاً

(۱۱) السرحی (۳۸۲ھ) . الموسط . مصر : السعاده . ج ۱۳ . ص ۱۴۴

(۱۲) ولعله ان الساء فی ما ذکر لیس له حق الشفاء علی الدوام بل ہو علی سرف الروال الح ..

(علاء الدین حصکفی (۱۰۸۸ھ) . الدر المختار بر حاشیہ رد المحتار . مصر مطبعہ

السعاده . ۱۳۲۳ھ . ج ۵ . ص ۱۸۹

مکان میں لگی ہوئی کواڑ کی جوڑیاں، الماریاں، قفل، کنویں پر لگا ہوا چرخہ، ڈول، وغیرہ اشیاء مکان کے توابع ہوتی ہیں یا درختوں پر خام بھل تابع شمار ہوتے ہیں اور بدون ذکر بیع میں شامل ہیں۔ لیکن وہ بھل، جو بختم ہونے کے بعد توڑ لینے کے قابل ہو چکا تھا یا بے تو خواہ یہ بختگی مطالبہ شفعہ سے قبل ہوئی تھی یا بعد ہوئی ہو، بغیر ذکر بیع میں داخل نہیں ہوں گے، اس لئے حق شفعہ میں بھی داخل نہ ہوں گے۔ ایک دوسرا قول یہ بھی ہے کہ ایسے بھل بھی شفعہ میں داخل ہوں گے۔ (۲۱) راقم الحروف کے نزدیک یہ امور عرف (Custom) کے تابع ہیں لہذا جس جگہ جیسا دستور ہوگا، ویسا ہی عمل کیا جانا چاہئے۔

۳۲۲ - شفعہ کا حق شفیع کو اس وقت حاصل ہوگا جب کہ کوئی جائداد بذریعہ عقد بیع قطعی طور پر منتقل کی گئی ہو۔

منتقلی بذریعہ بیع سے  
حق شفعہ پیدا ہوگا

## تشریح

### حنفی مسلک :

بیع کے عقد یا اس کے مشابہ عقد جس میں بیع کی مثل مال کا تبادلہ مال سے ہو ایسے عقود کے ذریعہ جائداد کی منتقلی میں شفیع کو شفعہ کا حق حاصل ہوگا، چنانچہ اگر ایک جائداد کو دوسری جائداد کے عوض فروخت کیا گیا ہو تو یہ معاوضہ مال بمال ہوگا اب اگر دونوں جائدادوں کے شفیع موجود ہوں تو دونوں پر ان کے شفعاء کو شفعہ کا حق حاصل ہوگا۔ (۲۱)

اگر کسی شخص نے اپنی جائداد کسی دوسرے شخص کو بیع کی اور

(۲۱) ابن اسحاق، المہذب، محولہ بالا، ج اول، ص ۳۸۳

المنہج المحتاج، محولہ بالا، ج ۲، ص ۲۹۶

(۲۲) ابن عابدین، ردالمحتار، محولہ بالا، ج ۵، ص ۲۰۶

اس کے عوض کوئی مال حاصل کرنا شرط کیا جو کہ ہمہ بشرط عوض کہلاتا ہے یا کسی شخص نے کسی پر اپنے کسی حق مال کا دعوا کیا اور مدعا علیہ نے اپنی جائداد کے عوض اس حق سے صلح کر لی تو احناف کے نزدیک صلح میں دی گئی جائداد میں شفعم کو شفعم کا حق حاصل ہوگا ، کیوں کہ یہ جائداد مدعی کے حق مال کا معاوضہ ہوگی ، خواہ صلح اقراری ہو یا صلح انکاری ہو : یعنی مدعا علیہ نے مدعی کے حق کا اقرار کرتے ہوئے اس کے حق کی ادائیگی میں اپنی جائداد دی ہو یا مدعا علیہ نے مدعی کے حق کا انکار کرتے ہوئے صلح کا طریقہ اختیار کر کے مدعی کے زعم کے مطابق اس کے حق کی ادائیگی اپنی جائداد دینے کے ذریعے کی ہو۔ اسی طرح اگر ایک شخص نے مکان کی ملکیت کا دعوا کیا اور پھر مدعا علیہ سے نقد رقم کے عوض صلح کر لی اگر یہ صلح بصورت اقرار ہوگی تو شفعم کو مکان میں شفعم کا حق حاصل ہوگا ، لیکن اگر یہ صلح انکار کی صورت میں ہوئی ہو تو اب شفعم کو شفعم کا حق حاصل نہ ہوگا ، اس کی وجہ یہ ہے کہ منکر اپنے انکار کی بنیاد پر مکان کو اپنی ملکیت قرار دے رہا ہے اور مال فدیہ کو اپنے حلف کا فدیہ تصور کرتا ہے ، نہ کہ جائداد کی قیمت ، لہذا یہ عقد معاوضہ مال بعمال نہ قرار پائے گا ۔ (۱۳۱)

**فسخ یا اقالہ کی صورت میں حق شفعم :**

**حنفی مسلک :**

ردالمحتار میں لکھا ہے کہ جب بیع کے علم پر شفعم سفعہ ترک کر دے ، اس کے بعد یہ مشتری بائع کو مشفوعہ واپس کر دے تو اگر یہ واسی کا طریقہ ایسا ہے جس کو ہر حالت میں بیع کا فسخ کہا جا سکتا ہے ، جیسا کہ خیبار شرط ، خیبار رویت یا خیبار عیب کی بنا پر ، قبضہ سے پہلے ، حاکم عدالت

(۲۳) صفحہ ۱۰۱ الدر المختار بر حاشیہ ردالمحتار ، معرولہ ۶۰۷ ج ۵ ص ۲۰۱

کے حکم کے قبل یا بعد واپس کیا گیا ہو، یا قبضہ کر لینے کے بعد بحکم حاکم واپس کیا گیا ہو تو ان حالات میں شفیع کو شفعہ کا جدید حق حاصل نہ ہوگا لیکن اگر جائداد کی واپسی ایسے طریق سے ہوئی ہو جس کو تیسرے غیر شخص کے حق میں جدید بیع قرار دیا جاتا ہو جیسا کہ قبضہ کر لینے کے بعد حکم حاکم کے بغیر واپس کیا یا اول بیع کا اقالہ (۱۳۰) کیا تو ان حالات میں شفیع کو جدید حق شفعہ حاصل ہو جائے گا۔ (۱۲۵)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ شفیع کا بمقابلہ بائع سہادت کے ذریعہ بیع کو ثابت کر دینا یا مطالبہ حلف بر بائع کا حلف سے انکار کر دینا شفیع کے لئے حق شفعہ کا موجب ہو جائے گا، کیوں کہ شفیع بائع کے مقابلے میں مدعی کی مثل ہے۔ (۱۳۱)

الدر المنتقی میں کہا گیا ہے کہ بغیر حکم حاکم کے واپس کرنے سے جب کہ قبضہ کر لیا گیا ہو یا بیع کے اقالہ کی صورت میں واپسی کو جدید بیع تصور کیا جائے گا اور شفیع کو دوبارہ شفعہ کا حق حاصل ہو جائے گا۔ (۱۳۰)

ردالمحتار میں یہ صراحت بھی موجود ہے کہ بیع کا کھول دینا : اقالہ : اس وقت قرار پاتا ہے جب کہ اقالہ کے لفظ سے مبیعہ بائع کو واپس کیا گیا ہو، لیکن اگر یہ کہہ کر واپس کیا گیا کہ میں نے بیع کو فسخ کیا یا اس مبیعہ کو واپس لے لو تو اس صورت میں یہ عمل جدید بیع متصور نہ ہوگا اور شفیع کو دوبارہ شفعہ کا حق حاصل نہ ہوگا۔ (۱۳۱)

## مالکی مسلک :

(۲۳) اقالہ کے معنی کی وضاحت کتاب ہذا کی دفعہ ۳۲۶ کے تحت بیان کی گئی ہے۔

(۲۵) ابن عابدین، ردالمحتار، محولہ بالا، ج ۵، ص ۲۰۶

(۲۶) فتاویٰ عالمگیری، محولہ بالا، ج ۳، ص ۲

(۲۷) الدرالمنقی بر حاشیہ مجمع الانہر، محولہ بالا، ج ۲، ص ۳۸۱

(۲۸) ابن عابدین، ردالمحتار، محولہ بالا، ج ۵، ص ۲۰۸

فقہاء مالکیہ کے نزدیک اگر شفعی نے مشتری سے مال کے معاوضے پر شفعہ کے بارے میں صلح کر لی اور شفعہ ترک کر دیا تو اگر یہ صلح اس وقت کی گئی جب کہ مشتری کے حق میں بیع قطعی ہو چکی تھی تو شفعی کا صلح کر لینا جائز ہوگا اور حق شفعہ باطل ہو جائے گا۔ لیکن اگر یہ صلح بیع قطعی ہونے سے قبل کی گئی تو شفعی کا معاملہ صلح باطل ہوگا اور اس کو بدستور شفعہ کا حق حاصل رہے گا خواہ اس حق کو استعمال کرے یا اس کو ترک کر دے۔ (۳۹۱)

### شافعی مسلک :

عقد صلح کے عوض دی گئی جائداد میں شافعی فقہاء کے نزدیک بھی شفعی کو شفعہ کا حق حاصل ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جب شافعیہ کے نزدیک قتل عمد کی صلح کی صورت میں دی گئی جائداد میں شفعی کو شفعہ کا حق حاصل ہوتا ہے تو دیگر معاملات میں صلح کی صورت میں بھی شفعہ کا حق بطریق اولیٰ حاصل ہوگا۔ ان حضرات کے نزدیک عقد صلح بمعنی عقد بیع ہے جس میں شفعہ کا حق ثابت ہوا کرتا ہے۔ (۳۰)

فقہ شافعی کی مشہور کتاب المہذب میں بیع کے اقالہ (اکھول دینی) اور کسی عیب کی بنا پر واپسی کے مسئلے میں کہا گیا ہے کہ اگر جائداد کی بیع کے وقت شفعی نے مشتری کو حق شفعہ معاف کر دیا یعنی مشتری کے حق میں شفعہ سے دستبردار ہو گیا، اس کے بعد مشتری نے خرید کردہ مبیعہ میں اپنے بائع سے اقالہ کیا اور اس بناء پر مبیعہ بائع کو واپس کر دیا تو اب شفعی کو اس وقت شفعہ کا حق حاصل نہ ہوگا۔ اس صورت میں بائع کو مبیعہ کا خریدار تصور نہیں کیا جائے گا بلکہ وہ اپنی قدیم شئی کو اپنی ملکیت میں

(۳۹۱) سحون، امام، مدونة الكرى، محوله بالا، ج ۱۳، ص ۲۹۹

(۳۰) معنی الصالح، محوله بالا، ج ۲، ص ۲۹۹



وایس لانے والا ہوگا اور ایسا سمجھا جائے گا کہ اس کو اس کی جائداد بغیر معاوضہ حاصل ہوئی ہے۔ بالفاظ دیگر بائع مستری کی دی ہوئی جو قیمت اس کو واپس کرے گا وہ مستری کا امانتی مال کہلانے گا جو اس کو واپس کیا گیا ہوگا۔ ۳۱۰۔ نیز اسی کتاب میں اس کے بعد کہا گیا ہے کہ اگر بائع نے بیع کا اقالہ کیا یا کسی عیب کی بناء پر اس کو جائداد واپس کی گئی تو شفیع کو یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ اس اقالہ کی یا رد بعیب کی بناء پر واپسی کے عمل کو باطل قرار دلائے اور جائداد کو بحق شفعہ حاصل کر لے۔ اس کی دلیل میں کہا گیا ہے کہ خیار عیب کی بناء پر یا اقالہ کی بناء پر واپسی کے معاملات میں شفیع کو شفعہ کا حق حاصل نہیں ہوا کرتا، جب تک شفیع کے حق میں بیع کے معاملے کو قائم نہ رکھا جائے، اور بیع اسی حالت میں قائم رہ سکے گی جب کہ اقالہ یا رد بعیب کی بناء پر واپسی کو باطل قرار دیا جائے، لہذا شفیع کو ان معاملات کو باطل قرار دلا کر شفعہ کے ذریعہ جائداد حاصل کرنے کا حق حاصل ہوگا۔ ۳۲۱)

نتیجہ بحث: شافعی فقہاء کے نزدیک عقد اقالہ یا خیار عیب کے سبب بیعہ کی واپسی کی صورت میں شفیع کو شفعہ کا حق حاصل نہ ہوگا، البتہ شفیع اپنا حق شفعہ استعمال کرنے کے لئے ان عقود کو بذریعہ عدالت باطل قرار دلا کر حق شفعہ کا استعمال کر سکے گا۔ بالفاظ دیگر، شافعیہ کے نزدیک یہ معاملات بیع جدید قرار نہیں پاتے جب کہ احناف کے نزدیک یہ معاملات بیع جدید کے زمرہ میں آتے ہیں اور شفیع کو از سر نو حق شفعہ حاصل ہو جائے گا کیوں کہ یہ استرداد بخیار عیب یا اقالہ اس کے حق میں جدید بیع کا حکم رکھے گا۔

فقہ شافعی کی ایک اور کتاب مغنی المحتاج میں مذکورہ بالا

(۳۱) ایس اسحاق، السہب، ۱، معولہ بالا، ج ۱، ص ۳۸۳

(۳۲) ایضاً، ج ۱، ص ۳۸۹

مسئلے کو اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ اگر شفیع کو فسخ بیع سے قبل بیع کا علم تھا اور اس کے باوجود اس نے شفعہ طلب نہیں کیا، تو اگر اقالہ یا خیار عیب یا مشتری کے افلاس کی بناء پر عقد بیع کو رد کیا گیا تو اب شفیع کو شفعہ کا حق حاصل نہ ہوگا، لیکن اگر فسخ سے قبل شفیع کو علم نہ تھا بلکہ فسخ کے وقت ہی علم ہوا تو اب شفیع کو حق حاصل ہوگا کہ وہ فسخ کے معاملے کو باطل کرا دے اور جائداد کو بحق شفعہ حاصل کر لے۔ (۳۳۱)

## حبلی مسلک :

فقہاء حنابلہ کے نزدیک جو صلح بیع کے معنی رکھتی ہو جیسا کہ اقراری دین کے عوض صلح یا قتل خطا یا شبہ عمد یا زخم کی دیت میں صلح یا ہبہ بالعوض جو بیع کے معنی میں ہوتا ہے ان میں شفعہ کا حق حاصل ہوگا۔ اور جو عقد فسخ کے معنی میں ہو جیسا کہ خیار عیب کی بنا پر اقالہ بیع یا فریب دہی کے سبب واپسی پر یا خیار شرط یا خیار مجلس کی بناء پر واپسی، ان عقود میں شفعہ کا حق حاصل نہ ہوگا، کیوں کہ یہ معاملات بیع کے عقد کو کھول دینے کے معنی رکھتے ہیں، بذاتہ عقد نہیں ہوا کرتے۔ اسی طرح وہ ہبہ جو بلا عوض ہو وہ بھی بیع کے معنی میں نہ ہوگا لہذا اس میں بھی شفعہ کا حق حاصل نہ ہوگا۔ (۳۳۲)

## ظاہری مسلک :

فقہ ظاہری کی مشہور کتاب المحلی میں لکھا ہے کہ صرف

(۳۳۱) معنی المحتاج، محولہ بالا، ج ۲، ص ۹۹-۹۸

اس ربطی، سہایہ المحتاج، محولہ بالا، ج ۵، ص ۱۹۹

(۳۳۲) اس عدلہ معدسی، المقع، محولہ بالا، ج ۲، ص ۲۵۸

عقد بیع شفعہ کے حق کا سبب ہوگا چنانچہ جو جائداد مہر میں دی جائے یا کرائے پر دی جائے یا ہبہ کی گئی ہو ان میں شفعہ کو شفعہ کا حق حاصل نہ ہوگا۔ (۳۵)

صلح یا خیار شرط یا خیار عیب یا خیار مجلس کے ذریعہ عقد بیع کا اقالہ یا فسخ کے سلسلے میں مذکورہ کتاب میں کوئی صراحت راقم الحروف کو نہیں ملی، البتہ ان کے فقہی مسلک کے صرف عقد بیع کے ذریعہ ہی شفعہ کیا جا سکتا ہے، کے پیش نظر یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ ان کے نزدیک ماسوائے بیع، مذکورہ امور میں سے کسی امر کی صورت میں شفعہ کو شفعہ کا حق حاصل نہ ہوگا۔

### شیعی مسلک :

شیعہ امامیہ اس مسئلے میں فقہاء ظاہریہ سے متفق ہیں۔ نیز ان کی کتاب شرائع الاسلام میں یہ صراحت بھی موجود ہے کہ صلح کے عقد میں منتقل کی جانے والی جائداد میں شفعہ کا حق حاصل نہ ہوگا۔ (۳۱)

### عدالتی نظائر :

راضی نامہ بیع نہیں ہے مدعی نے قبضے کے لئے ایک نالش دائر کی اور راضی نامہ کر لیا جس کی رو سے اس نے معاوضہ مل جانے پر اپنا حق چھوڑ دیا۔ قرار دیا گیا کہ راضی نامہ فروخت نہیں ہے اس لئے حق شفعہ پیدا نہیں ہوتا۔ (۳۱)

تبادلہ ہے تبادلے میں حق شفعہ نہیں ہوتا۔ جس صورت میں کہ خریدار

(۳۵) ابن حزم، المحلی، محولہ بالا ج ۶، ص ۱۰۱

(۳۶) العلی، شرائع الاسلام، محولہ بالا ج ۲، ص ۱۶۰

(۳۷) ۹۶ جناب لاہ روپور، ۲۰

نے کنویں کے حصے کے ساتھ جس کی قیمت اٹھارہ سو روپے تھی، دس مرلے آراضی لی اور تبادلہ میں نو مرلے آراضی اور ایک ہزار روپے نقد دیا تو اس سودے کو تبادلہ (Exchange) قرار دیا گیا۔ (۲۸۱) شرعاً یہ درست نہیں معلوم ہوتی کیونکہ تبادلہ مال بعال ہونے کے سبب بیع پائی گئی۔

۳۲۳ - جو ہبہ بالعوض یا کسی عوض کی شرط پر کیا گیا ہو وہ معناً بیع ہوگا، اس سے شفعہ کو شفعہ کا حق حاصل ہوگا۔

منتقلی ہبہ  
بالعوض یا ہبہ بشرط  
عوض سے حق شفعہ  
پیدا ہوتا ہے

۳۲۳ - ہبہ بلا عوض یا میراث یا وصیت کے ذریعہ جائداد کی منتقلی کی صورت میں شفعہ کا حق حاصل نہ ہوگا۔

منتقلی ہبہ ہبہ  
وصیت یا میراث سے  
حق شفعہ پیدا نہیں  
ہوتا

## تشریح

### حنفی مسلک :

ہبہ بالعوض فی المعنی بیع ہی کی ایک صورت ہے اس لئے فقہاء نے ہبہ بالعوض سے بیع کے احکام متعلق کئے ہیں۔ بنا بریں ہبہ بالعوض کے ذریعہ منتقل کی جانے والی جائداد غیر منقولہ میں شفعہ کا حق ثابت ہوگا۔ ہبہ کرنے کے وقت اگر کوئی شرط نہ کی گئی مگر تکمیل ہبہ کے بعد موہوب لہ نے اپنی مرضی سے واہب کو اپنی کوئی چیز ہبہ کی تو ایسے ہبہ میں شفعہ کا حق واجب نہ ہوگا۔ عقد ہبہ میں جب تک اس کے عوض کی شرط کر کے ہبہ نہ کیا گیا ہو اس وقت تک محض ہبہ کے لفظ سے شفعہ واجب نہ ہوگا، کیوں کہ ہبہ ہبہ بالعوض نہیں کہلانے گا، نہ یہ بیع کے ہم معنی ہوگا۔

اگر ایک شخص نے یہ کہا کہ میں نے اپنی یہ چیز آپ کو اتنے عوض

کے مقابلے میں بیسہ کی تو ایسی صورت میں بالاتفاق یہ عقد بیع ہوگا اور اس صورت میں شفیع کو شفعہ کا حق حاصل ہوگا۔ ۳۰۱۔

واضح رہے کہ بیسہ بالعوض ہو یا بلا عوض دونوں صورتوں میں بیسہ کی تکمیل کے لئے موہوب لہ کا قبضہ شرط ہوگا۔ البتہ بیسہ بشرط عوض میں جب تک ہر ایک موہوب لہ اپنے اپنے موہوبہ برقبضہ نہ کر لے اس وقت تک شفیع کو شفعہ کا حق حاصل نہ ہوگا، یعنی محض ایک جانب سے قبضہ ہو جانا بیسہ بشرط عوض میں شفعہ کا سبب نہیں ہوتا۔ ۳۰۱۔

میراث کی صورت میں چون کہ وارث کو اپنے مورت کے ترکہ میں ملکیت بطریقہ خلافت منتقل ہوتی ہے اس لئے اس میں شفعہ کا حق نہ پیدا ہوگا۔ بیسہ بلا عوض یا عطیہ یا وصیت میں چونکہ معاوضہ مال بمال نہیں ہوتا اس لئے یہ بیع کے ہم معنی نہیں ہونے۔ اسی طرح تقسیم جائداد کو اجارے پر منتقل کرنے یا قتل عمد سے صلح کے عوض یا بیوی کے مہر میں مقرر کرنے کی حالت میں شفعہ کا حق حاصل نہیں ہوتا۔ لیکن اگر عورت کا مہر زر نقد مقرر کیا جا چکا تھا یا مہر مثل واجب شدہ تھا اور اس کے عوض جائداد دی گئی ہو تو اس میں حق شفعہ ثابت ہوگا کیوں کہ اس حالت میں یہ معاملہ تبادلہ مال بمال ہوگا، اس لئے کہ شوہر کے نصہ عورت کا جو مال دین تھا اس کے عوض یہ جائداد بطور مال دی جا رہی ہے لہذا وہ زر مہر اس جائداد کا عوض ہوگا۔ لیکن اگر ایک عورت کے مہر میں مکان مقرر کیا اس شرط پر کہ عورت اس مکان کے کچھ حصے کے مقابل شوہر کو مثلاً ایک ہزار روپے ادا کرے اس صورت میں کسی حصے میں شفعہ واجب نہ ہوگا کیوں کہ بیع کے معنی

(۳۹) داماد آفتدی، مجمع الانہر، محولہ بالا، ج ۲، ص ۳۸۰

الکاساسی، بدائع الصنائع، محولہ بالا، ج ۵، ص ۱۱

(۴۰) علاء الدین حصکفی، الدر المنثور بر حالیہ رد المحتار، محولہ بالا، ج ۵، ص ۲۰۶۔

الرخسی، البسوط، محولہ بالا، ج ۱۳، ص ۱۳۰۔

عقد مہر کے تابع ہوں گے - (۳۱)

کسی شخص کے حق میں مکان کی وصیت کی گئی ، موصیٰ لہ کو اس وصیت کا علم نہ ہوا اس وصیت کردہ مکان کی ہم سائیگی میں ایک مکان فروخت ہوا ، اس کے بعد موصیٰ لہ نے وصیت کو قبول کر لیا تو فروخت شدہ مکان میں شفعہ کا حق حاصل نہ ہوگا - لیکن اگر عدم علم کی حالت میں موصیٰ لہ کا انتقال ہو گیا اس کے بعد اس کے ورثاء نے فروخت شدہ مکان پر شفعہ کا دعوا کیا تو ان لوگوں کو شفعہ کا حق حاصل ہوگا ، کیوں کہ احناف کے نزدیک موصیٰ لہ کا فوت ہو جانا ابتدا سے ہی قبول متصور ہوگا - (۳۲)

## مالکی مسلک :

مالکی فقہاء ہبہ کے مسئلے میں فقہاء احناف سے متفق ہیں - ان کے نزدیک بھی اگر ہبہ بلا عوض ہو تو شفعہ کو شفعہ کا حق حاصل نہ ہوگا - لیکن ہبہ بالعوض یا بشرط عوض میں شفعہ کا حق حاصل ہوگا - (۳۳)

## شافعی مسلک :

فقہاء شافعیہ کے نزدیک جو جائداد بذریعہ وصیت یا وراثت منتقل ہو اس میں اور اسی طرح ہبہ بلا عوض میں حق شفعہ ثابت نہیں ہوتا - ان عقود میں فقہاء شافعیہ فقہاء احناف سے متفق ہیں - اس لئے کہ ان عقود میں ان حضرات کے نزدیک بھی ملکیت بغیر عوض حاصل ہوتی ہے ، ان میں بیع کے معنی موجود نہیں ہوتے ، لیکن جو جائداد اجارے یا بعوض خلع یا بعوض صلح قتل عمد دی گئی ہو اس میں شافعیہ کے نزدیک حق شفعہ ثابت ہوتا ہے جس کی

(۳۶) ابن عابدین ، ردالمحتار ، محولہ بالا ، ج ۵ ، ص ۲۰۶ - ۲۰۷

فتاویٰ عالمگیری ، محولہ بالا ، ج ۳۳ ، ص ۲

(۳۲) ایضاً ، ج ۳ ، ص ۳

(۳۳) جواہر الاکلیل ، محولہ بالا ، ج ۲ ، ص ۱۶۰

وجہ یہ ہے کہ ان عقود میں دوسری جانب عوض موجود ہوتا ہے اور اس طرح یہ عقود بمعنی بیع قسار ہوتے ہیں، بخلاف احناف کے، جن کے نزدیک ان عقود میں بھی حق شفعہ ثابت نہیں۔ (۳۳)

## حنبلوی مسلک :

فقہاء حنابلہ کے نزدیک حسب ذیل معاملات میں حق شفعہ ثابت ہوگا  
عقد صلح، صلح از اقراری دین، صلح از قتل خطا یا قتل شبہ عمد یا زخم  
کی دیت کے عوض صلح۔ اسی طرح شفعہ شبہ بالعوض میں بھی ثابت ہوگا۔  
اور جائداد موقوفہ، موہوبہ بلا عوض، منتقلہ بعوض خلع، بعوض مہر و صلح  
قتل عمد میں شفعہ کا حق حاصل نہ ہوگا۔ کیوں کہ ان عقود میں انتقال  
ملکیت بلا عوض مالی ہوتا ہے۔ (۳۵)

## ظاہری مسلک :

ظاہری فقہ میں اس مسئلے سے متعلق زیر مطالعہ کتاب میں کوئی  
صراحت موجود نہ پائی گئی۔

## شیعی مسلک :

شیعہ امامیہ اس مسئلے میں فقہاء احناف سے متفق ہیں۔ ان کے

(۳۳) فاما فیہا ملک شفعاً بغير عوض كالوصية والهبة عن غير عوض فلا تثبت فیہ الشفعة لانه ملكه بغير بدل فلم تثبت فیہ الشفعة كمالو ملك بالارت۔ و تثبت فی كل عقد بملك الشخص فیہ بعوض كالاجارة والتكاح والخلع لانه عقد معاوضة۔ (ابواسحاق، المسهب، محولہ بالا ج ۱، ص ۲۸۳)

مضى المحتاج، محولہ بالا ج ۵، ص ۲۹۸

نہایة المحتاج، محولہ بالا ج ۵، ص ۱۹۸

(۳۵) ابن عداس مقدسی، المقنع، محولہ بالا ج ۲، ص ۲۵۸

العدة شرح الصفة، مصر: سلفیہ بالروضہ، ۱۳۲۲ھ، ص ۲۴۵

زردیک بھی یہ شرط ہے کہ جائداد یا اس کا حصہ عقد بیع کے ذریعہ دوسرے فریق کو منتقل کیا گیا ہو، تب شفعہ کا حق حاصل ہوگا، بنا بریں جو جائداد بعوض مہر دی گئی ہو یا عطیہ کی گئی ہو یا ہبہ یا صلح کے عوض دی گئی ہو اس میں شفعی فقہاء کے نزدیک بھی شفعہ کا حق ثابت نہیں ہوتا۔ (۳۱)

## قانون مصر :

دفعہ ۹۳۹ - حسب ذیل صورتوں میں حق شفعہ کے ذریعہ جائداد حاصل کرنا جائز نہ ہوگا :

(الف) جب کہ بیع حکومت کی جانب سے نیلام کی بولی کے ساتھ کسی قانون کے تحت کی گئی ہو۔

(ب) جب کہ بیع اصول فروع کے درمیان واقع ہوئی ہو یا زوجین یا دیگر اقارب چوتھے درجے تک یا خسروالی رشتہ دار (ذوی الارحام) دوسرے درجے تک کے درمیان منعقد ہوئی ہو۔

(ج) جب کہ آراضی کسی عبادت گاہ کی تعمیر یا اس کی تعمیر میں شامل کرنے کے لئے بیع کی گئی ہو۔

(۲) وقف کی جائداد کے ذریعہ یہ حق نہ ہوگا کہ حق شفعہ سے کسی جائداد کو حاصل کیا جائے۔

## عدالتی نظائر :

حق شفعہ کن انتقالات سے متعلق نہیں ہوتا نہ انتقال جائداد کی

حسب ذیل صورتوں میں حق شفعہ پیدا نہیں ہوتا:

(۳۱) العلی، شرائع الاسلام، معرولہ بالا، ج ۲، القسم الرابع ص ۱۶۰



- ۱ - جب کہ جائداد وراثتاً یا بر بنائے ہبہ یا وصیت ملے ،
- ۲ - جبکہ جائداد بطور زر مہر زوجہ دی گئی ہو ،
- ۳ - جب کہ جائداد بعوض خدمت جو انجام دی گئی ہو یا انجام دی جانے والی ہو ، دی گئی ہو ،
- ۴ - جب کہ جائداد بطور انعام عطا کی گئی ہو ، اور
- ۵ - جب کہ جائداد بطور رین بیع بالوفا میں مرتہن ڈگری حاصل نہ کرے۔ (۳۷)

۳۲۵. شفعہ کے حق کے وجوب و ثبوت کے لئے شرط ہوگی کہ شفیع کی جانب سے صراحتاً یا دلالتاً مبہمہ مشفوعہ کی بیع پر رضامندی کا اظہار نہ کیا گیا ہو ، یا اس سے کوئی ایسا فعل یا ترک فعل سرزد نہ ہوا ہو جو حق شفعہ کے ترک یا دست برداری پر دلالت کرتا ہو :

**مثال نہ** جس وقت شفیع کو مبہمہ مشفوعہ کی بیع کا علم ہوا اس وقت اس نے کہا کہ مناسب ہے یا ٹھیک ہے تو اس قول کے ساتھ ہی اس کا حق شفعہ باطل ہو جائے گا۔ اسی طرح بیع کا علم ہو جانے پر شفیع نے مشفوعہ کی خریداری کے سلسلے میں مشتری سے خرید لینے کی گفتگو کی یا مکان مشتری سے کرایے پر حاصل کرنا چاہا ، یا مکان کی بیع میں بائع کی جانب سے وکالت کا فریضہ انجام دیا ، یا نفع و نقصان کا ضامن ہوا ، ان تمام صورتوں میں اس کا حق شفعہ باطل ہو جائے گا۔

بحم النساء نام عجائب علی خان (آئی ایل آر . الم آباد . ۳۲ ص ۳۳)

(۳۷)

حم بیگم وغیرہ نام محمد یعقوب (آئی ایل آر . الم آباد . ج ۱۶ . ص ۳۳۳)

## تشریح

جو امور شفعہ کو باطل کرنے والے ہیں ، ان کی اولاً دو قسمیں ہیں :

۱ - اختیاری      ۲ - غیر اختیاری یا لازمی

اختیاری کی دو قسمیں ہیں :

- ۱ - صریح یا قائم مقام صریح  
۲ - دلالت۔

## اختیاری امور :

۱ - صریح و قائم مقام صریح کی صورت یہ ہے کہ شفیع کہدے کہ میں نے اپنا حق شفعہ ساقط کیا یا باطل کیا یا مجھے شفعہ کی ضرورت نہیں ، یا میں نے حق شفعہ ترک کرنا تسلیم کر لیا ، اگر یہ صراحت بیع کے واقع ہونے کے بعد کی گئی خواہ شفیع کو بیع کا علم تھا یا نہ تھا شفیع کا حق شفعہ باطل ہو جائے گا - شفعہ کے صراحتاً سقوط کی صورت میں علم بیع ضروری نہیں ہوگا مگر یہ شرط ہے کہ بیع واقع ہو چکی ہو -

۲ - جو امور دلالتاً ساقط ہونے کا سبب ہوتے ہیں ان کا مطلب یہ ہے کہ شفیع کی جانب سے کوئی ایسا امر وجود میں آجائے جو شفعہ کے ترک پر اس کی رضامندی ظاہر کرتا ہو ، مثلاً جب اس کو بیع کا علم ہوا تو اس نے بغیر کسی عذر کے فوراً شفعہ طلب نہ کیا ہو یا جس مجلس میں اس کو بیع کا علم ہوا بغیر کچھ کہے اس مجلس سے اٹھ کھڑا ہوا یا وہیں کسی دوسرے کام میں مشغول ہو گیا جس میں مجلس بدل جانے کے معنی ہائے جائیں یا جائداد مشغوعہ کے متعلق مشتری سے خریداری کا معاملہ کیا یا اس سے جائداد کو بیع کے علم کے بعد کرائے پر حاصل کیا - ان تمام صورتوں میں اس کا حق شفعہ باطل ہو

جانے گا۔ دلالت سقوط کی صورت میں بیع کے علم کے بغیر یہ امور شفعہ کے ساقط ہونے کا سبب نہ ہوں گے۔

### غیر اختیاری یا لازمی امور :

وہ امور جو غیر اختیاری طور پر شفعہ کے حق کے ساقط ہونے کا سبب ہوتے ہیں ان کی مثال یہ ہے کہ طلب موثبت و طلب اشہاد کے بعد شفعہ کے ذریعہ جائداد حاصل کرنے سے قبل شفعہ فوت ہو جائے۔ احناف کے نزدیک شفعہ کی موت سے اس کا حق شفعہ باطل ہو جائے گا۔ رد المحتار میں ہے کہ طلب موثبت و طلب اشہاد سے محض شفعہ کے حق کا استقرار وجود میں آتا ہے مشفوعہ میں شفعہ کی ملکیت اس وقت پیدا ہوتی ہے جب کہ مشتری نے یا تو اپنی رضامندی سے مشفوعہ شفعہ کے سپرد کر دیا ہو یا مقدمہ دائر ہونے کے بعد حاکم عدالت نے شفعہ کے حق میں شفعہ کا فیصلہ کر دیا ہو۔ حکم عدالت کے بعد حصول ملکیت کے لئے شفعہ کا قبضہ شرط نہیں ہوا کرتا بلکہ فیصلہ ہونے ہی شفعہ کی ملکیت قائم ہو جاتی ہے جیسا کہ دفعہ ۳۳۰ کی شرح میں بیان کیا گیا ہے۔ لیکن خریدار کی موت سے حق شفعہ باطل نہیں ہوتا بلکہ شفعہ کو مشتری کے ورثاء سے بذریعہ شفعہ جائداد مشفوعہ کے حاصل کرنے کا حق حاصل ہوگا۔ (۴۸)

عدالت ابتدائی سے ڈگری صادر ہونے کے بعد شفعہ کی موت کوئی اثر

نہیں رکھتی ہے۔ مراقبہ پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑتا ہے۔ (۴۹)

(۴۸) علیک بالاخذ بالتراض او بفضاء القاضی... نیوت ملک التفعیح بمجرد الحکم قبل الاخذ لان ملک

الفتیری تم . فلا ینقل عنه الا باحدهما كالرجوع فی الہیة فلو مات او باع المسحق بها او

بیعت دار بجنبہا قبل الاخذ والحکم بطلت . (ابن عابدین . رد المحتار . محولہ بالا .

ج ۵ ص ۲۱۰)

فتاوی عالمگیری . محولہ بالا . ج ۳ ص ۱۵ - ۱۳

الکاسانی . بدائع الصنائع . محولہ بالا . ج ۵ ص ۱۹

۱۴۹ گنگا رام بام بہان انڈیز کیسز . ج ۲ ص ۵۸

شفعم کے ترک کرنے میں شفعم اور اس کا وکیل حکماً دونوں مساوی ہیں یعنی جس طرح شفعم کا بذات خود قولاً یا فعلاً ترک شفعم اس کے حق کو باطل کر دیتا ہے اسی طرح مشتری کے وکیل کے مقابلے میں شفعم کے وکیل کا حکم ہوگا۔ مثلاً شفعم نے مشتری کے خریداری کے وکیل سے کہا کہ میں نے اس جائداد مشفوعہ میں اپنا حق شفعم ترک کر دیا خواہ کسی شخص کی جانب نسبت کرتے ہوئے نہ کہا ہو تو شفعم کا حق شفعم باطل ہو جائے گا، یا یہ کہ مکان وکیل کے قبضے میں تھا شفعم نے وکیل سے کہا کہ میں نے تمہارے حق میں شفعم ترک کیا، تب بھی شفعم ساقط ہو جائے گا۔ ظاہر ہے کہ جب بغیر تعین شفعم ساقط ہو جاتا ہے تو تعین کی صورت میں بطریق اولی ساقط ہو جائے گا۔

### مشروط ترک شفعم :

شفعم کے ترک کو کسی شرط پر معلق کر دینا جائز ہوگا۔ مثلاً شفعم یہ کہے کہ اگر تم نے یہ جائداد اپنی ذات کے لئے خریدی ہے تو میں نے شفعم ترک کیا، اور اس شخص نے وہ جائداد کسی دوسرے شخص کے لئے خریدی تھی تو ایسی صورت میں حق شفعم باطل نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر شفعم نے بائع سے کہا کہ اگر یہ جائداد تم نے فلاں شخص کے ہاتھ فروخت کی تو میں شفعم کا دعوا نہ کروں گا، میں نے شفعم ترک کیا۔ لیکن بائع نے کسی دوسرے شخص کے ہاتھ فروخت کر دی تو شفعم کا حق شفعم ساقط نہ ہوگا۔ ۱۵۰

میہمہ کا شریک جو کہ اول درجے کا شفعم ہے اس کی جانب سے شفعم کے مطالبے کی موجودگی میں اس سے ادنا درجے کا شفعم اگر انہ شفعم کا مطالبہ ترک کر دے لیکن اس کے بعد شریک شفعم اپنا حق ترک کر دے تو بعد

(۵۰) فتاویٰ عالمگیری . محولہ بالا ج ۳ . صفحہ ۱۹ - ۱۵

ابن عابدین . ردالمحتار . محولہ بالا ج ۵ . صفحہ ۱۰ - ۲۰۹

والے شفیع کو اب شفعمہ کا حق حاصل نہ رہے گا۔ ۱۵۱۱

## ضامن یا وکیل ہونے کے سبب ترک شفعمہ :

جس صورت میں کہ مکان کے بائع نے اس مکان کے شفیع کو مکان کی فروخت کا وکیل بنایا اور شفیع نے مکان فروخت کر دیا ، یا شفیع میعمہ منفععمہ کے نقصان کا مشتری کے حق میں ضامن ہو گیا ، ہر دو صورتوں میں حق شفعمہ باطل ہو جائے گا۔ پہلی صورت میں خود شفیع کا بحیثیت وکیل اقدام بیع اور دوسری صورت میں ضامن ہونے کا اقدام ترک شفعمہ کی دلیل ہوگا۔ ۱۵۱۱

چنانچہ جس طرح خود شفیع کا ترک اس کے حق شفعمہ کو ساقط کر دینا ہے اسی طرح شفیع کے وکیل کا ترک حق شفعمہ کو ساقط کر دے گا جیسا کہ سطور بالا میں مذکور ہے۔

فتاویٰ عالم گیری میں وکیل کے تسلیم شفعمہ کے سلسلے میں دو روایتیں منقول ہیں ایک یہ کہ امام ابوحنیفہ و امام محمد رحمۃ اللہ علیہما اور امام ابو یوسفؒ کے اول قول کے مطابق وکیل کا عدالت میں حق شفعمہ کو تسلیم کر لینا شفعمہ کے ساقط ہونے کا سبب ہوگا ، غیر عدالت میں سقوط شفعمہ کا سبب نہ ہوگا۔ دوسری روایت میں ہے کہ امام ابوحنیفہ و امام ابو یوسف کے نزدیک ہر حالت میں شفعمہ کے ساقط ہونے کا سبب ہوگا ، خواہ عدالت میں تسلیم کیا ہو یا غیر عدالتی مجلس میں۔ ردالمحتار میں اس دوسری روایت کو مفتی بہ قرار دیا گیا ہے اور امام محمد رحمتمہ اللہ علیہ اپنے اسی قول پر قائم ہیں کہ وکیل کا عدالت کی مجلس میں تسلیم کر لینا شفعمہ کے ساقط ہونے کا سبب ہوگا

(۱۵۱۱) فتاویٰ عالم گیری ، محولہ بالا ، ج ۳ ، ص ۱۹ - ۱۵

ابن عابدین ، ردالمحتار ، محولہ بالا ، ج ۵ ، ص ۱۰ - ۲۰

(۱۵۲۱) داماد آندی ، مجمع الانہر ، محولہ بالا ، ج ۲ ، ص ۳۸۳

راقم الحروف کے نزدیک امام ابوحنیفہ و امام ابویوسف رحمہما اللہ تعالیٰ کا قول انسب ہے کیوں کہ وکیل کا قول موکل کا قول شمار ہوگا اور جس طرح موکل بیرون عدالت اپنے قول و فعل کا پابند ہوگا اسی طرح وکیل کا قول و فعل بھی موثر ہوگا ، البتہ اس پر شہادت قائم کرنا ضروری ہوگا ، جب کہ عدالت کے روبرو اس کی ضرورت ہی نہیں ہوتی ۔

## ترک شفعہ کا غیر مشروط عمل :

شفعہ کے ترک شفعہ کا غیر مشروط عمل اس وقت شفعہ کو ساقط کرے گا جب کہ یہ عمل مشفوعہ کی بیع کے بعد واقع ہوا ہو ۔ بیع کے واقع ہونے سے قبل بلا شرط ترک یا اظہار رضامندی حق شفعہ کے ساقط ہونے کا سبب نہ ہوگا ۔

## جزء کا ترک کل کا ترک متصور ہوگا :

جس طرح کل مبیعہ میں حق شفعہ تسلیم کر لینے سے حق شفعہ باطل ہو جاتا ہے اسی طرح اگر مبیعہ کے کسی حصے میں ترک کیا گیا تو کل مشفوعہ میں شفعہ باطل ہو جائے گا ، کیوں کہ حق شفعہ ناقابل تجزیہ و تمسیم ہے ۔ ایک حصے کا ترک کل کا ترک متصور ہوگا ۔

## وصی یا ولی کا ترک شفعہ :

امام ابویوسف و امام ابوحنیفہ کے نزدیک وصی یا ولی کا یتیم کے حق میں شفعہ کو تسلیم کر لینا یا ترک کر دینا صحیح ہوتا ہے ، اس کے برخلاف امام محمد کے نزدیک اگر مکان مثل قیمت پر یا اس سے کم قیمت پر فروخت ہوا ہو تو ان دونوں (وصی اور ولی) کا ترک شفعہ صحیح نہ ہوگا۔ نابالغ کو اپنے بلوغ کے بعد

شفعہ کا حق حاصل رہے گا۔ البتہ فتاویٰ عالمگیری میں اس امر کی وضاحت کی گئی ہے کہ نابالغ کو اپنے بلوغ کے فوراً بعد شفعہ طلب کرنا لازمی ہوگا۔ اس لئے کہ بالغ ہونے ہی اس کو شفعہ کا حق اسی طرح حاصل ہوتا ہے جس طرح خیار بلوغ میں نکاح کے استرداد کا حق حاصل ہوتا ہے۔ لہذا جس طرح تاخیر سے خیار بلوغ ساقط ہو جاتا ہے اسی طرح تاخیر سے حق شفعہ بھی باطل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں کہا گیا ہے: جب نابالغ کے لئے شفعہ کا حق پیدا ہو تو اس کی قائم مقامی میں اس کا شرعی نائب بچے کا باپ اس کا وصی، دادا، دادا کا وصی اور قاضی کا وصی ہوتے ہیں، اگر ان میں سے کوئی موجود نہ ہو تو اب اس نابالغ کو اپنے بالغ ہونے کے وقت تک شفعہ کا حق حاصل ہوگا۔ چنانچہ جب وہ بالغ ہو جائے تو اس کو خیار بلوغ حاصل ہوتا ہے اور اسی طرح شفعہ کا حق بھی۔ (اب اگر اس نے نکاح کے رد یا شفعہ کا مطالبہ کر دیا تو ان دونوں سے جو اول واقع ہوگا وہ جائز ہو جائے گا اور دوسرا باطل ہو جائے گا۔ ان کے قائم رہنے کی صورت یہ ہے کہ بالغ ہونے ہی اس طرح کہدے کہ میں نے شفعہ اور خیار دونوں کو اختیار کر لیا۔ اور جب کہ مذکورہ اولیاء یا اوصیاء میں سے کوئی موجود ہو اور بچے کی نابالغی کی حالت میں باوجود امکان طلب کے شفعہ طلب نہ کیا تو شفعہ ساقط ہو جائے گا۔ حتیٰ کہ اگر بچہ اس کے بعد بالغ ہوا تو اس کو طلب شفعہ کا حق حاصل نہ ہوگا۔ خواہ ترک شفعہ حاکم عدالت کے اجلاس میں ہوا ہو یا کسی دوسری مجلس میں ہوا ہو۔ (۱۵۲)

امام محمد کے قول کی دلیل یہ ہے کہ چونکہ نابالغ کا یہ حق اس کے لئے شرعاً ثابت شدہ ہے لہذا ولی یا وصی کو اس حق کے باطل کرنے کا حق

محیط . بحوالہ فتاویٰ عالمگیری . . . محولہ بالا ج ۳ . ص ۲۰

۱۵۲

داماد آندی . مجمع الانہر . محولہ بالا ج ۲ . ص ۳۸

ابن عابدین ردالمحتار محولہ بالا ج ۵ . ص ۲۰۹

نہیں پہنچتا۔ امام زفر کا بھی یہی قول ہے۔ امام ابوحنیفہ و امام ابو یوسف کی دلیل یہ ہے کہ شفعہ میں مبادلہ مال بمال ہے اور ولی یا وصی کو اس قسم کے تصرفات کا حق حاصل ہوتا ہے۔ مذکورہ ائمہ کے درمیان یہ اختلاف اس صورت میں بھی ہے کہ جب باپ یا وصی جائداد کی فروخت کا علم ہونے پر شفعہ سے سکوت اختیار کر لیں۔ (۵۴)

جب انتہائی گراں قیمت پر کوئی جائداد فروخت ہوئی ہو اور باپ یا وصی نے شفعہ تسلیم کر لیا ہو تو صحیح قول یہ ہے کہ ہر سہ ائمہ کے نزدیک باپ اور وصی کا تسلیم کر لینا جائز نہ ہوگا۔ کیوں کہ ان دونوں کو اس قیمت پر حاصل کرنے کا حق نہ تھا تو تسلیم کر لینے کا حق حاصل نہ ہوگا۔ (۵۵) اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسی صورت میں بلوغ کے بعد نابالغ کو طلب شفعہ کا حق حاصل ہوگا۔

دلائل کے لحاظ سے امام ابوحنیفہ و امام ابو یوسف کا نقطہ نظر قوی معلوم ہوتا ہے۔

### یتیم کا حق شفعہ :

باپ، دادا، اور ان دونوں کا وصی، قاضی کا مقرر کردہ وصی نابالغ کے حق شفعہ کے لئے مطالبہ کرنے سے باز ہوں گے، ان میں سے کوئی موجود نہ ہو تو نابالغ کو اپنے بلوغ کے بعد شفعہ کے مطالبے کا حق حاصل ہوگا۔ (۵۶)

اگر شفعہ نے مشتری سے مال لے کر اپنے حق شفعہ سے صلح کر لی تو

- 
- (۵۴) ابن عابدین، ردالمحتار، محلہ بالا ج ۵، ص ۲۰۹  
 فتاویٰ عالمگیری، محلہ بالا ج ۳، ص ۲۰  
 (۵۵) ابن عابدین، ردالمحتار، محلہ بالا ج ۵، ص ۲۰۹  
 فتاویٰ عالمگیری، محلہ بالا ج ۳، ص ۲۰  
 (۵۶) فتح صادی حادیس، مصر ۱۳۱۰ھ، ج ۳، ص ۱۸۳



شفعہ باطل ہو جانے کا اور شفعیہ پر لازم ہوگا کہ صلح میں حاصل کیا ہوا مال مشتری کو واپس کر دے ، کیوں کہ شفعہ محض مالک بننے کا ایک حق ہے جو کوئی قیمتی چیز نہیں لہذا غیر قیمتی حق پر جو عوض لیا جائے گا وہ رشوت شمار ہوگا۔ کیونکہ یہ باطل طریقے پر حاصل کرنا ہوگا۔ (۵۸۱)

## مشفوعہ بم کی فروخت سے شفعہ باطل ہو جائے گا :

اگر شفعیہ اپنی وہ جائداد اور مملوکہ فروخت کر دے جس کے ذریعہ اس کو شفعہ کا حق حاصل ہوا تھا تو اب شفعہ باطل ہو جائے گا لیکن یہ اس صورت میں ہوگا جب کہ عدالت کی جانب سے شفعیہ کے حق میں شفعہ کا فیصلہ نہ کیا گیا ہوگا۔ (۵۸۱) یہ الفاظ دیگر عدالت کی جانب سے شفعہ کی ڈگری دی جا چکی ہو تو حکم عدالت کے بعد حق شفعہ شرعاً واجب و ثابت ہو گیا اب مشفوعہ بم کی فروخت سے وہ حق جو متاكد (بختم) ہو چکا تھا باطل نہ ہوگا۔

بدائع الصنائع میں کہا گیا ہے کہ حق متاكد ہو جانے کے بعد ملکیت کے قائم مقام ہو جاتا ہے ، اس لئے شفعیہ کے اپنی اس جائداد کو جس کے ذریعہ اس کو شفعہ کا حق حاصل ہوا تھا (عدالت سے حق شفعہ کی ڈگری صادر ہونے سے قبل) فروخت کرنے کی چند حالتیں ہو سکتی ہیں۔ اول یہ کہ اس کی بیع قطعی بیع ہو ، دوم یہ کہ اس میں خیار شرط رکھا گیا ہو۔ (۵۸۱) بیع قطعی

(۵۸۱) قرآن حکیم : لا تاكلوا اموالکم بینکم بالباطل۔

(۵۸۱) داماد آفتدی . مجمع الانہر . محولہ بالا ج ۲ . ص ۸۳ - ۸۳

ابن عابدین . ردالمحتار . محولہ بالا ج ۵ . ص ۲۱۰

الکاسانی . بدائع الصنائع . محولہ بالا ج ۵ . ص ۲۱

(۵۸۱) الکاسانی . بدائع الصنائع . محولہ بالا ج ۵ . ص ۲۱ - ۲۰

کی صورت میں یا تو اپنی اس کل مملوکہ کو فروخت کرے گا یا اس کا بعض حصہ ، اگر کل مملوکہ فروخت کر دی تو اس کا حق شفیع باطل ہو جائے گا . کیوں کہ شفیع کا سبب اس کی ملک کا اتصال تھا اور وہ زائل ہو گیا ، خواہ شفیع کو مشفوعہ کی بیع کا علم ہو یا نہ ہو ، شفیع کا یہ عمل صراحتاً ساقط کر دینے کے ہم معنی ہے۔ سبب کا باطل ہو جانا حق کا باطل ہو جانا سمجھا جانا ہے ، لہذا اس سلسلے میں شفیع کا علم یا عدم علم دونوں مساوی ہوں گے اور اس کا حق شفیع باطل ہو جائے گا ۔

اگر شفیع کے مشتری نے اس کی اس جائداد کو خیار عیب یا خیار رویت یا خیار شرط کی بنا پر واپس کیا ، خواہ یہ واپسی بحکم عدالت ہوئی ہو یا بغیر حکم عدالت ، شفیع کو دوبارہ شفیع کا حق حاصل نہ ہوگا ، کیوں کہ ساقط شدہ سنی لوٹا نہیں کرتی ۔ چون کہ حق شفیع ساقط ہو چکا تھا لہذا جب تک کوئی جدید سبب شفیع پیدا نہ ہو اس وقت تک شفیع کا ساقط شدہ حق دوبارہ واپس نہ لوٹے گا ۔ اسی طرح اگر شفیع نے اپنے مملوکہ کو بیع فاسد کے ذریعہ فروخت کیا اور مشتری نے اس پر قبضہ کر لیا تب بھی اس کا حق شفیع باطل ہو جائے گا ۔

اگر شفیع نے اپنا مملوکہ (مشفوعہ بہ) کے ایک حصہ کو فروخت کیا اور یہ حصہ حدود کے تعین کے ذریعہ متعین نہ کیا گیا بلکہ کل مملوکہ میں پھیلا ہوا رہا تو ایسی حالت میں حق شفیع باطل نہ ہوگا اس لئے کہ استحقاق کا سبب ابھی باقی ہے اور معین ہے لیکن مشفوعہ سے متصل نہیں ، تب حق شفیع قائم نہ رہے گا ، کیوں کہ اتصال قائم نہ رہا ۔ لیکن اگر یہ فروخت شدہ حصہ مشفوعہ سے اس طرح متصل ہوا کہ مشفوعہ جائداد اس کی حدود پر ختم ہو جاتی ہو تو اب شفیع ساقط ہو جائے گا ۔ اس لئے کہ شفیع کی مملوکہ سے مشفوعہ مبیعہ کا اتصال باقی نہیں رہا اور ہم سابقہ ہونے کی حیثیت نہ رہی

لیکن اگر اس فروخت شدہ حصے کا کچھ حصہ اب بھی مبیعہ مشفوعہ سے اتصال رکھتا ہے تو شفیعہ بدستور قائم رہے گا اور شفیعہ ہم سایہ سمجھا جائے گا۔

شفیعہ کی بیع میں خیار شرط ہونے کی دو صورتوں ہیں۔ ایک یہ کہ خیار شفیعہ نے اپنے لئے رکھا ہو تو جب تک شفیعہ اپنا خیار ساقط نہیں کر دیتا شفیعہ کا حق ساقط نہ ہوگا، خیار شرط کی مدت کے دوران اگر اس نے شفیعہ کا دعوا کر دیا تو اس کا یہ عمل اس کی اپنی مملوکہ کی بیع کو فسخ کر دے گا، شفیعہ کا طلب کرنا اس امر کی دلیل ہوگی کہ وہ اپنی مملوکہ مشفوعہ سے کو اپنی ملکیت میں قائم رکھنا چاہتا ہے اور اس نے اپنا خیار ساقط کر دیا ہے

دوسرے یہ کہ خیار شرط مشتری کے لئے رکھا گیا ہو تو اب شفیعہ کا شفیعہ باطل ہو جائے گا، کیوں کہ اس وقت اس کا فروخت کیا ہوا حصہ (مشفوعہ سے) اس کی ملکیت سے خارج ہو کر مشتری کی ملکیت میں پہنچ جائے گا۔ کیوں کہ جب شفیعہ کی جانب میں خیار شرط نہ ہو بلکہ خیار مشتری نے اپنے لئے رکھا ہو تو شفیعہ کے حق میں اس کی مبیعہ مملوکہ کی بیع قطعی ہو گئی، چنانچہ حق شفیعہ ساقط ہو گیا۔ اب اگر مشتری نے اپنا خیار استعمال کیا اور اس خیار کی بناء پر جائداد کو رد کیا تو چون کہ یہ واپسی مشتری کے خیار شرط کی بناء پر واقع ہوگی اس لئے شفیعہ کا ساقط شدہ حق شفیعہ واپس نہ لوٹے گا چون کہ شفیعہ کے حق میں اس کی بیع ہونے کی بناء پر اس کا حق اسی وقت باطل ہو چکا تھا، لہذا بغیر کسی جدید سبب کے وہ حق واپس نہ آئے گا۔

**مشفوعہ سے وقف کر دینے کی صورت میں :**

اسی طرح اگر شفیعہ اپنی مملوکہ مشفوعہ سے کو مسجد قرار دے دے یا مقبرے کے لئے وقف کر دے یا دیگر کوئی عام وقف کر دے خصوصاً جب کہ اس

کی رجسٹری بھی کرا دی گئی ہو تو شفعہ باطل ہو جائے گا۔ چون کہ وقف کے مسئلے میں امام ابوحنیفہ و امام ابو یوسف و محمد رحمۃ اللہ علیہم کا اختلاف ہے اس لئے امام صاحب کے نزدیک اس وقت تک وقف لازم نہیں ہونا جب تک کہ اس کے وقف ہونے کے متعلق عدالت نے حکم نہ دے دیا ہو، یعنی رجسٹر نہ کرا دیا گیا ہو یا یہ کہ وقف بطور وصیت کیا ہو کہ میرے مرنے کے بعد یہ جائداد وقف ہوگی تو اس کے فوت ہونے پر وقف لازم ہو جائے گا۔ لیکن زندگی میں بغیر رجسٹری شدہ ہونے کے لازم نہ ہوگا، واقف کو رجوع کرنے کا اختیار حاصل ہوگا لیکن امام ابو یوسف و امام محمد کے نزدیک وقف لازم ہونے کے لئے رجسٹری شرط نہیں۔ وقف کے الفاظ ادا کرتے ہی وقف لازم ہو جاتا ہے۔ اور متاخرین فقہاء احناف نے اسی قول پر فتویٰ دیا ہے اور صاحبین (امام ابو یوسف و امام محمد) کے قول کو اختیار کیا ہے، خلفاً سلفاً اسی پر عمل ہوتا رہا ہے لہذا مفتی بہ قول کے مطابق خواہ وقف رجسٹری شدہ ہو یا نہ، وقف کا اظہار و اعلان کرتے ہی شفعہ باطل ہو جائے گا۔ رجسٹری کی صورت میں بلا اختلاف تمام ائمہ مذکورہ بالا شفعہ کا حق ساقط ہو جائے گا۔ (۱۰۱)

علامہ ابن عابدین بھی صاحبین سے اتفاق کرتے ہوئے غیر رجسٹری

شدہ ہونے کی صورت میں بھی حق شفعہ کے باطل ہونے کے قائل ہیں۔ (۱۰۱)

## ترک شفعہ کے اطلاق کا اصول :

ترک شفعہ کا اصول یہ ہے کہ اگر شفعہ کے شفعہ تسلیم کر لیں سے غرض میں اختلاف پیدا نہیں ہوتا تو شفعہ کا حق باطل ہو جائے گا، لیکن اگر غرض میں اختلاف پیدا ہو جاتا ہو تو شفعہ کا تسلیم کر لینا قابل اعتبار نہ ہوگا بلکہ شفعہ کا حق قائم رہے گا۔ بطور مثال، اگر شفعہ کو یہ اطلاع ملی

۱۰۱ ابن عابدین، ردالمحار، ج ۳، کتاب الوفاء، ص ۹۵-۹۶

۱۰۲ اصلاً، ج ۵، ص ۲۱۰

کہ کوئی مکان ایک ہزار روپے میں فروخت ہوا ہے اور یہ سن کر شفیع نے شفیع ترک کر دیا اس کے بعد معلوم ہوا کہ قیمت ایک ہزار سے کم تھی تو شفیع کا حق شفیع باطل نہ ہوگا۔ کیوں کہ اس صورت میں یہ احتمال ہوگا کہ اس نے زائد قیمت ہونے کی بناء پر اپنا شفیع ترک کیا ہو لہذا کم قیمت کے علم پر اس کی غرض مختلف ہو سکتی ہے اور شفیع کی جانب میلان پیدا ہو سکتا ہے لہذا حق شفیع قائم رہے گا۔ اسی طرح اگر اولاً یہ معلوم ہوا کہ فلاں شخص نے مکان خریدا ہے جس کا نام سن کر شفیع نے شفیع ترک کر دیا اس کے بعد معلوم ہوا کہ خریدار کوئی دوسرا شخص ہے تو شفیع کا حق شفیع قائم رہے گا، کیوں کہ کسی تعلق یا مشتری کی ہم سائیگی کی پسندیدگی کے پیش نظر اس نے شفیع ترک کر دیا ہو، اب جب کہ دوسرا شخص مشتری ثابت ہوا تو اس کی وہ رضامندی زائل ہو گئی اور حق شفیع قائم رہا۔ (۱۲۱)

الاشیاء والنظائر میں لکھا ہے کہ اگر شفیع نے شفیع سے دستبرداری کے سلسلے میں مشتری کے حق میں عام الفاظ ادا کر دئے یعنی یہ کہہ دیا کہ میں نے شفیع ترک کر دیا تب حق شفیع ساقط ہو جائے گا۔ (۱۲۲) اس سے مراد یہ ہے کہ قیمت کی زیادتی یا خاص مشتری کے سبب شفیع ترک کرنا صراحتاً ثابت ہونا چاہئے۔ بعد ثبوت حق شفیع کے قائم رہنے کے حق میں فیصلہ دیا جا سکتا ہے ورنہ نہیں دیا جا سکتا۔

## مالکی مسلک :

فقہاء مالکیہ کے نزدیک حسب ذیل امور میں شفیع ساقط ہو جاتا ہے :

۱۔ جب کہ شفیع مشتری سے اس کے خرید کردہ حصے

(۱۲۱) فتاویٰ عالمگیری، محولہ بالا ج ۳، ص ۱۵

(۱۲۲) الاشیاء والنظائر، لکھنؤ : (انڈیا)، تول کنور : ۱۳۳۸ھ، ص ۳۲۲

کی تقسیم کا مطالبہ کرے۔

۲ - شفیع نے مشتری سے مشفوعہ کو خرید لیا ہو .

۳ - خریداری کی گفتگو کرے۔

۴ - مشفوعہ آراضی میں مشتری کے حصے کی سیرابی قبول کرے۔

۵ - مشتری سے کرایہ پر حاصل کرے۔

۶ - اپنا وہ حصہ جس کے ذریعہ شفیع کا حق پیدا ہوا تھا فروخت کر دے۔

۷ - یا مشتری کو مکان منہدم کرتے یا تعمیر کرنے یا مقام بیع پر حاضر ہونے دیکھے اور دو ماہ تک خاموشی اختیار کرنے دے اور غائب ہونے کی صورت میں ایک سال تک ساکت رہے . ایک سال گزرنے پر شفیع کا حق ساقط ہو جائے گا۔

اگر شفیع کو اپنے شریک کی بیع کا علم ہوا لیکن اس کے باوجود وہ سفر پر چلا گیا اور ایک سال کے بعد واپس آیا . شفیع کا حق ساقط ہو جائے گا۔

اگر شفیع نے یہ دعویٰ کیا کہ اس کو اپنے شریک کی بیع کا علم ہی نہ ہوا تھا تو شفیع کا یہ قول معتبر ہوگا۔ کیوں کہ معاملات میں اصل اصول عدم علم ہی ہے اور اس کا یہ قول اس اصول کے مطابق ہے۔ اگر شفیع مشفوعہ کی بیع سے قبل غیر موجود تھا تو اس کی غیر موجودگی اس کے حق شفیعہ پر اثر انداز نہ ہوگی، خواہ وہ کتنے ہی زائد عرصے تک غائب رہے، اس کا حق شفیعہ

قائم رہے گا۔

اگر شفیع کو مشفوعہ کی قیمت کے متعلق غلط اطلاع ملی اور جو قیمت بیان کی گئی تھی اس سے کم ثابت ہوئی حلف لینے کے بعد اس کا حق شفیع قائم رہے گا اور شفیع کو حلف اٹھانا ہوگا کہ اس نے زیادتی قیمت کی اطلاع کی بنا پر شفیع نہ کیا تھا۔ اسی طرح اگر خریدار کے متعلق غلط بیانی ہوئی یا مشفوعہ کے متعلق غلط بیانی سے کام لیا گیا تو بھی شفیع باطل نہ ہوگا۔ (۱۶۴)

### وصی یا باپ کا ترک شفیع :

نابالغ کے وصی یا باپ نے نابالغ کے حق شفیع کو ساقط کیا۔ اگر مصلحت اور نفع بخشی اس امر میں تھی کہ شفیع کیا جائے تو نابالغ کو بلوغ کے بعد حق شفیع حاصل رہے گا۔ اگر کوئی جائداد ایسی ہو جو ولی اور نابالغ یا مجنون یا دیگر قسم کے تصرفات سے منع کئے ہوئے شخص (محجور) کے درمیان مشترک ہو اور ولی اپنے حصے کو نابالغ کے ہاتھ یا دو نابالغوں میں ایک دوسرے کے ہاتھ کسی مصلحت کی بنا پر فروخت کرے تو ولی کو اپنی ذات کے لئے (اگر وہ خود شریک ہے) یا دوسرے شریک نابالغ کے لئے شفیع کا حق حاصل ہوگا۔

### بیع بے خیار شرط میں شفیع واجب نہ ہوگا :

مالک کے نزدیک جس بیع میں شرط خیار رکھا گیا ہو، خواہ یہ خیار بائع نے اپنے حق میں رکھا ہو یا مشتری نے یا کسی اجنبی کے لئے رکھا گیا ہو، تو اس وقت تک شفیع واجب نہ ہوگا جب تک یہ خیار ساقط ہو کر بیع قطعی نہ ہو جائے۔ (۱۶۵)

۱۶۴ ج ۲، ۱۹۳۸ ص ۶۱-۶۰

۱۶۵ ج ۲، ۱۹۳۸ ص ۶۱-۶۰

زیر مطالعہ مالکی کتب فقہ میں شفعہ کے اپنا حصہ وقف کر دینے یا مسجد یا مقبرہ قرار دینے کے سلسلے میں حق شفعہ کے ساقط ہونے کا کوئی قول نہ مل سکا۔

## وکیل کا ترک شفعہ :

مالکیہ کے نزدیک شفعہ کا بائع یا مشتری کی جانب سے فروخت یا خریداری کا وکیل ہو جانا اس کے شفعہ کے حق کو باطل کر دے گا۔<sup>(۱۶۱)</sup>

## سقوط حق کا وقت :

ان حضرات کے نزدیک بھی بیع سے قبل شفعہ کا حق شفعہ ساقط کر دینا قابل اعتبار نہ ہوگا۔ بلکہ بیع کے بعد اس کو یہ حق حاصل ہوگا اور اس کے بعد ہی اس کا اپنے حق کو ساقط کر دینا قابل اعتبار ہوگا۔ اس کی بنیاد اس اصول پر قائم ہے کہ سبب پیدا ہونے سے قبل حق نہیں پیدا ہوتا، چنانچہ اس سے دستبرداری کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔<sup>(۱۶۲)</sup>

## جزء پر کل کا اطلاق ہوگا :

مالکیہ اس امر میں احناف سے متفق ہیں کہ شفعہ کا مشفوعہ کے بعض حصے کا مطالبہ کرنا اور بعض کو ترک کرنا اس کے شفعہ کو باطل کر دینا ہے۔<sup>(۱۶۱)</sup>

## شافعی مسلک :

(۱۶۱) صحیح، امام مدونۃ الکبریٰ، محولہ بالا، ج ۱۳، ص ۱۲۳

(۱۶۲) وان طوب قبله فاسقط حصہ، لم یلزمه اسقاطه لانه اسقط حقا مل وجوبه له (حواہر الاکلیل،

محولہ بالا، ج ۲، ص ۱۶۶)

(۱۶۳) صحیح، امام، مدونۃ الکبریٰ، محولہ بالا، ج ۱۳، ص ۱۲۴



فقہاء شافعیہ کے نزدیک بھی زرٹمن کی غلط بیانی کی صورت میں اگر زرٹمن کی تعداد زائد بیان کی گئی تھی جس کی بنا پر شفیع نے شفعم ترک کر دیا اور اس کے بعد مقدار کم ثابت ہوئی تو شفیع کا حق شفعم ساقط نہ ہوگا اس کے برعکس صورت میں شفعم ساقط ہو جائے گا۔ اسی طرح مشفوعہ کی مقدار میں غلط بیانی ثابت ہوئی مثلاً مشتری نے کہا کہ میں نے نصف آراضی ایک سو روپے میں خریدی ہے اس کے بعد معلوم ہوا کہ کل آراضی ایک سو روپے میں خریدی تھی تو شفیع کا حق شفعم باطل نہ ہوگا۔

### مشفوعہ بے کی فروخت اور سقوط شفعم :

اگر شفعم کا حق واجب ہونے کے بعد شفیع اپنا وہ حصہ جس کے سبب اس کو شفعم کا حق حاصل تھا فروخت کر دے تو اس کی دو صورتیں ہیں ، یا تو بیع کے علم کے بعد ایسا کرے گا یا بیع کے علم سے پہلے ، اگر بیع کے علم کے بعد ایسا کیا تو اس کا حق شفعم ساقط ہو جائے گا ، کیوں کہ شفعم کا سبب زائل ہو چکا اور اگر بیع کے علم سے پہلے کیا تو اس صورت میں شافعیہ کے دو قول ہیں۔ ایک یہ کہ شفعم ساقط ہو جائے گا ، دوم یہ کہ ساقط نہ ہوگا ، کیوں کہ شفعم کا جس وقت حق پیدا ہوا ہے اس وقت سبب موجود نہ تھا۔ لیکن مشفوعہ بے کی فروختگی کے بعد شفعم کا سوال خود بخود ختم ہو جاتا ہے۔

### بیع بے خیار شرط اور سقوط شفعم :

جس صورت میں کہ بیع میں خیار کی شرط بائع نے اپنے حق میں رکھی ہو تو جب تک بائع خیار ساقط نہ کر دے اس وقت تک شفیع کو شفعم کا حق نہ ہوگا۔ لیکن اگر خیار مشتری کے لئے رکھا گیا ہو تو اس صورت میں دو قول

ہیں۔ صحیح تر یہ قول ہے کہ شفعہ کا حق واجب ہو جائے گا۔

## وقف کی صورت میں :

فقہ شافعی کی زیر مطالعہ کتب میں شفعہ کا اپنی اس مملوکہ کو جس کے سبب اس کو شفعہ کا حق پیدا ہوا ہے وقف کر دینے یا مسجد و مقبرہ قرار دینے کے مسئلے میں کوئی صحیح قول نہیں مل سکا۔ البتہ معنی المحتاج میس ایک یہ جزئیہ موجود ہے کہ اگر شفعہ مشفوعہ سے کو بیع کے علاوہ کسی دوسرے عقد کے ذریعہ کسی کو منتقل کر دے مثلاً ہبہ کر دے خواہ اس کو شفعہ کے استحقاق کا علم نہ ہو تو صحیح تر قول یہ ہے کہ شفعہ کا حق ساقط ہو جائے گا۔<sup>۴۱۱</sup>

اس جزئیہ سے مشفوعہ سے وقف یا مسجد یا مقبرہ قرار دینے کی صورت میں حق شفعہ باطل ہو جانے کے حکم کا استخراج کیا جا سکتا ہے، کیوں کہ حق شفعہ کے لئے شافعیہ کے نزدیک بھی مشفوعہ سے میں شفعہ کی ملکیت کا برقرار و قائم رہنا شرط ہے۔

## معنوی رضامندی ترک شفعہ کے لئے کافی ہے :

شافعی فقہاء بھی احناف سے اس امر میں متفق ہیں کہ جس طرح صریح رضامندی کے ذریعہ شفعہ کا شفعہ ساقط ہو جاتا ہے اسی طرح دلالت رضامندی کے اظہار سے بھی شفعہ ساقط ہو جاتا ہے، چنانچہ صاحب المہذب نے لکھا ہے کہ شفعہ کا حق یا تو اس وقت ساقط ہو گا جب کہ صراحتاً شفعہ سے کہہ دے کہ میں نے اپنا حق شفعہ ترک کیا، یا کوئی ایسا فعل

۴۱۱ ج ۱ ص ۳۸۵

معنی المحتاج . معولہ بالا . ج ۲ ص ۲۹۹

۴۱۱ معنی المحتاج . معولہ بالا . ج ۲ ص ۳۰۸

کے جس سے شفعہ کے ترک کا اظہار ہوتا ہو ، دوسرا قول یہ ہے کہ شفعہ کو اس وقت تک شفعہ کا حسیق حاصل رہے گا جس وقت تک مشتری عدالت میں یہ دعوا دائر نہ کرے کہ جائداد کے شفعہ کو حکم دیا جائے کہ یا تو طلب شفعہ کے ذریعہ جائداد حاصل کرے یا شفعہ ترک کر دے کیوں کہ اگر شفعہ پر یہ لازم کر دیا جائے کہ یا تو طلب شفعہ کے ذریعہ جائداد حاصل کرے یا شفعہ ترک کر دے تو اس صورت میں شفعہ کو ضرر لاحق ہوگا۔ ہو سکتا ہے کہ بعض وجوہ کی بنا پر جو اس کے لئے دشواری کا باعث ہوں فوراً شفعہ کا دعوا نہ کر سکے حالانکہ وہ اس جائداد کو لینا چاہتا ہو۔ اور لینے میں اس کی منفعت پوشیدہ ہو۔ اور اگر یہ حکم دیا جائے کہ ثبوت حق شفعہ کے بعد ایک عرصہ غیر معینہ تک شفعہ کا دعوا کر کے شفعہ حاصل کر سکتا ہے تو اس صورت میں مشتری کو ضرر پہونچے گا ، کیوں کہ جب تک شفعہ کے متعلق کوئی پہلو متعین نہ ہو جائے مشتری مبیعہ میں اپنے تصرفات جاری نہ کر سکے گا۔ ایک تیسرا قول شافعہ سے یہ بھی منقول ہے کہ شفعہ کو محض تین یوم کا اختیار دیا جائے گا تاکہ نہ شفعہ کو ضرر لاحق ہو اور نہ مشتری کو ، چوتھا قول جو جدید قول ہے یہ ہے کہ شفعہ کو فی الفور فیصلہ کرنا ہوگا کہ وہ کیا کرے ، شفعہ کرے یا نہ کرے ، اس قول کو صاحب المہذب نے صحیح قرار دیا ہے۔ چنانچہ اس صحیح قول کی بنا پر اگر کسی عذر کے بغیر شفعہ طلب نہ کیا ، اس میں تاخیر کی تو شفعہ کا حق باطل ہو جائے گا البتہ اگر کسی عذر کی بنا پر تاخیر کی تو شفعہ کا حق قائم رہے گا ، مثلاً غسل جنابت کرنا تھا ، فرض نماز ادا کرنا تھی ، یا کھانا کھا رہا تھا اس سے فارغ ہونے کا انتظار کیا یا دروازہ بند کرنے یا لباس پہننے کی حد تک تاخیر کی تو اس کا حق شفعہ ساقط نہ ہوگا۔ یہ امور اس کے حق میں صحیح عذر شمار ہوں گے۔

ترک جزء ترک کل کے حکم میں ہوگا :

شافعیہ کے نزدیک بھی حق شفعہ ناقابل تجزیہ ہے یہ نہیں ہو سکتا کہ بعض حصہ مشفوعہ کا حاصل کرے اور بعض ترک کر دے۔ اس عمل سے کل حق شفعہ باطل ہو جائے گا۔<sup>۱۷۱</sup>

## حنبلہ مسلک :

فقہاء حنبلیہ کے نزدیک بھی صراحتاً یا دلالتاً ترک شفعہ کی دلیل ہانے جانے پر شفعہ ساقط ہو جاتا ہے۔ اگر شفیع نے مشتری سے مشفوعہ کی خریداری کی گفتگو کی یا صلح کی خواہش کی کہ مجھ سے صلح کر لو تو شفعہ باطل ہو جائے گا۔ کیوں کہ یہ امور طلب شفعہ کے ترک کی دلیل ہیں۔ لیکن حنبلیہ کے نزدیک بائع یا مشتری کی جانب سے بیع یا خریداری کا وکیل ہو جانا، یا بائع اور مشتری کا شفیع کے لئے خیار شرط مقرر کر دینا اور شفیع کا اس خیار کے تحت بیع کو نافذ کر دینا، شفیع کے حق شفعہ کو باطل نہ کرے گا۔

## ترک شفعہ کا وقت :

شفیع کا حق شفعہ کو ساقط کرنا بیع کے بعد قابل اعتبار ہوگا۔ اگر بیع سے قبل ساقط کیا تو یہ قابل اعتبار نہ ہوگا بلکہ شفیع کو شفعہ کا حق حاصل رہے گا۔ دوسرا قول یہ بھی ہے کہ حق شفعہ ساقط ہو جائے گا۔ نیز شفیع کا بائع اور مشتری کے درمیان دلالی کرنا بھی اس کے حق شفعہ کو باطل کر دے گا۔ اس کا یہ فعل حناہلہ کے نزدیک رضامندی شمار ہوگا۔

## ترک شفعہ بسبب غلط بیانی :

فقہاء حناہلہ فقہاء احناف و شافعیہ سے اس امر میں متفق ہیں کہ اگر شفیع

<sup>۱۷۱</sup> اس احادیث: المہذب، بحوالہ بالا، ج ۱، ص ۸۸۔ ۳۸۷ اور ۳۸۱

سے زر ثمن یا مبیعہ یا زر ثمن کی جنس میں غلط بیانی سے کام لیا گیا ہو جس کی بناء پر اس نے شفعہ ترک کیا ہو اور اس کے بعد اس کے خلاف ثابت ہوا ہو تو شفعہ کا حق شفعہ باطل نہ ہوگا۔ مثلاً مبیعہ کی قیمت میں زیادتی ظاہر کی گئی ہو یا اس میں کسی نقص کا اظہار کیا گیا ہو یا خریدار کی اطلاع غلط دی گئی ہو اور بعدہ ان امور کے برعکس ثابت ہوا ہو تو ان تمام حالات میں شفعہ باطل نہ ہوگا۔ (۳۲)

### خيار اور عدم وجوب شفعہ :

جس بیع میں خيار شرط یا خيار مجلس ہو ، جب تک یہ خيار ساقط نہ ہوں حق شفعہ واجب نہ ہوگا۔ خواہ خيار بائع نے رکھا ہو یا مشتری نے یا دونوں نے ، دوسرا قول یہ ہے کہ شفعہ واجب ہوگا۔ (۳۳)

### ولی کا طلب شفعہ :

محجور (جس کو اس کے مال میں تصرف کرنے سے حکم عدالت کے ذریعہ روک دیا گیا ہو) اس کے حق شفعہ کا مطالبہ اس کا ولی کرے گا۔ اگر اس کے ولی نے شفعہ کا مطالبہ نہ کیا تو فقہ حنبلی میں صحیح قول یہ ہے کہ نابالغ کو اپنے بلوغ کے بعد شفعہ کا حق حاصل رہے گا ، ولی کے ساقط کرنے سے ساقط نہ ہوگا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اگر نابالغ کے حق میں بذریعہ شفعہ حاصل کرنے میں اس کی منفعت متصور تھی تو اب بلوغ کے بعد نابالغ کو شفعہ کا حق حاصل ہوگا ، ورنہ نہ ہوگا۔ (۳۴)

### مشفوعہ بم کی فروخت اور سقوط شفعہ :

(۳۲) ابن قدامہ مقدسی ، المغنی ، محولہ بالا ج ۲ ، ص ۲۶۲

(۳۳) ابوالبرکات ، مجدالدین ، المحرر ، محولہ بالا ج ۱ ، ص ۲۶۵

(۳۴) ابن قدامہ مقدسی ، المغنی ، محولہ بالا ج ۲ ، ص ۲۶۲

ابن قدامہ مقدسی (۶۲۰ھ) ، المغنی ، مصر : ۱۳۶۶ھ ، ج ۵ ، ص ۲۹۵

فقہ حنبلی میں شفعہ کا اپنی اس جائداد کو فروخت کر دینا جس کے سبب اس کو شفعہ کا حق حاصل ہوا تھا اس کے متعلق دو قول منقول ہیں ، اول یہ کہ شفعہ ساقط ہو جائے گا دوسرے یہ کہ ساقط نہ ہوگا ۔ المفتح کے محشی شیخ سلیمان نے اپنے حاشیہ میں شفعہ ساقط نہ ہونے کے قول کو ترجیح دی ہے اور اس قول کو صحیح قرار دیا ہے ۔

## وفات شفعہ اور حق شفعہ :

اگر شفعہ کا طلب موثبت و اشہاد سے قبل بغیر کسی عذر کے انتقال ہو گیا تو حنبلیہ کے نزدیک بھی شفعہ باطل ہو جائے گا ، جیسا کہ احناف کا مسلک ہے ۔ اور حق شفعہ اس کے ورثاء کی جانب منتقل نہ ہوگا ۔ لیکن احناف کے برخلاف اگر شفعہ طلب موثبت کر چکا تھا تو چون کہ حق شفعہ واجب ہو چکا تھا لہذا حنبلیہ کے نزدیک حق شفعہ شفعہ کے ورثاء کی جانب منتقل ہو جائے گا۔<sup>۱۶۱</sup>

## کل مشفوعہ کا شفعہ :

شفعہ کو کل جائداد مشفوعہ کا شفعہ کرنا ہوگا ۔ اگر شفعہ یہ چاہے کہ مشفوعہ کا بعض حصہ حاصل کرے اور بعض حصہ ترک کر دے تو اس کے اس عمل سے شفعہ کا حق باطل ہو جائے گا ، البتہ اگر مشفوعہ کا بعض حصہ کسی سماری آفت سے تباہ ہو گیا تو ایسی صورت میں بقیہ حصہ اس کے زر ثمن کے بقدر بذریعہ شفعہ حاصل ہو سکے گا۔<sup>۱۶۲</sup>

۱۶۱ ابوالرکاب ، مجدالدین ، المحرر فی الفقہ ، مجلد ۷ ، ج ۱ ، ص ۳۶۶

اس قدامہ مقدسی ، المصنوع ، مجلد ۷ ، ج ۲ ، ص ۴۰

۱۶۲ ایضاً ، ج ۲ ، ص ۲۶۳

اس قدامہ مقدسی ، المصنوع ، مجلد ۷ ، ج ۵ ، ص ۳۴۴

ابوالرکاب ، مجدالدین ، المحرر فی الفقہ ، مجلد ۷ ، ج ۱ ، ص ۳۶۶

سیح سلیمان ، شرح الکبیر بر حاشیہ المصنوع ، مجلد ۷ ، ج ۵ ، ص ۳۴۶

## ظاہری مسلک :

ظاہریہ کے نزدیک بھی اگر طلب موائبت سے قبل شفیع کا انتقال ہو گیا تو اس کا شفعہ باطل ہو جائے گا اور وراثہ کی جانب سے حق منتقل نہ ہوگا۔ لیکن اگر طلب موائبت کے بعد ایسا واقعہ پیش آیا تو اب حق شفعہ وراثہ کی جانب منتقل ہو جائے گا۔ (۸۱)

فقہاء ظاہریہ کے نزدیک شفعہ کے حق کے ساقط کرنے کا محض ایک ہی طریقہ ہے وہ یہ ہے کہ صراحت کے ساتھ واضح الفاظ میں شفعہ کو ساقط کرے یا اس کی طلب سے انکار کر دے۔ دلالتاً ترک حق شفعہ کا ان کی مشہور کتاب المحلی میں ذکر نہیں مل سکا۔

## شیعی مسلک :

فقہاء شیعہ امامیہ کے نزدیک اگر جائداد مشفوعہ کے زر نم کے متعلق غلط اطلاع دی گئی مثلاً کہا گیا کہ میں نے نصف جائداد ایک سو روپے میں خریدی ہے، شفیع نے اس اطلاع پر شفعہ ترک کر دیا، یا کہا کہ میں نے چوتھا حصہ پچاس روپے میں خریدا ہے، شفیع نے شفعہ ترک کر دیا، اس کے بعد معلوم ہوا کہ اول صورت میں چوتھا حصہ پچاس (روپے) میں خریدا ہے یا دوسری صورت میں نصف حصہ ایک سو (روپے) میں خریدا ہے تو شفیع کا شفعہ باطل نہ ہوگا، اس لئے کہ کبھی تو شفیع کے پاس زائد رقم نہیں ہوتی اور کبھی مبیعہ کے ناقص ہونے کی بناء پر خریداری کی خواہش نہیں رکھتا۔ اگر شفیع کو اطلاع ملی کہ دو شخصوں نے شرکت میں خریدا ہے بعدہ معلوم ہوا کہ خریدار ایک ہی تھا یا اول معلوم ہوا کہ خریدار ایک ہے بعدہ دو ثابت ہونے یا اطلاع ملی تھی کہ فلاں شخص نے اپنی ذات کے لئے خریدا ہے بعدہ معلوم ہوا

کہ کسی دوسرے شخص کے لئے خریدا تھا ان صورتوں میں غرض کے اختلاف کی بنا پر شفعہ ساقط نہ ہوگا۔

**شفعہ اور وراثت :** شرائع الاسلام میں لکھا ہے کہ مفید اور مرتضیٰ نے فرمایا ہے کہ حق شفعہ وراثت میں منتقل ہو سکے گا اور شیخ کا قول ہے کہ یہ حق وراثت میں منتقل نہ ہو سکے گا۔ شیخ کے قول کی بنیاد طلحہ بن زید بنری کے قول پر ہے، لیکن اول قول کتاب اللہ کی آیت کے عموم کی بناء پر قوی ہے۔<sup>۹۱</sup> چنانچہ توریث کے قول کے بموجب اگر شفعہ فوت ہونے کے بعد میت کے ورثاء میں صرف ایک لڑکا اور بیوی چھوڑے تو آٹھواں حصہ شفعہ کا حق بیوی کو ہوگا اور باقی حصہ کے شفعہ کا حق لڑکے کو ہوگا۔

اگر ورثاء میں سے کسی نے اپنا حق شفعہ ترک کر دیا، دوسرے وارثوں کا حق قائم رہے گا اور وہ کل جائداد مشفوعہ کو بحق شفعہ حاصل کر سکیں گے۔ اس مسئلے میں معمولی سا اختلاف ہے۔

**مشفوعہ سے کسی فروخت کا شفعہ پر اثر :** اگر شفعہ نے شفعہ کے وجوب کے علم کے بعد اپنا وہ مملوک جس کی بناء پر اس کو شفعہ کا حق حاصل تھا فروخت کر دیا، شیخ نے فرمایا کہ شفعہ باطل ہو جائے گا، کیوں کہ جس سبب سے شفعہ کا حق حاصل ہوا تھا وہ سبب زائل ہو گیا۔

**خیار شرط کے ساتھ بیع کی صورت میں حق شفعہ :** اگر شریک نے مشتری کے شرط خیار کے ساتھ بیع کیا ہو اس کے بعد شفعہ نے اپنا مملوک مشفوعہ سے فروخت کر دیا تو اب مشتری کو شفعہ کا حق حاصل ہو جائے گا، کیوں کہ بیع کے عقد سے انتقال ملکیت ہو چکا۔ لیکن اگر خیار بائع نے رکھا تھا یا دونوں نے اپنے اپنے لئے رکھا تھا تو اس صورت میں بائع کو شفعہ کا حق حاصل

<sup>۹۱</sup> شرائع الاسلام کے کتاب اللہ کی اس آیت کا حوالہ نہیں دیا ہے جس کی حالت اس قول کی

سب کی گئی ہے۔ (مولف)



ہوگا کیوں کہ خیاب کے ساقط ہونے سے قبل بائع کی ملکیت بدستور باقی ہے۔<sup>۸۰۰</sup>

صلح ، کفالت اور وکالت کی صورت میں شفعمہ : شفعمہ کے ترک شفعمہ پر صلح کر لینے سے یا بائع کے حق میں نقصان کا ضامن ہونے یا مشتری کے حق میں ضامن ہونے یا بائع و مشتری کی جانب سے شفعمہ کے حق میں شرط خیاب ہونے سے شفعمہ کا حق شفعمہ ساقط نہ ہوگا ، اگر دونوں کے درمیان شفعمہ نے وکالت کا فریضہ انجام دیا تو اس حالت میں دو روایتیں ہیں اول یہ کہ حق شفعمہ ساقط ہو جائے گا اور دوسری یہ کہ ساقط نہ ہوگا ۔ کیوں کہ اس حالت میں رضامندی کا شبہ موجود ہے۔ شیعہ امامیہ کے نزدیک ترک شفعمہ کا عمل اس وقت شفعمہ کو ساقط کرے گا جب کہ بیع کے بعد ایسا عمل ہوا ہو لیکن بیع سے قبل شفعمہ کے ساقط ہونے کا سبب نہ ہوگا ، لیکن ساتھ ہی اس مسئلے میں تردد کا اظہار بھی کیا گیا ہے۔<sup>۸۱۱</sup>

شفعمہ کے غیر موجود یا محجور ہونے کی صورت میں شفعمہ : جب کہ شفعمہ غائب ہو یا کم عقل ہو یا نابالغ و مجنون ہو تو ان کی طرف سے شفعمہ کا حق ولی کو حاصل ہوگا ، بشرطے کہ ان مذکورہ لوگوں کی طلب شفعمہ میں منفعت موجود ہو ، اگر ولی نے شفعمہ کا حق طلب نہ کیا تو نابالغ کو بلوغ کے بعد اور مجنون کو صحت کے بعد شفعمہ کا حق حاصل ہوگا ، کیوں کہ طلب میں تاخیر عذر کی بناء پر تھی ۔ اور اگر مذکورہ اشخاص کا جائداد کو بحق شفعمہ حاصل کرنے میں کوئی فائدہ نہ ہو اور ولی حاصل کرے تو ولی کا یہ عمل صحیح نہ ہوگا۔<sup>۸۲۱</sup>

۸۰۱۔ الحلی ، شرائع الاسلام ، محولہ بالا ، ج ۲ ، ص ۶۵ - ۱۶۳

۸۱۱۔ الحلی ، شرائع الاسلام ، محولہ بالا ، ج ۲ ، ص ۶۵ - ۱۶۳

۸۲۰۔ شرائع الاسلام میں عمل صحیح سے ہونے کی صورت میں ولی کے اس عمل کے حق میں کیا حکم ہوگا ؟ آیا وہ ضامن ہوگا یا نہیں کوئی صریح حکم موجود نہیں لیکن فقہی نقطہ نظر سے ظاہر ہے کہ یہ خریداری بدریضہ شفعمہ خود ولی کے حق میں نافذ ہوگی اور وہ ان افراد کی رقم کا ان کے حق میں ضامن ہوگا ۔ (مؤلف)

شفعہ کل جائداد مبیعہ میں ہو سکے گا : شیعہ امامیہ اس امر میں فقہاء اہل سنت سے متفق ہیں کہ شفعہ کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ مشفوعہ کا بعض حصہ بحق شفعہ لے اور بعض حصہ ترک کر دے ، بلکہ کل مشفوعہ لینا لازم ہوگا۔ ۸۲

## عدالتی نظائر :

کسی بھی قیمت پر خریدنے سے صریح انکار مدعی کے حق شفعہ کو زائل کرنے کے لئے کافی ہے۔ لیکن کسی خاص قیمت پر خریدنے سے انکار اس سے کم قیمت پر بھی خریدنے سے انکار تصور نہیں کیا جا سکتا۔ ۸۳ غیر مستحق کے حق میں بیع نامہ کا مسودہ دیکھنے کے بعد بھی انہی حق کا ادعا نہ کرنا اس کے حق کو بوجہ دست برداری زائل کر دیتا ہے۔ ۸۵

راقم الحروف کے نزدیک اگر بیع نامہ رجسٹری شدہ یا تکمیل شدہ مرتہن کی جانب سے تھا تب نو حق شفعہ ساقط ہوگا ورنہ محض مسودہ دیکھ کر خاموش رہنے سے حق شفعہ ساقط نہیں ہوتا چنانچہ محض یہ واقعہ کہ شفعہ کو پہلے سے اطلاع تھی کہ کس تاریخ پر جائداد فروخت ہونے والی ہے امر مانع تقرر مخالف کا اثر نہیں رکھتا ہے اور نہ اس کو فی الواقع بیع عمل میں آنے کے بعد طلب شفعہ کے حق سے محروم کر سکتا ہے۔ ۸۶

ہندو خاندان مشترکہ کے منتظم (Karta) کی حق شفعہ سے دست

- ۱۸۲۱ . الحلّی . شرائط الاحلام . محولہ بالا . ج ۲ . ص ۱۶۲  
 ۱۸۳ . لبراہی بی بنام شیخ علاء اللہ . المیزان کیسیر . ۱۱۸ . ص ۱۴۰  
 ۱۸۵ . سید محمد متین بنام گیش برضاد سکھ . المیزان کیسیر . ج ۱۱۸ ص ۲۲۶  
 ۱۸۶ . محمد عسکری سام رحمت اللہ . الہ آباد . لاہرنل . ج ۲۵ . ص ۳۴۳  
 المیزان کیسیر . ج ۱۰۸ . ص ۴۴  
 اے ای آر . ۱۹۳۰ . الہ آباد . ص ۳۳۵

برداری جملہ اراکین خاندان کی طرف سے مکمل دست برداری کا اثر رکھتی ہے۔ (۸۱)

حق شفعہ بیع کے ساتھ پیدا ہوتا ہے نہ کہ بیع سے قبل۔ بیع کے قبل کے انکار کو کوئی اہمیت نہیں دی جا سکتی۔

مدعی نے قبضے کے لئے ایک نالش دائر کی اور راضی نامہ کر لیا جس کی رو سے اس نے معاوضہ مل جانے پر اپنا حق چھوڑ دیا۔ قرار دیا گیا کہ راضی نامہ فروخت نہیں ہے اس لئے حق شفعہ پیدا نہیں ہوتا۔ (۸۱)

ایک مرتبہ دست برداری اختیار کر لینے کے بعد دوبارہ ادعا کے حق کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ (۸۱)

حق شفعہ ایک شخصی حق ہے۔ کسی شخص کی ذاتی حیثیت اور نمائندہ ہونے کی حیثیت میں فرق ہے چنانچہ اگر کسی شخص نے کسی دوسرے شخص کے مختار (Attorney) کی حیثیت سے حق شفعہ طلب کیا جو بوجہ مختار نامہ کے ناقص ہونے کے رد کر دیا گیا تو قرار دیا گیا کہ اس کا ذاتی حق شفعہ ساقط نہیں ہوتا اور وہ اس حق کے ادعا سے باز نہیں رکھا جا سکتا۔ (۱۰)

(۸۱) گھانسی رام شرما بنام لاہوری رام . انڈین کیسیز . ج ۱۷۶ ص ۱۲۵

سورج برشاد بنام اودھ بہاری . انڈین کیسیز . ج ۱۶۱ ص ۶۸۱

اے آئی آر . ۱۹۳۱ . اے آئی آر . ص ۲۱۶

ادیس بنام جے اسکر . انڈین کیسیز . ج ۵۶ ص ۲۲۴

(۸۸) ۹۶ . پنجاب لاء ریورٹر . ص ۲۰

(۸۹) گھانوی رام بنام چنورام . انڈین کیسیز . ج ۸۹ ص ۹۲۸

اے آئی آر . ۱۹۲۶ . لاہور . ص ۳۳۲

جانکی رام بنام درین بانی . انڈین کیسیز . ج ۱۰۲ ص ۳۳۰

اے آئی آر . ۱۹۲۷ . لاہور . ص ۵۰۱

(۹۰) مستقیم بنام شیر بہادر . بی ایل ڈی . ۱۹۶۲ . پشاور ۱۳

بی ایل آر . ۱۹۶۳ . (۱) ڈیلو بی . ۹۶۸ اجلاس متفقہ ۔

کسی شخص کو اس کے قانونی حق سے محروم کرنے کے لئے واضح اور معقول شہادت ہونی چاہئے۔ ایک ہی شخص دو مختلف حیثیتیں رکھ سکتا ہے ایک حیثیت ذاتی اور دوسری حیثیت دوسرے اشخاص کے قانونی حق کی نمائندگی کرنے والی کی جنہاں جسے ایک حیثیت سے اس کا عمل کرنا اس کی دوسری حیثیت کے لئے قابل پابندی نہیں ہو سکتا۔

ایک جائداد کا پرائیویٹ نیلام کیا گیا۔ شفیق بوقت نیلام موجود تھا۔ اس نے نیلام میں بولی دی مگر ناکام رہا۔ اس کا یہ فعل یعنی نیلام میں حصہ لینا اس کے حق میں شفعہ کے اسقاط یا ترک کا باعث نہ ہوگا۔ چنانچہ وہ اپنے حق شفعہ کا ادعا کر سکتا ہے۔ ۱۹۱

۳۲۶ - جائداد مشفوعہ کے عوض کے لئے یہ شرط ہوگی کہ وہ مال ہو۔ مشفوعہ کا عوض اگر مال نہ ہو تو اس میں شفعہ کا حق واجب نہ ہوگا، نیز یہ کہ مال کی مقدار معلوم ہو۔

عوض  
جائداد  
مشفوعہ

مثال :- کسی جائداد کو قتل عمد سے صلح یا عورت کے مہر میں مقرر کرنے کی صورت میں شفعہ کا حق حاصل نہ ہوگا۔

## تشریح

مہر کے عوض جائداد میں شفعہ: عورت کے مہر کے عوض مکان دینے جانے کی صورت میں حق شفعہ پیدا نہیں ہوگا۔ چنانچہ اگر کل جائداد مشفوعہ کے بعض حصے کا عوض مال ہو اور بعض کا مال نہ ہو، مثلاً ایک عورت کے مہر میں مکان اس شرط پر دیا کہ عورت مکان کے ایک حصے کے عوض ایک ہزار روپے ادا کرے گی تب بھی اس حصے میں جس کا عوض مال ہے شفعہ

کا حق ثابت نہ ہوگا ، کیوں کہ اس عقد میں بیع کے معنی عقد مہر کے تابع ہیں۔ اصل مقصد ادائیگی مہر ہے جس کی دلیل یہ ہے کہ یہ معاہدہ نکاح کے ایجاب و قبول سے منعقد ہوگا نہ کہ بیع کے الفاظ ایجاب و قبول سے۔ اور اصل عقد یعنی نکاح کے عوض میں شفعہ واجب نہیں ہونا، لہذا اس کے تابع میں بھی واجب نہ ہوگا۔ یہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے اور الدر المختار میں محض امام کے قول کو نقل کیا گیا ہے اور یہ اصول تعبیر ہے کہ متون میں نقل کیا ہوا قول جب کہ شروع میں اس کے خلاف تصحیح نہ کی گئی ہو قوی و مفتی سے سمجھا جاتا ہے اس کے برخلاف امام ابو یوسف و امام محمد رحمۃ اللہ علیہما نے کہا ہے کہ مال کے بقدر حصے میں شفعہ واجب ہوگا۔

## راقم الحروف کی رائے

راقم الحروف کے نزدیک امام صاحب کا قول یوں بھی راجح قرار دیا جانا چاہئے کہ اگر صاحبین کے قول کو اختیار کیا جائے تو اس سے جائداد مشفوعہ کی تفسیم کا مسئلہ پیدا ہوگا۔ ظاہر ہے کہ احکام شریعت میں توسع اور سہولت کا لحاظ رکھنا ضروری ہوتا ہے ، بالخصوص ان احکام و مسائل میں جو اجتہادی نوعیت کے حامل ہوں۔

## جائداد عوض خلع یا صلح قتل عمد میں شفعہ

حنفی مسلک : جو جائداد خلع کا عوض مقرر کی گئی ہو یا قتل عمد کے قصاص میں صلح کا عوض ہو ان میں بھی شفعہ واجب نہ ہوگا۔ کیوں کہ اس حالت میں مکان کا قابض اپنے انکار کی بناء پر مکان کو اپنے گمان میں اپنی ملکیت برقرار تصور کر رہا ہوگا اور سکوت کی صورت میں یہ احتمال ہے کہ جو مال اس نے صلح کے عوض دیا ہو اس سے یہ غرض ہو کہ اس کو حلف نہ

اٹھانا پڑے؛ اور یہ مال اس کے حلف کا فدیہ ہو جائے، اور مقابل فریق سے اس طرح اپنی جان چھڑانے کی کوشش کی ہو۔ برخلاف اس صورت کے جب کہ یہ مدعی کی ملکیت کے دعوے کو قبول کرنے اور پھر بطور صلح مکان اس مدعی کے حوالے کرے تو اب شفعہ واجب نہ ہوگا، کیوں کہ یہ عمل ہر ایک کے حصے کی علاحدگی ہوگی نہ کہ تبادلہ مال بمال۔<sup>۱۲۱</sup>

مذکورہ بالا مسائل اس شرط پر مبنی ہیں کہ متشفوع کا عوض مال ہو، اور مال کے لئے بھی یہ شرط ہے کہ اس کی مقدار شفعہ کے وقت معلوم ہو۔<sup>۱۲۲</sup>

### مالکی مسلک :

فقہاء احناف کے نقطہ نظر کے خلاف فقہاء مالکیہ کے نزدیک جو جائداد خلع یا مہر یا قتل عمد کے قصاص سے صلح کے عوض دی گئی ہو اس میں شفعہ کو شفعہ کا حق حاصل ہوگا اور شفعہ ان تمام صورتوں میں مشفوعہ حصے کی جو قیمت ہوگی ادا کر کے ان کو حاصل کر لے گا۔<sup>۱۲۳</sup>

### شافعی مسلک :

شافعی فقہاء کے نزدیک بھی مہر نکاح اور عوض خلع میں مکان یا آراضی ذبح جانے کی صورت میں شفعہ کا حق پیدا ہو جائے گا حتیٰ کہ اگر جائداد اجارے پر بھی اٹھانی گئی ہو تب بھی شافعیت کے نزدیک حق شفعہ ثابت ہوگا۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ یہ تمام معاملات عمد معاوضہ ہیں، لہذا۔ میں حق شفعہ جاری ہوگا۔<sup>۱۲۴</sup>

- |     |   |
|-----|---|
| ۱۲۱ | الکاسانی . بدائع الصنائع . محولہ بالا . ج ۵ . ص ۶۱  |
| ۱۲۲ | داماد آمدی . مجمع الانہر . محولہ بالا . ج ۲ . ص ۲۸۶ |
| ۱۲۳ | الآبی . حواہر الاکلیل . محولہ بالا . ج ۲ . ص ۱۵۸    |
|     | سحون . امام مدرہ الکری . محولہ بالا . ج ۱۳ . ص ۲۹۰  |
| ۱۲۴ | اسی اسحاق . المہذب . محولہ بالا . ج ۱ . ص ۲۸۳       |

فقہاء شافعیہ کے نزدیک بھی زر ثمن مجہول رہنے کی صورت میں شفعہ واجب نہ ہوگا جب تک زر ثمن کا تعین نہ ہو جائے۔ (۱۹۱)

### حنبلہ مسلک :

فقہاء حنبلیہ تعین زر ثمن میں شافعیہ سے متفق ہیں۔ (۱۹۱) لیکن عوض نکاح یعنی مہر اور عوض خلع اور صلح قتل عمد میں حاصل شدہ جائداد میں حق شفعہ کے پیدا ہونے یا نہ ہونے کے سلسلے میں حنبلیہ کے تین قول بیان کئے گئے ہیں جس میں یہ قول ماخوذ فی المذہب قرار دیا گیا ہے کہ ان عوضوں میں حق شفعہ حاصل نہ ہوگا، کیوں کہ یہ عوض ملغی نہیں ہیں یعنی نکاح کے عوض جو مہر ادا شدنی تھا وہ کسی مال کا مقابل نہ تھا۔ ظاہر ہے کہ نکاح یا خلع مال نہیں ہوتے اسی طرح قصاص بھی مال نہیں۔ (۱۹۱)

### راقم الحروف کی رائے :

راقم الحروف کے نزدیک اس ضمن میں احناف اور حنابلہ کا نقطہ نظر صحیح تر معلوم ہوتا ہے۔

### شیعی مسلک :

فقہاء امامیہ زر ثمن مجہول ہونے کے حکم میں فقہاء احناف سے متفق ہیں۔ نیز مہر و خلع و صلح قتل عمد کے معاوضہ ہونے کی صورت میں بھی احناف سے متفق ہیں کہ شفعہ کا حق ثابت نہ ہوگا۔ (۱۹۱)

(۱۹۱) ایضاً ج ۱ ص ۳۹۰

(۱۹۲) ابوالبرکات . مجدالدین . المحرر فی الفقہ . محولہ بالا . ج ۱ ص ۳۴

ابن قدامہ مقدسی . المتفق . محولہ بالا . ج ۲ ص ۲۴۲

(۱۹۳) ابوالبرکات . مجدالدین . المحرر فی الفقہ . محولہ بالا . ج ۱ ص ۳۴

التفتیح الشیعی ..... ص ۱۴۵

العدہ شرح السنۃ ..... ص ۲۴۵

## پاکستانی قانون :

حسب دفعہ قانون شفعم پنجاب ایکٹ تبادلہ کی صورت میں حق شفعم پیدا نہیں ہوتا۔ چنانچہ مشتری نے دس مرلے زمین مع حصہ کنواں مالیاتی ۱۸ سو روپے لیا اور تبادلہ میں ۹ مرلے زمین اور ایک ہزار روپے نقد دیا۔ اس معاملے کو تبادلہ قرار دیا گیا۔ (۱۹۰۰)

۳۲۴۔ یہ شرط ہوگی کہ مبیعہ مشفوعہ سے بائع کا حق ملکیت قطعی طور پر ساقط ہو گیا ہو چنانچہ بیع فاسد کی صورت میں جب تک بائع اور مشتری کا حق استرداد ساقط نہ ہو جائے اس وقت تک شفعم حاصل نہ ہوگا۔ اسی طرح جب کہ بائع نے بیع میں اپنے لئے خیاب کی شرط رکھی ہو تو خیاب ساقط ہونے کے وقت تک شفعم کا حق حاصل نہ ہوگا۔ البتہ خیاب عیب یا خیاب رویت حق شفعم کے مانع نہ ہوں گے اور نہ مشتری کا خیاب شرط مانع ہوگا۔

مبیعہ مشفوعہ سے  
بائع کی ملکیت کا  
ساقط شرط ہے

## تشریح

### حنفی مسلک :

حق شفعم کے ثبوت کے لئے یہ شرط ہے کہ مبیع سے بائع کا حق ملکیت قطعی طور پر ساقط ہو گیا ہو، اس بناء پر فاسد بیع میں جب تک بائع کو بیع کے فسخ کرنے کا حق ساقط نہ ہو گیا ہو شفعم کو شفعم کا حق حاصل نہ ہوگا۔

بیع فاسد اور حق شفعم : بدانع الصنائع میں لکھا ہے کہ فاسد بیع کی صورت میں جب تک بائع کا حق فسخ اور مبیع کو اپنی ملکیت میں واپس لے



لینے کا حکم ساقط نہ ہو جائے اس وقت تک شفیع کو شفعہ کا حق حاصل نہ ہوگا البتہ اگر کوئی سبب بائع کے حق کو ساقط کر دینے کا موجب ہو تو پھر شفعہ کا حق ثابت ہو جائے گا، مثلاً مبیعہ میں مشتری کا کسی قسم کا اہل و عیال نہ دینا، یا جائداد مشفوعہ سے مشتری کی ملکیت کا زائل ہو جانے سے۔ صورتوں میں شفیع کو شفعہ کا حق حاصل ہو جائے گا، کیوں کہ شفعہ کا مانع بائع کا حق فسخ قائم ہونا تھا اور مشتری کے ان تصرفات سے بائع کا حق فسخ زائل ہو گیا لہذا شفیع کو شفعہ کا حق حاصل ہو جائے گا۔ اگر فاسد بیع کے مشتری نے فاسد بیع کے مبیعہ کو کسی تیسرے شخص کے ہاتھ بذریعہ صحیح عقد بیع فروخت کر دیا، اس کے بعد شفیع حاضر آیا تو اس کو اختیار ہوگا کہ وہ اول بیع کی بنیاد پر شفعہ طلب کرے یا دوسری بیع کی بنیاد پر کرے، کیوں کہ اب شفیع کو ہر دو بیع کی بنیاد پر شفعہ کا حق حاصل ہو گیا ہے اس لئے اس کو یہ حق حاصل ہوگا کہ جس بیع کی بنیاد پر چاہے شفعہ کا مطالبہ کر دے، البتہ فرق یہ ہوگا کہ اگر اس نے دوسری بیع کی بنیاد پر شفعہ کیا تو اس کو وہ زر ثمن ادا کرنا ہوگا جو دوسری بیع کے مشتری نے اپنے بائع کو ادا کیا ہوگا۔ اور اگر اول بیع کی بنیاد پر شفعہ طلب کیا تو اس کو وہ زر ثمن ادا کرنا ہوگا جو اول مشتری نے اپنے بائع کو ادا کیا ہوگا، کیوں کہ اول مشتری نے بیع فاسد کے ذریعہ مبیعہ پر قبضہ کیا تھا اور فاسد بیع میں قابض مبیعہ پر شئی کی اصل قیمت کی ادائیگی لازم ہوتی ہے نہ کہ زر ثمن کی جو کہ اس کے بائع اور اس کے درمیان طے ہوا ہو۔ اور یہ اصل قیمت اس وقت کی لازم ہوگی جب کہ مشتری نے اس پر قبضہ کیا ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ فاسد بیع کے مبیعہ پر قبضہ غاصب کے مقصوبہ قبضے کی مثل ہوتا ہے اور مقصوبہ شئی کی ضمانت میں وہ قیمت ادا کرنا ہوتی ہے جو غاصب کے اس شئی کو غصب کرنے کے وقت ہو۔

بیع فاسد میں مشتری کے تعمیر کرنے کی صورت میں شفعہ کا

وجوب : امام ابوحنیفہ نے فرمایا ہے کہ اگر کسی شخص نے کوئی آراضی بیع فاسد کے ذریعہ خریدی اور اس آراضی پر عمارت تعمیر کر لی تو شفعہ کو شفعہ کا حق حاصل ہو جائے گا، کیوں کہ اس تعمیر کی وجہ سے بائع کا حق فسخ ساقط ہو گیا اور وجوب شفعہ کا جو امر مانع تھا وہ زائل ہو گیا، اور امام ابو یوسف و امام محمد نے فرمایا ہے کہ شفعہ کا حق ثابت نہ ہوگا۔ ان دونوں حضرات کے نزدیک مشتری کی تعمیر سے بائع کا حق فسخ زائل نہیں ہوتا، لہذا حق شفعہ کا مانع موجود ہوگا۔<sup>۱۰۱۱</sup>

(صاحب بدائع الصنائع کے امام ابوحنیفہ کے قول کو مقدم کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ فقہاء احناف نے امام ابوحنیفہ کے قول کو اختیار کیا ہے۔)

ردالمحتار میں لکھا ہے کہ جو حکم آراضی میں مشتری کے عمارت تعمیر کر لینے کا ہے وہی حکم اس وقت بھی ہوگا جب کہ بیع فاسد کا مشتری کسی دیگر عقد کے ذریعہ فاسد بیع کے مبیعہ کو اپنی ملکیت سے کسی کی جانب منتقل کر دے، مثلاً بیع وغیرہ کر دے۔<sup>۱۰۱۲</sup>

بیع فاسد کے مشتری نے جب مبیعہ پر قبضہ کر لیا ہو، اس کے بعد اس مبیعہ کی ہم سائیگی میں کوئی مکان فروخت ہوا تو اس مشتری کو اس مکان میں شفعہ کا حق حاصل ہوگا۔ لیکن اگر مشتری نے اس مکان پر شفعہ کا دعوا نہ کیا اور بائع نے اپنے حق فسخ کے تحت مکان مشتری سے واس لے لیا تو اب مشتری کو یہ حق نہ ہوگا کہ وہ اس ہم سایہ مکان کی نسبت شفعہ کا دعوا کرے۔ البتہ اگر اس عمل سے قبل مشتری نے مکان کو بحق شفعہ لے لیا ہوگا اور اس کے بعد بائع نے بحکم فساد بیع مبیعہ کو واس لیا ہوگا تو مشتری کا اس

۱۰۱۱ الکاساس . بدائع الصنائع . محولہ بالا . ج . ۵ . ص ۱۳

ہادی عالم گیری . محولہ بالا . ج . ۲۳ . ص ۳

۱۰۱۲ اس عابدین . ردالمحتار . محولہ بالا . ج . ۵ . ص ۲۰

ہم سایہ مکان کو بحق شفعہ حاصل کر لینا قائم و صحیح رہے گا لیکن اگر فاسد بیع کے مشتری نے میبعمہ پر قبضہ نہ کیا ہو اور اس عرصے میں کوئی مکان میبعمہ مذکور کی ہم سائیگی میں فروخت ہوا تو اس وقت بائع کو شفعہ کا حق حاصل ہوگا، نہ مشتری کو، کیوں کہ میبعمہ مذکورہ اس کی ملکیت میں بدستور قائم ہے لہذا وہ (بائع) اس مکان کا اتصالی ہم سایہ ہوگا اب اگر بائع نے اپنے حق میں شفعہ کا فیصلہ ہونے سے قبل میبعمہ کو مشتری کے قبضے میں دے دیا تو بائع کا حق شفعہ باطل ہو جائے گا، لیکن اب مشتری کو بھی شفعہ کا حق حاصل نہ ہوگا، کیوں کہ ایسی صورت میں مشتری کی ہم سائیگی بیع کے بعد وجود میں آئی ہے۔ (۱۰۴) یعنی سبب شفعہ بعد میں پیدا ہوا ہے۔

یہ اصول مسلم ہے کہ شفعہ کا حق اس وقت واجب ہوگا جب بائع کا حق میبعمہ سے قطعاً ساقط ہو گیا ہو۔ چنانچہ شفعہ کو اس وقت تک شفعہ کا حق حاصل نہ ہوگا جب تک بائع کا اختیار شرط ساقط نہ ہو جائے۔ اس لئے کہ بائع کا اختیار میبعمہ کو اس کی ملکیت سے خارج ہونے کا مانع ہوتا ہے جس وقت وہ اپنا اختیار ساقط کرے گا، یا اختیار کسی سبب سے ساقط ہو جائے گا اسی وقت شفعہ کو شفعہ کا حق حاصل ہو جائے گا، کیوں کہ اس وقت بائع کی ملکیت کا قطعی ساقط ہو جانا وجود میں آجائے گا۔

اگر مشتری نے اپنے حق میں اختیار شرط کیا ہو تو یہ امر حق شفعہ کے وجوب کا مانع نہ ہوگا۔

اور اگر بائع و مشتری دونوں نے اپنے اپنے لئے اختیار رکھا ہو تو جب تک بائع کا اختیار باقی ہوگا شفعہ کو شفعہ کا حق حاصل نہ ہوگا کیوں کہ میبعمہ بائع کی ملکیت میں قائم ہوگا، برخلاف مشتری کے اختیار کے۔ چنانچہ اگر بائع نے اپنا اختیار ساقط کر دیا مگر مشتری کا باقی رہا تو شفعہ واجب ہو جائے گا،

کیوں کہ بائع کے خیار ساقط کر دینے سے مبیعہ مشفوعہ اس کی ملکیت سے قطعاً خارج ہو گیا، اور مشتری کا خیار حق شفیعہ کا مانع نہیں ہوگا۔ اب جس صورت میں کہ دونوں نے اپنے لئے خیار رکھا ہو اور خیار کی مدت میں مبیعہ مشفوعہ کی ہم سائیگی میں کوئی مکان فروخت ہوا تو اس فریق کو شفیعہ کا حق حاصل ہوگا جو اپنا خیار اس کے ساتھ ساقط کر دے گا۔ اگر بائع نے بیع کو فسخ کر دیا تو اس کو شفیعہ کا حق اس بناء پر حاصل ہوگا کہ مبیعہ بدستور اس کی ملکیت میں قائم رہا، کیوں کہ بیع کو فسخ کر دیا گیا ہے اور اگر مشتری نے ساقط کیا تو مشتری کو اس ہم سائیگی والے مکان میں شفیعہ کا حق حاصل ہو جائے گا کیوں کہ اس کے خیار ساقط کرنے کے یہ معنی ہوں گے کہ اس نے بیع کو اپنے حق میں نافذ اور قطعی کر لیا۔<sup>۱۱۴۱</sup>

خیار شرط کی صورت میں شفیعہ کی طلب کا وقت: پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ اگر بائع نے اپنے لئے خیار شرط کیا ہو تو شفیعہ کو اس وقت شفیعہ کا حق حاصل ہوگا جب کہ بائع اپنا خیار ساقط کرے گا۔ لیکن یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا شفیعہ کا حق خیار ساقط ہونے کے وقت پیدا ہوگا یا یہ کہ جب بیع بشرط خیار کا انعقاد ہوا تھا اس وقت سے پیدا مانا جائے گا۔ علامہ ابن عابدین (صاحب ردالمحتار) نے لکھا ہے کہ ہدایہ، جوہرہ نیرہ، الدرر اور المنح کے مؤلفین نے کہا ہے کہ جس وقت خیار ساقط ہوگا اسی وقت سے شفیعہ کا حق شفیعہ کو پیدا ہو جائے گا، اور اسی وقت طلب موائبہ قابل اعتبار ہوگی۔ لیکن عنایہ و معراج الدرایہ میں لکھا ہے کہ جس وقت عقد بیع بشرط خیار منعقد ہوا ہو، اسی وقت طلب موائبہ و اشہاد کرنی ہوگی۔ اگر اس وقت طلب نہ کیا گیا ہو تو خیار ساقط ہونے کے وقت شفیعہ کا حق حاصل

<sup>۱۱۴۱</sup> ابن عابدین، ردالمحتار، محولہ ۷۷، ج ۵، ص ۲۰۷

ابن نجیم (م ۹۷۰ھ)، البحر الرائق، مصر، ۱۳۳۳ھ، ج ۸، ص ۱۳۹

الکاسانی، بدائع الصنائع، محولہ ۷۷، ج ۵، ص ۱۳

نہ رہے گلد کیوں کہ شفعہ کا حق عقد بیع سے پیدا ہوتا ہے۔ پھر بحوالہ فتاویٰ ظہیریہ لکھا ہے کہ یہ قول ظاہر الروایت ہے بعض فقہاء احناف نے کہا کہ طلب اس وقت ضروری ہے جب کہ بیع نافذ ہو اور اس کی اجازت دی جائے یا بائع کے خیابار کی مدت ختم ہو جائے۔ امام ابو یوسف کی ایک روایت بھی یہی ہے اس کی نظیر یہ مسئلہ ہے کہ کوئی ایسا مکان فروخت ہو کہ جس کا شفعہ ایک شریک ہے اور ایک ہم سایہ بھی، تو شریک کے مقابلے میں ہم سایہ کو شفعہ کا حق حاصل نہیں ہوتا۔ ہم سایہ کو اس وقت حق حاصل ہوگا جب کہ شریک اپنا حق شفعہ ساقط کر دے ہم سایہ کے حق شفعہ کے لئے یہ شرط ہوگی کہ بیع کے وقت اس نے طلب موائت کر لی ہو۔

جامع الرموز قہستانی میں لکھا ہے کہ جب بائع کا خیابار شرط ساقط ہو اس وقت شفعہ کی طلب ضروری ہوگی، اور بعض کے نزدیک عقد بیع کے وقت طلب کرنا ضروری ہے۔ الکافی میں لکھا ہے کہ خیابار ساقط ہونے کے وقت طلب شرط ہوگی۔ بظاہر ہدایہ میں اگرچہ بوقت بیع شرط ہونے کے قول کو صحیح کہا گیا ہے لیکن یہ روایت قہستانی ہدایہ کے قول میں قلب عبارت معلوم ہوتا ہے اور بقول قہستانی، صاحب ہدایہ کے نزدیک بھی خیابار ساقط ہونے پر ہی طلب موائت کرنا ہوگی۔ علامہ ابن عابدین نے اپنا عندیہ ظاہر کرتے ہوئے کہا ہے کہ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ بیع کے انعقاد کے وقت طلب کا ہونا ظاہر الروایت ہے تو پھر اس سے بعض فقہاء کا اعراض کرنا صحیح نہ ہوگا۔ (۱۰۵)

راقم الحروف کے نزدیک جیسا کہ اکثر کتب فقہ میں بائع کے خیابار شرط کے ساقط ہونے پر حق شفعہ کا پیدا ہونا ظاہر ہوتا ہے طلب شفعہ کا وجوب بھی اسی وقت ہوگا، نہ کہ عقد بیع کے وقت یہ حکم اگرچہ ظہیریہ

میں بیان کردہ ظاہر الروایت کے خلاف معلوم ہوتا ہے لیکن ظاہر الروایت موجود ہونا بجائے خود محل نظر ہے گو یہ امر صحیح ہے کہ فتویٰ ظاہر الروایت پر دیا جاتا ہے۔

شفیع کا خیار عیب و خیار رویت : شفیع کا خیار عیب و خیار رویت حق شفعہ کے باطل ہونے کا سبب نہیں ہوتا، کیوں کہ شفیع بائع کے مقابل مشتری کا درجہ رکھتا ہے اور مشتری کو یہ دونوں خیار حاصل ہوتے ہیں۔ اگر مشتری نے میبعمہ مشفوعہ سے متعلق اپنا خیار رویت میبعمہ کو دیکھ کر ساقط کر دیا ہو یا عیب سے برأت کو منظور کر لیا ہو تب بھی شفیع کا اپنا ذاتی خیار عیب و خیار رویت ساقط نہ ہوگا، کیوں کہ مشتری اس معاملے میں شفیع کا نائب نہیں ہے (۱۰۶)۔

بیع الوفا کی صورت میں شفعہ : صاحب رد المحتار نے بحوالہ قہستانی قاضی خان سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ بیع الوفا کی صورت میں شفعہ واجب نہیں ہوتا، کیوں کہ اس بیع میں بائع کا حق میبعمہ سے قطعی طور پر منقطع نہیں ہوتا ہے (۱۰۷)۔

## مالکی مسلک :

مالکی مذہب کی رو سے بیع فاسد کی صورت میں شفعہ کا کوئی تصور ہی نہیں ہوتا، بلکہ یہ واجب ہوتا ہے کہ میبعمہ کو، جب کہ موجود ہو، واپس لیا جائے اور واپس کیا جائے۔ اور اگر میبعمہ کسی وجہ سے ضائع ہو گیا ہو جس کی بنا پر اس کی واپسی ناممکن ہو گئی ہو، مثلاً مکان کی عمارت منہدم ہو گئی، یا مشتری نے اس میں تعمیر کر لی یا آراضی میں درخت لگا دئے یا درخت

(۱۰۶) ابن عابدین، رد المحتار، سورہ بالا، ج ۵، ص ۱۹۹

(۱۰۷) ایضاً، ج ۵، ص ۱۹۹

پہلے موجود تھے لیکن خشک ہو گئے، کسی قابل نہ رہے تو اب مبیعہ ضائع شدہ تصور کیا جائے گا اور اب شفیع کو شفعمہ کا حق حاصل ہوگا، کیوں کہ ان حالات میں مشتری پر مبیعہ کی قیمت کا ادا کرنا واجب ہو جاتا ہے اور یہ عقد مالی معاوضہ قرار پا جاتا ہے۔ اسی طرح جب کہ بیع فاسد کا مشتری مبیعہ کو کسی دیگر شخص کے ہاتھ بیع صحیح کر دے تب بھی مبیعہ کو ضائع شدہ سمجھا جائے گا اور شفیع بحق شفعمہ لینا چاہے گا تو اس کو وہ قیمت ادا کرنا ہوگی جو بیع صحیح کی صورت میں اس کی قیمت ہوتی، فاسد بیع کی قیمت کا کوئی اعتبار نہ ہوگا۔ (۱۰۸)

خیار شرط کی صورت میں شفعمہ : خیار شرط کے متعلق فقہاء مالکیہ کا نظریہ یہ ہے کہ فریقین میں سے جس نے بھی خیار شرط کیا ہو شفیع کو اس وقت تک شفعمہ کا حق حاصل نہ ہوگا جب تک فریقین کا خیار ساقط نہ ہو جائے۔ خیار کی صورت میں حق شفعمہ پیدا نہ ہونے میں وہ بائع اور مشتری کے درمیان کسی تفریق کے قائل نہیں ہیں۔ (۱۰۹)

## شافعی مسلک :

شافعیہ کے نزدیک جو جائداد بائع کے شرط خیار کے ساتھ بیع ہو تو جب تک خیار کی مدت باقی ہو شفیع کو شفعمہ کا حق حاصل نہ ہوگا، اور اگر مشتری نے اپنے لئے شرط خیار رکھا ہو تو اس حالت میں فقہاء شافعیہ کے دو قول ہیں۔ جو لوگ مشتری کو خیار کی مدت میں مبیعہ کا مالک نہیں قرار دیتے یا اس کی ملک کو موقوف تصور کرتے ہیں ان کے نزدیک شفیع کو مدت خیار میں شفعمہ کا حق حاصل نہ ہوگا لیکن اس مدت میں بائع کو مالک قرار دینے کے قول میں بھی دو روایتیں منقول ہیں، اول یہ کہ اب بھی شفیع کو شفعمہ کا حق

(۱۰۸) سنن، امام . مدونۃ الکریمی . محولہ بالا . ج ۱۳ . صفحہ ۲۵ - ۱۲۲

(۱۰۹) ایضاً ج ۱۳ . صفحہ ۲۵ - ۱۲۲

حاصل نہ ہوگا دوسرا یہ کہ شفعہ کا حق حاصل ہوگا دوسرے قول کو صحیح کہا گیا ہے اس سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ شافعیت کے نزدیک بھی یہ شرط ہے کہ مبیعہ بائع کی ملکیت سے قطعی منتقل ہو کر مشتری کی ملکیت میں منتقل ہونے کے بعد شفعہ کو شفعہ کا حق حاصل ہوگا، اس سے پہلے حاصل نہ ہوگا۔

نہایتہ المحتاج میں یہ مسئلہ بھی منصوص ہے کہ بائع اور مشتری ہر دو فریق کا اختیار شرط شفعہ کا مانع ہوگا جب تک ان کا اختیار ساقط نہ ہو، شفعہ کو شفعہ کا حق حاصل نہ ہوگا۔ (۱۱۰۱)

بیع فاسد کی صورت میں : شافعیت کی زیر مطالعہ کتب میں بیع فاسد کی صورت میں شفعہ کے واجب ہونے یا نہ ہونے کا کوئی صریح قول نہ پایا گیا، البتہ کتاب البیوع باب بیع الفاسد کے بیان میں متعدد مسائل ایسے موجود ہیں جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بیع فاسد میں اگرچہ بیع منعقد ہو جاتی ہے لیکن بائع پر واجب ہوتا ہے کہ وہ مبیعہ کو مشتری سے واپس لے لے (اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرات اس معاملے میں مالکیہ سے متفق ہیں اور بیع فاسد کی صورت میں حق شفعہ کے وجود کے قائل نہیں ہیں)۔

خیار رویت و خیار عیب : خیار رویت و خیار عیب کی صورتوں میں شافعیت فقہاء حنفیہ سے اس امر میں متفق ہیں کہ یہ دونوں خیار شفعہ کو حاصل ہوتے ہیں۔ (۱۱۱۱)

## حنبلی مسلک :

(۱۱۰۱) ابن اسحاق . السہب . محمولہ بالا ج ۱ . ص ۲۸۵

ابن رملی . نہایتہ المحتاج . محمولہ بالا ج ۵ . ص ۱۹۸

مفتی المحتاج . محمولہ بالا ج ۲ . ص ۲۹۹

(۱۱۱۱) ابن اسحاق . السہب . محمولہ بالا ج ۱ . ص ۲۷۵



خیار شرط کے مسئلے میں حنابلہ کا صحیح قول امام مالک سے متفق ہے چنانچہ ان کے نزدیک خیار شرط خواہ بائع نے رکھا ہو یا مشتری نے شفعہ کا مانع ہوگا۔ (۱۱۱)

اگر شفعہ کے حق میں خیار شرط ہو اور شفعہ اس خیار کے تحت بائع اور مشتری کے مابین اس بیع کو نافذ کر دے تو حنبلیہ کے نزدیک شفعہ کا حق شفعہ باطل نہ ہوگا۔ یہی قول امام مالک و امام شافعی کا ہے۔ (۱۱۲)

خیار عیب و خیار رویت : خیار رویت و خیار عیب اور حق شفعہ کے متعلق زیر مطالعہ کتب حنبلیہ میں کوئی صریح قول نہ مل سکا، البتہ جزئی مسائل کے مطالعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ دونوں خیار شفعہ کو حاصل ہوں گے۔

## ظاہری مسلک :

فقہاء ظاہریہ خیار شرط کی موجودگی میں بیع کے مکمل ہونے کے قائل نہیں ہیں اس لئے ان کے نزدیک خیار کی صورت میں شفعہ کا حق حاصل نہ ہوگا۔ (۱۱۳) اس سے یہ مستنبط ہوتا ہے کہ خیار شرط کے ساقط ہو جانے پر چون کہ بیع مکمل ہو جائے گی لہذا حق شفعہ پیدا ہو جائے گا۔

## مصری قانون :

دفعہ ۹۳۶ - شفعہ کے اعلان شفعہ سے قبل مشتری نے مشفوعہ آراضی پر تعمیر کر لی یا باغ لگایا تو اب شفعہ پر مشتری کی رضامندی لازم ہوگی یا تو شفعہ مشتری کی طرف کردہ رقم اس کے حوالے کر کے مشفوعہ حاصل کر لے یا وہ قیمت ادا کر دے جو تعمیر یا درخت لگانے کے بعد آراضی کی قیمت میں اضافہ

(۱۱۱) ابن قدامہ مقدسی . المغن . محولہ بالا . ج ۲ . ص ۲۷۳

(۱۱۲) شیخ سلیمان . حاشیہ بر المغن . مطبوعہ سلفیہ : ... ج ۲ . ص ۲۶۲

(۱۱۳) ابن حزم . المحلی . محولہ بالا . ج ۶ . ص ۱۲۱

کا موجب ہوئی، لیکن اگر تعمیر یا درخت لگانا شفعم کی رغبت کے اعلان (طلب موافقت) کے بعد واقع ہوا ہو تو اب شفعم کو یہ حق حاصل ہوگا کہ مشتری سے تعمیر و درختوں کے ازالے کا مطالبہ کرے، لیکن اگر شفعم نے عمارت یا درختوں کے قائم رہنے پر رضامندی کا اظہار کر دیا تو اس صورت میں اس کو محض وہ رقم اخراجات ادا کرنا ہوگی جو مشتری نے عمارت کی تعمیر یا درخت لگانے کے سلسلے میں صرف کی ہو۔

دفعہ ۹۳۷ - شفعم کے حق میں مشتری کے تصرفات رہن یا دیگر خصوصی حقوق جو اس کے ذمہ ثابت ہو گئے ہوں یا مشتری کی بیع یا کوئی دوسرا تصرف، کسی طرح کا، نافذ نہ ہوگا، بشرطے کہ یہ تصرفات شفعم کے اعلان رغبت کے بعد کئے گئے ہوں البتہ مشتری کے دائنون کے دیون کی ادائیگی کو مشفوعہ کی قیمت میں اولیت حاصل ہوگی۔

\*\*\*\*\*

تیسرا باب

طلب شفعہ

## تیسرا باب طلب شفعہ

طلب موائت

- ۳۲۸

حق شفعہ میں جائداد حاصل کرنے کے بعد سب سے پہلے طلب موائت ضروری ہو گی :

شفیع پر لازم ہوگا کہ جس مجلس میں اس کو بیع کا علم ہو اس مجلس کے اختتام سے پہلے قولاً یا فعلاً ایسا اظہار کرے جو شفعہ کی طلب پر دلالت کرتا ہو۔ مثلاً یہ کہ میں شفعہ کرتا ہوں، یا یہ کہ میبوعہ میں شفعہ کا حق رکھتا ہوں وغیرہ۔

طلب موائت کا اسی مجلس میں ہونا اس حالت میں شرط ہوگا جب کہ کوئی عذر جو شرعاً معتبر ہو موجود نہ ہو، چنانچہ اگر کوئی ایسا عذر موجود ہو جس کو شرع نے عذر قرار دیا ہو تو اس طلب کی تاخیر سے شفعہ کا حق ساقط نہ ہوگا۔

### تشریح

حنفی مسلک :

طلب شفعہ کی تین قسمیں ہیں :

۱۔ بیع کے علم کے فوری بعد شفیع کا فوراً مطالبہ شفعہ کے الفاظ

ادا کرنے کا نام طلب موثبت ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد الشفعة لمن واثبها شفعمہ کا حق اس کو حاصل ہوگا جو فوری کر لے (یعنی فوراً طلب کر لے) پر مبنی ہے (۱۱) موثبت کے معنی کود بڑنے کے ہیں۔ یہ سرعت کی جانب استعارہ ہے چنانچہ مجلس علم بیع میں بعد علم فوراً مجلس متفرق ہونے سے پہلے شفعمہ طلب کرنا واجب ہے مجلس کا متفرق ہونا یا بدل جانا دو طرح ہوتا ہے ایک تو حقیقتاً یعنی یہ کہ لوگ اٹھ کر چلے جائیں اور دوسرے حکماً یعنی یہ کہ لوگ غرض مجلس سے اعراض کر کے کسی دوسرے کام میں لگ جائیں۔

۲۔ دوسری طلب کا نام طلب اشہاد اس لئے رکھا گیا ہے کہ یہ طلب موثبت کی پختگی کا باعث ہوتی ہے۔ طلب موثبت چون کہ فوری طور پر ضروری ہوتی ہے بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ اس پر فوراً شہادت قائم کرنا ممکن نہیں ہوتا، کیوں کہ ایسے لوگ موجود نہیں ہوتے، جن کو وہ اپنے شفعمہ کی طلب موثبت پر اس مجلس میں گواہ بنا سکے اور طلب موثبت کی پختگی کا اقدام کر سکے، اس لئے شفیع اتنی مدت کی مہلت کا محتاج ہوتا ہے کہ وہ اپنی طلب موثبت پر لوگوں کو شاہد بنا سکے تاکہ مشتری کے انکار کی صورت میں اپنے شفعمہ کے حق کو شہادت کے ذریعہ ثابت کر سکے اور بوقت دعوا حاکم عدالت کے سامنے ثبوت بہم پہنچا سکے۔ چنانچہ طلب موثبت کی مجلس میں یہ شہادت قائم کرنا ضروری نہیں رکھا گیا، بلکہ اس کے بعد وہ اپنی طلب موثبت پر لوگوں کو شاہد بنائے۔ اگر مبیعہ ابھی بائع کے قبضے میں ہو تو بائع کے پاس حاضر ہو کر اور اگر مشتری کے قبضے میں منتقل ہو گیا ہو تو مشتری کے سامنے یا چانداد مبیعہ کے قریب جا کر طلب اشہاد کا عمل انجام دے، جس کی صورت یہ اختیار کی جائے گی کہ درگواہوں کے ساتھ اس طرح شہادت قائم کرے کہ فلاں شخص نے اس مکان کو خریدا ہے اور میں اس کا شفیع ہوں علم

(۱) ابن عابدین (۱۲۵۲ھ) ردالمحتار، ص ۱۲۲۳، ج ۵، ص ۱۹۶

ہوتے ہی شفعہ کا مطالبہ کر چکا ہوں اور اب اس کو طلب کر رہا ہوں آپ لوگ اس پر گواہ رہیں۔

۳۔ تیسری طلب کو طلب خصومت اس لئے کہا گیا کہ بالعموم بغیر خصومت یعنی بدون عدالت میں دعوا کرنے کے حق شفعہ کا فیصلہ ہونا ممکن نہیں ہوا کرتا۔ چون کہ طلب خصومت کا مقصد جائداد مشفوعہ کا مالک بننا ہوتا ہے اس لئے اس طلب کو طلب تملک (مالک بننے کی طلب) بھی کہا جاتا ہے (۱۱)

بعد علم فوراً حق شفعہ طلب کرنا واجب ہے اس میں فقہاء نے اس قدر سختی برتی ہے کہ الدر المختار میں لکھا ہے کہ اگر شفیع نے قبل طلب مشتری کو سلام کیا تو شفعہ باطل ہو جائے گا، اس واسطے کہ اس نے طلب کو سلام پر مؤخر کیا حالانکہ بعد علم شفعہ فوراً طلب واجب تھی، البتہ صاحب فتاویٰ قاضی خان کے نزدیک سلام میں سبقت کرنے سے شفعہ باطل نہیں ہوگا۔ بہر کیف مقصود انتہائی ممکنہ عجلت ہے۔

حق شفعہ کے مقدمات میں طلب موثبت کے لئے تاخیر یا غفلت ہونے پر حق مذکور ساقط ہو جاتا ہے (۱۲) یہ ضروری ہے کہ شفیع کو بیع کا علم ہونے کے فوراً ہی بعد شفعہ طلب کی جائے بصورت تاخیر اس کا حق ساقط ہو جائے گا۔

لیکن جب کسی شفیع کو ایسی اطلاع ملے جس کی نسبت اس کو شبہ ہو یا شبہ کرنے کی وجہ رکھتا ہو تو مستند اطلاع ملنے کے قبل تک جو تاخیر

(۲۱) ابن عابدین . ردالمحتار . محولہ بالا . ج ۵ . ص ۹۸ - ۱۹۵

داماد آفندی (۱۰۸ھ) . مجمع الانہر . مصر : ۱۳۲۴ھ . ج ۲ . ص ۳۴۳

(۲۲) نال لال بیام قادر علی خان . دکن ج ۲ . ص ۴۰۱

(۲۳) عبدالرحمن بیام رعایت النساء . (المذہب کبیر) . ج ۶۵ ص ۳۶۱

۱۱ اے آئی آر . ۱۹۲۳ . الہ آباد . ص ۲۲۹

واقع ہوئی ہے وہ مذکورہ بالا قاعدے کے مفہوم میں داخل نہ ہوگی۔ ۵۱۔ غیر ضروری تاخیر مدعی کے ادعا کے لئے مضر ہے۔<sup>(۱۱)</sup>

طلب شفعہ کے الفاظ واضح اور غیر مبہم ہونا ضروری ہیں البتہ اگر شفیع کے الفاظ اور افعال سے بہ حیثیت مجموعی طلب موائبت کا نتیجہ نکل سکتا ہو تو وہ حق شفعہ کے قیام کے لئے کافی ہے۔

چنانچہ قاضی خان نے اپنی کتاب فتاویٰ میں الشیخ الامام ابی بکر محمد بن ابی الفضل سے روایت بیان کی ہے کہ اگر شفیع دہقانی ہو اور وہ بکار اٹھے کہ شفعہ شفعہ، تو یہ سمجھا جائے گا کہ اس نے طلب موائبت جائز طور پر کی ہے۔

اگرچہ شفعہ کے معاملات میں طلب موائبت و اشہاد کے مضمون کو مخصوص و معین الفاظ میں ادا کرنے پر سختی سے اصرار کرنا ممکن نہیں، تاہم اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ گفتگو اس طرح ہونی چاہئے کہ اس کا یہ مفہوم بہ آسانی اخذ کیا جا سکے کہ واقعی شفعہ کو نافذ کرانا مقصود ہے۔

حسب احکام شرعی طلب شفعہ کے لئے خاص الفاظ کا لزوم نہیں ہے مگر ایسے الفاظ سے طلب شفعہ کرنا چاہئے جس سے طلب شفعہ کا مفہوم حاصل ہو سکے۔<sup>(۱۲)</sup>

فقہاء نے اس کو لازم کیا ہے کہ شفعہ میں طلب موائبت کے وقت ارادہ

(۵۱) لال محمد سرکار بنام حسن محمد ساہا، (الذین کیسیز، ج ۸۶، ص ۶۳۸)

(۶۱) نین چندرا بنام لے جانی چندرا، (الذین کیسیز، ج ۶۳، ص ۱۹۶)

اے آئی آر، ۱۹۲۱، کلکتہ، ۱۶۲

(۱۲) حیدالدین بنام محی الدین، (الذین کیسیز، ج ۱۱۵، ص ۶۳۳)

اے آئی آر، ۱۹۲۹، الہ آباد، ص ۵۵۶

محمد رضا علی جان بنام محمد اسرار علی خان، (الذین کیسیز، ج ۱۲۱، ص ۲۱۸)

اے آئی آر، ۱۹۲۹، الہ آباد، ص ۳۵۹

خریداری قطعی اور بلا شرط ہونا چاہئے۔ اگر کوئی بیان کرے کہ وہ مناسب قیمت پر لینا چاہتا ہے تو ایسے بیان سے حق شفعہ ساقط ہو جائے گا۔ اگر کئی شفیع وقت واحد میں بیع کی خبر سنیں تو سب کو طلب شفعہ کرنا چاہئے۔ اعلا درجے کے شفیع کی موجودگی کی وجہ سے کمتر درجے کا شفیع طلب نہ کرے تو اس کے بعد اس کا حق زائل ہو جائے گا۔ ایک جگہ شریک اور ہم سایہ دونوں موجود ہیں اور بیع کی خبر ہوئی۔ شریک نے شفعہ طلب کیا اور ہم سایہ خاموش رہا اگر اس کے بعد شریک دست بردار ہو گیا تو اب ہم سایہ کو کوئی حق نہیں رہے گا۔ (۸) کیوں کہ جو حق ایک مرتبہ ساقط ہو گیا وہ بلا سبب جدید نہیں لوٹا کرتا۔

حق شفعہ کل سودے میں طلب کرنا چاہئے اس کے جزو کی نسبت طلب کرنے سے حق شفعہ قائم نہیں رہ سکتا۔

طلب مواثبت میں گواہ کرنا لازم نہیں، بلکہ یہ امر خوف انکار کے دفع کرنے کے واسطے ہے۔ گواہ کرنا اس وقت لازم نہیں جب کہ مجلس علم میں گواہ نہ ہوں ورنہ گواہ کرنا متعین اور لازم ہے۔ (۹)

اگر اس وقت گواہ ہوں تو ان کو اپنے طلب کرنے کا گواہ کر لے اور اگر وہاں کوئی نہ ہو تو اپنی زبان سے طلب شفعہ کرے۔ فائدہ اس طلب کا یہ ہے کہ عند اللہ اس کا حق ساقط نہ ہوگا اور اگر مشتری طلب مواثبت کا منکر ہو اور حاکم عدالت قسم دے تو شفیع کو قسم کھانا ممکن ہوگا۔ (۱۰)

## مالکی مسلک :

(۸) فتاویٰ عالمگیری، دیوبند، ج ۱، ص ۱۰۰

(۹) علاء الدین حصکفی (۱۰۸۸ھ) درالمختار بر حائیتہ والمنتار، مصر: مطبعة السعادة، ص ۱۳۳

(۱۰) ایضاً ج ۱، ص ۱۰۰



مالکی مسلک میں شفیع کا بیع کے وقت موجود ہونا اور فوری طلب نہ کرنا شفعہ کے حق کو باطل نہیں کرتا بلکہ دو ماہ کے اندر شفیع کو شفعہ کی طلب کا حق حاصل رہے گا، البتہ دو ماہ گزر جانے کے بعد شفیع کا سکوت اس کے حق شفعہ کو باطل کر دے گا۔ اگر شفیع بیع کے وقت موجود نہ ہو اور اس کو بیع کا علم نہ ہو تو ایسی صورت میں ایک سال تک اس کا سکوت شفعہ کے باطل ہونے کا سبب نہ ہوگا، اس کا حق شفعہ قائم رہے گا۔<sup>(۱۱۱)</sup> (مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو تشریح دفعہ ۳۲۳ مالکی مسلک - سقوط حق شفعہ - اگر شفیع نے یہ دعوا کیا کہ اس کو اپنے شریک کی بیع کا علم ہی نہ تھا تو اس کا قول صحیح متصور ہوگا کیوں کہ معاملات میں اصل عدم علم ہی ہوا کرتا ہے اب شفیع کے کسی بھی طویل عرصے تک غیر حاضر رہنے سے اس کا حق شفعہ باطل نہ ہوگا۔ اگر شفیع اپنے شریک کی بیع سے قبل ہی غائب ہو چکا تھا، تو اس کو شفعہ کا حق حاصل رہے گا خواہ کتنی ہی مدت کیوں نہ گزر جائے۔<sup>(۱۱۲)</sup>

## شافعی مسلک :

شافعی فقہاء کے نزدیک ثبوت شفعہ کے لئے طلبِ مواثبت کا فوری ہونا اور طلبِ ائستہاد ضروری ہیں شفعہ کے ذریعہ ملکیت حاصل کرنے میں حکمِ حاکم کی شرط نہیں ہے۔<sup>(۱۱۳)</sup> لیکن اگر کسی شرعی عذر کی بنا پر فوری طلبِ مواثبت نہ کی گئی تو حق شفعہ باطل نہ ہوگا۔<sup>(۱۱۴)</sup>

(۱۱) . الجواهر الاکلیل شرح مختصر خلیل . مصر : ۱۹۳۴ء . ج ۲ . ص ۱۶۰

(۱۲) ایضاً ج ۲ . حص ۶۱ - ۱۶۰

سحنون . امام . مدونتہ الکبری . مصر . الماعادہ . ۱۳۲۳ھ . ج ۱۳ . حص ۲۵ - ۱۲۳ اور

۱۸ - ۱۱۰

(۱۳) منہی المحتاج . مطبوعہ ..... ج ۲ . ص ۳۰۰

(۱۴) ابن اسحاق ابراہیم بن علی بن یوسف فیروز آبادی النیرازی . (۱۳۶۶ھ) . السہب . مصر :

مصطفی البابی . ۱۹۵۹ء . ج ۱ . ص ۳۸۸

## حنبلی مسلک :

حنبلی فقہاء کے نزدیک بھی طلب موائبت و طلب اشہاد فوری و ضروری ہیں، البتہ طلب خصوصت میں تاخیر کی جا سکتی ہے۔ حنبلی فقہ کی بعض روایات میں منقول ہے کہ کسی عذر کے بغیر کسی بھی طلب کی تاخیر سے حق شفعہ باطل ہو جائے گا۔ (۱۵)

## ظاہری مسلک :

ظاہری مسلک میں شفعہ کے حق شفعہ واجب ہو جانے کے بعد اس کا حق کسی وجہ سے بھی ساقط نہیں ہوتا خواہ اس کو بیع کا علم ہوا ہو یا نہ ہو، حاضر ہو یا غائب ہو، طلب اشہاد کیا ہو یا نہ کیا ہو، خواہ اس کی خاموشی پر ۸۰ سال ہی کیوں نہ گزر جائیں۔ جب تک وہ اپنے کلام سے اپنے اس حق کو ساقط نہ کر دے اس کا حق قائم رہے گا۔ نیز ان کے نزدیک یہ بھی شرط ہے کہ بیع کی اطلاع شفعہ کو خود اس کے شریک نے دی ہو اگر کسی دوسرے شخص نے اطلاع دی اور شفعہ خاموش رہا تب بھی اس کا حق شفعہ قائم رہے گا۔ چنانچہ ابن حزم ظاہری نے اپنے اس مسلک پر حمید بن اریق کی روایت کو جو انہوں نے عمر بن عبدالعزیز کے عمل پر نقل کی ہے حجت قرار دیا ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے دس سال کے بعد شفعہ کے حق میں شفعہ کا فیصلہ کیا تھا۔ (۱۶) چنانچہ علامہ ابن حزم نے المحلی (ج ۶ ص ۱۱۰) میں اپنے شیخ کے قول کو نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے

(۱۵) ابن قدامہ مقدسی (۶۲۰ھ)، المغنی، مطبوعہ سلفیہ، ج ۲، ص ۶۳ - ۶۴

(۱۶) راقم الحروف کو اس روایت کو علم سقوط حق پر حجت تسلیم کرنے میں نائل ہے۔ اول تو اس لئے

کہ دس سال میں فیصلہ کرنے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ مقدمہ حق شفعہ کے پیدا ہونے کے دس سال بعد عدالت میں پیش کیا گیا اور اگر یہ بھی مان لیا جائے تو ہو سکتا ہے کہ شفعہ کو بیع کا علم ہی دس سال بعد ہوا ہو یا اس نے کسی دیگر عذر شرعی کے سبب اس قدر تاخیر سے حق شفعہ طلب کیا ہو۔ مزید برآں یہ کہ حدیث نبوی الشفعۃ لس وسہا

رسول صادق کی زبان سے شفیع کے حق کو اس وقت واجب قرار دیا ہے جب کہ جائداد کی فروخت کے وقت اس کے شریک نے اس کو بیع کی اطلاع دی ہو لہذا جو حق اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی جانب سے ثابت ہو چکا ہو وہ کسی وقت میں بھی ساقط نہ ہوگا، الا یہ کہ اس کے ساقط ہونے پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی جانب سے کوئی نص موجود ہو۔ لہذا جب خریدار شفیع کو مطلع کر کے کہدے کہ یا تو تم اسکو لے لو یا اپنا حق ترک کر دو تو شفیع پر لازم ہوگا کہ وہ ان دونوں امر میں سے کسی ایک کو اختیار کرے، بصورت دیگر حاکم عدالت کو اختیار ہوگا کہ وہ شفیع کو کسی ایک امر پر مجبور کرے اس لئے کہ شفیع کو اس کا حق دیا جا رہا ہے تو اب اس کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ مال کو ضائع کرے۔ بلکہ اس پر لازم ہوگا کہ یا تو اس کو حاصل کرے یا ترک کر دے، تاکہ دوسرا شخص اس جائداد سے فائدہ حاصل کر سکے۔ (۱۷)

### شیعی مسلک

فقہاء شیعہ امامیہ طلب مواثبت کے شرط ہونے میں فقہاء احناف و حنبلیہ سے متفق ہیں بشرطے کہ اس کے لئے کوئی مانع موجود نہ ہو لیکن اگر کوئی مانع موجود ہو تو باوجود طلب کے الفاظ کی ادائیگی کے طلب صحیح نہ ہوگی، مثلاً شفیع کو بیع کی اطلاع ملی اور اس نے شفعہ کی طلب کا اظہار کر دیا، اگر زرِ تمین کا علم تھا تو طلب صحیح ہوگی اور اگر علم نہ تھا اور بوقت طلب سے کہہ دیا کہ جو قیمت بھی ہو میں شفعہ طلب کروں گا تو طلب صحیح

کے پیش نظر حضرت عمر ابن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا قول کیوں کر حجت ہو سکتا ہے اور یوں بھی اگر طلب انشہاد یا طلب خصومت کی کوئی مدت مقرر نہ کی جائے تو اس سے مستثنیٰ کو سخت ضرر لاحق ہوگا اور شریعت اسلامی کا قاعدہ لا ضرر ولا ضرار فی الاسلام متاثر ہوتا ہے۔ چنانچہ راقم الحروف کے نزدیک فقہاء احناف کا مسلک کہ طلب مواثبت ضروری ہے، طلب مواثبت کے بعد طلب انشہاد اور اس کے بعد اندرون مدت ایک سال طلب خصومت یعنی ارجاع نالہ سے عدالت مصالح شریعت کے قریب تر ہے۔

(۱۷) ابن حزم، امام (۳۵۶ھ)، المحلی، مصر: قاہرہ، ۱۳۳۸ھ، ج ۶، صص ۱۲ - ۱۱۰

نہ ہوگی کیوں کہ زر نمن کی لا علمی مانع طلب ہے۔ (۱۸)

## مصری قانون :

دفعہ ۹۳۰۔ جو شخص جائداد بحق شفعہ لینے کا ارادہ رکھتا ہو، اس کے لئے لازم ہوگا کہ ہر دو متعاقدین (بائع اور مشتری) کے پاس ۱۵ یوم کے اندر اس وقت سے جب کہ شفعہ کو بیع پر آگاہی ہوئی ہو اپنی رغبت کا اعلان کر دے۔ بصورت دیگر شفعہ کا حق ساقط ہو جائے گا۔ اور اگر شفعہ بحالت سفر کہیں گیا ہو ہے تو مذکورہ مدت میں حسب اقتضاء حال مدت سفر کا اضافہ کیا جا سکے گا۔

دفعہ ۹۳۱۔ جس آگاہی کا دفعہ سابقہ میں ذکر کیا گیا ہے وہ دفعہ ہذا کے حسب ذیل طریقوں کے مطابق ہونا لازمی ہوگا۔ بصورت خلاف، شفعہ کا حق ساقط ہو جائے گا :

(الف) جس آراضی پر شفعہ کا حق ثابت کیا گیا ہو اس کو وضاحت سے بیان کر دیا گیا ہو۔

(ب) میبعمہ کی قیمت مع دیگر صرفی علامات نیز بیع میں جو شرطیں مقرر ہوں ان کا اظہار، بائع اور مشتری کے اسماء و لقب مع پیشہ و مقام سکونت کے بیان کر دئے گئے ہوں۔

دفعہ ۹۳۲۔ رغبت کا اعلان تحریری ہوگا، بصورت دیگر باطل سمجھا جائے گا، اور یہ اعلان دوسرے کے حق میں اس وقت قابل حجت ہوگا جب کہ اس کو باضابطہ رجسٹر کرا لیا گیا ہو۔

(۱۸) العلی، علامہ نجم الدین ابی جعفر (۳۴۳ھ)۔ شرائع الاسلام، بیروت، المصنوع الرابع، ج ۲۔

(۲) اعلان مذکورہ سے تیس (۳۰) یوم کے اندر مکان مشفوعہ کی کل قیمت اس محکمے میں داخل کر دی گئی ہو جس کے ذمہ آراضی کے مقدمات کا تصفیہ کرنا حکومت کی جانب سے سپرد ہو، مگر شرط یہ ہے کہ مشفوعہ کی قیمت کا محکمہ مذکورہ کے پاس جمع کر دینا شفعہ کے دعوا دائر کرنے سے قبل لازم ہوگا، ورنہ حق شفعہ ساقط ہو جائے گا۔

## عدالتی نظائر :

شرع اسلام کے تحت شفعہ کو دو طلبیں کرنا چاہئیں، ایک اس وقت جب کہ اس کو بیع کا علم ہو اور دوسری گواہوں کے روبرو، بیع کے بعد بعجلت ممکنہ (۱۱)۔

حق شفعہ ایک جائز اور مکمل بیع کے بعد میں پیدا ہوتا ہے چنانچہ ایسی جائداد جس کی قیمت ایک سو روپے یا اس سے زائد ہو اس وقت تک مکمل نہ سمجھی جائے گی جب تک کہ ایک باقاعدہ دستاویز کے ذریعہ رجسٹری شدہ نہ ہو۔ لہذا جائداد کے ۱۰۰ روپے یا اس سے زائد مالیت کے ہونے اور بذریعہ رجسٹری شدہ دستاویز منتقل نہ ہونے کی صورت میں مکمل بیع قرار نہیں دی جاسکتی۔ بنا بریں طلب موثبت تکمیل بیع سے قبل بے اثر ہے (۱۰)۔

۳۲۹ - طلب موثبت کے بعد شفعہ پر لازم ہوگا کہ وہ اپنی اس طلب پر شہادت قائم کرے، اس کی یہ صورت ہوگی کہ دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کو مبیعہ کے پاس یا اگر مبیعہ ابھی بائع کے قبضے میں ہو تو بائع کے پاس اور مشتری کے قبضے میں ہو تو مشتری کے پاس حاضر کر کے

طلب انصاف

(۱۹) اللہ بخش بنام جانو (بی ایل ڈی، ۱۹۶۲ء، لاہور، ص ۳۴)

(۲۰) سارول حق بنام شفعہ اللہ (بی ایل ڈی، ۱۹۶۳ء، قراچہ، ص ۶۰)

ان شہدوں سے مخاطب ہو کر یہ کہیے کہ اس جائداد کو فلاں شخص نے فلاں شخص سے خریدا ہے ، یا بائع موجود ہونے کی صورت میں کہیے کہ تم نے یہ جائداد فلاں شخص کے ہاتھ فروخت کی ہے یا مشتری کے موجود ہونے کی صورت میں اس سے کہیے کہ تم نے یہ جائداد فلاں شخص سے خریدی ہے اور میں فلاں سبب کی بناء پر اس کا شفیع ہوں اور میں نے بیع کا علم ہوتے ہی شفعہ طلب کر لیا تھا اب میں اس پر شہادت قائم کر رہا ہوں ، لہذا اے شاہدین ! تم اس پر گواہ رہنا کہ میں شفعہ طلب کرتا ہوں ۔

اگر شفیع کسی ایسے مقام پر ہو جہاں وہ بذات خود بطریقہ بالا شہادت قائم نہیں کر سکتا تو وہ اس طریق پر شہادت قائم کرنے کے لئے کسی دیگر شخص کو اپنا وکیل مقرر کر دے ، اور اگر اس سے بھی معذور ہو تو پھر تحریری اطلاع دے دے ۔

## تشریح

### حنفی مسلک :

فقہاء احناف کا اس امر میں اختلاف ہے کہ جن لوگوں کی اطلاع بر شفعہ کو طلب کیا جائے تو کیا ان میں وہی شرط معتبر ہوں گی جو دیگر معاملات کے گواہوں کے حق میں شرط ہیں یا نہیں۔ امام اعظم کے نزدیک گواہوں کی تعداد اور اہلیت ان دو شرطوں میں سے کسی ایک کا ہونا ضروری ہے یا تو تعداد مکمل ہو ، ورنہ گواہوں میں صفت عدالت موجود ہو۔ لیکن امام ابو یوسف و امام محمد رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک نہ تعداد کا مکمل ہونا شرط ہے اور

نہ عدالت شرط ہے حتیٰ کہ اگر کسی ایک شخص نے بھی شفیع کو بیع کی اطلاع دے دی ہو خواہ وہ عادل ہو یا فاسق ، بالغ ہو یا نابالغ ، مرد ہو یا عورت اور یہ اطلاع صحیح ثابت ہو اور شفیع نے اس خبر پر سکوت اختیار کیا اور شفیع طلب نہ کیا یا ، بقول امام محمد ، بیع کی مجلس میں طلب نہ کیا تو شفیع کا حق شفیع باطل ہو جائے گا۔ صاحبین کے قول کی وجہ یہ ہے کہ معاملات کی اطلاع میں تعداد و عدالت شرط نہیں ہے چونکہ شفیع بھی ایک معاملہ ہے لہذا اس کی خبر میں گواہوں (خبر دہندگان) کی تعداد اور عدالت شرط نہ ہوگی۔

امام ابوحنیفہ کے قول کی وجہ یہ ہے کہ بیع کی اطلاع ایک ایسی اطلاع ہے کہ جس میں ایک فریق پر کسی کے حق کو لازم کر دینے کے معنی موجود ہیں، لہذا یہ خبر من وجہ شہادت کے مشابہ ہے لہذا دو شرطوں میں سے کسی ایک شرط کا موجود ہونا ضروری ہے یا تو خبر دینے والوں کی تعداد نصاب شہادت کی مقدار کے لحاظ سے مکمل ہو یا یہ کہ خبر دینے والا کم از کم عادل ہو۔ البتہ اگر مشتری نے شفیع کو بذات خود اطلاع دی تو اس کا عادل ہونا شرط نہ ہوگا، کیوں کہ مشتری شفیع کا فریق مقابل ہے اور فریق مقابل میں عدالت شرط نہیں ہوا کرتی۔ (۱۱۱) امام ابوحنیفہ کا قول ظاہر الروایۃ ہے

مجمع الانہر ، میں کہا گیا ہے کہ امام کرخی و بعض مشائخ بخارا نے امام محمد کی روایت کو پسند کیا ہے اور مشائخ بلخ و عام مشائخ بخارا نے ظاہر الروایت کو اختیار کیا ہے اسی پر فتویٰ ہے جیسا کہ منخ میں ہے (۱۱۱)

الدر المختار میں کہا گیا ہے کہ شفیع پر لازم ہوگا کہ وہ بیع کے علم کی مجلس کے دوران ہی شفیع طلب کر لے خواہ یہ اطلاع مشتری نے دی

(۲۱) الکاسی ، علاء الدین (م ۵۵۶ھ) . بدائع الصنائع . مصر : ۱۳۲۸ھ ج ۵ ص ۶  
(۲۲) داماد آندی . مجمع الانہر . محولہ بالا ج ۲ ص ۳۴

ہو یا اس کے قاصد نے یا کسی عادل شخص نے یا دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں نے، خواہ اس علم کی مجلس کتنی ہی طویل کیوں نہ ہو، صاحب الدرر نے اس کو صحیح تر قول قرار دیا ہے۔ اس کو اختیار کرتے ہوئے کتب فقہ میں دیگر مسائل جزئیہ کی تفصیل کی گئی ہے برخلاف اس قول کے جو جواہر الفتاویٰ میں منقول ہے کہ شفیع پر لازم ہوگا کہ بیع کے علم ہونے پر فوراً شفعہ طلب کرے۔ علامہ ابن عابدین نے اس موقع پر فرمایا ہے کہ جواہر الفتاویٰ کا یہ قول اولاً تو اس لئے مناسب ہے کہ اس طلب کا نام طلب موانبت ہے جو اس حدیث کی بناء پر رکھا گیا ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ الشفعة لمن واثبها - دوسرے اس وجہ سے کہ برہان الدین مرغینانی صاحب ہدایۃ کی عبارت سے بھی اس کی موافقت ظاہر ہوتی ہے کیوں کہ انہوں نے عام مشائخ کی جانب اس قول کے اختیار کرنے کی نسبت ظاہر کی ہے شرنہالیہ میں اسی قول کو ظاہر الروایت کہا گیا ہے حتیٰ کہ علم ہونے پر اگر معمولی سکوت بھی اختیار کیا گیا یا کوئی لفظ کلام اختیار کیا تو شفعہ باطل ہو جائے گا جیسا کہ فتاویٰ خانیبہ، زلیمی اور شرح مجمع میں مذکور ہے پھر جواہر الفتاویٰ کے اس قول کو کہ اسی پر فتویٰ ہے مع اس قول کے کہ یہ ظاہر الروایت ہے دیگر متون کتب فقہ پر ترجیح حاصل ہوگی اسی بناء پر اگر شفیع کو تحریر کے ذریعہ بیع کی اطلاع دی گئی اور شفعہ کا ذکر اس تحریر کے اول یا درمیان میں نہا لیکن شفیع بغیر طلب اس تحریر کو آخر تک پڑھتا چلا گیا تو شفعہ باطل ہو جائے گا۔ (۳۳)

رد المحتار میں کہا گیا ہے کہ اگر شفیع جمعہ کے خطبے میں شریک تھا اس وقت اس کو اطلاع ملی اگر وہ خطیب کا کلام صاف طور پر سن

(۳۳) ابن عابدین، رد المحتار، محلولہ بالا، ج ۵، ص ۹۶-۹۵

فتاویٰ عالمگیری، محلولہ بالا، ج ۳، ص ۱۶

عبد اللہ بن محمود ابن مردود موصی العتقی، (م-۵۹۹ھ)، الاختیار لتبیل المختار، مصر

۱۹۵۱ء، ج ۲، ص ۳۳



رہا ہے اس وجہ سے فوراً طلب شفعہ نہ کیا تو شفعہ باطل نہ ہوگا، لیکن اگر اس کو خطبہ جمعہ کی سعادت حاصل نہیں ہے اور شفعہ فوراً طلب نہ کیا تو اس صورت میں مشائخ کا اختلاف ہے اگر نفل نماز کی ادائیگی کی حالت میں خیر ملی اور شفیع نے دو رکعت کو چار رکعت کر دیا یا چھہ کر دیا تو پسندیدہ قول یہ ہے کہ شفعہ باطل ہو جائے گا، البتہ اگر نماز ظہر کے بعد سنتوں کو چار کی تعداد میں ادا کیا تو شفعہ باطل نہ ہوگا، لیکن اگر ان کی تعداد چھہ کر دی تو شفعہ باطل ہو جائے گا۔ ظہر کی چار رکعت سنت قبل از فرض ظہر کی مکمل تعداد کی ادائیگی سے بھی شفعہ باطل نہ ہوگا۔ اگر بیع کی مجلس علم میں اطلاع پہنچنے پر قبل طلب شفعہ مشتری کے سوا نے کسی دوسرے شخص کو سلام کیا تو شفعہ باطل ہو جائے گا، لیکن اگر مشتری ہی کو سلام کیا تو اب حق شفعہ باطل نہ ہوگا۔ اور اگر سبحان اللہ یا الحمد للہ یا لا حول وقوة کہا یا کسی کی چھینکتے کا جواب یرحمک اللہ کہہ دیا تو شفعہ باطل نہ ہوگا۔ یہ اس روایت کی بناء پر ہے کہ مجلس علم بیع میں خواہ وہ کتنی ہی طویل ہو شفیع کو شفعہ کا حق رہتا ہے جب تک کہ مجلس تبدیل نہ ہو۔ جب شفیع کو بیع کی خبر پہنچی اور وہ خاموش رہا تو فقہاء نے فرمایا ہے کہ اس وقت تک اس کا حق شفعہ باطل نہ ہوگا جب تک شفیع کو خریدار اور زرئمن کا علم نہ ہو جائے۔ صاحب رد المحتار نے لکھا ہے کہ تمر ناشی نے اپنے فتاویٰ میں اسی قول پر فتویٰ دیا ہے (۲۳) نیز یہ بھی لکھا ہے کہ طلب اشہاد کے بعد حق شفعہ شفیع کے سکوت و تاخیر سے اس وقت تک باطل نہ ہوگا جب تک وہ اپنے قول سے اس کو ساقط نہ کر دے یا مشفوعہ جائداد کی قیمت ادا کرنے سے عاجز نہ ہو جائے۔ اگر عاجز ہوا تو حاکم حق شفعہ کو باطل قرار دے دے گا (۲۵)۔

علامہ کاسانی نے مذکورہ مسائل کو بیان کرتے ہوئے حسب ذیل مسائل

(۲۳) ابن عابدین . ردالمحتار . معرولہ بالا . ج ۵ . ص ۱۹۱

(۲۵) ایضاً . ج ۵ . ص ۱۹۱

کا مزید اضافہ فرمایا ہے: اگر بیع کی مجلس میں شفیع نے کہا کہ گواہوں کو حاضر کرو تاکہ شفعہ کی طلب پر میں ان کو گواہ بنا دوں اور گواہ حاضر ہو گئے جن کو اس نے گواہ بنا دیا تو اس کا یہ عمل صحیح ہوگا۔ پھر فرمایا کہ اس طلب کے مسئلے میں جو حکم حاضر شفیع کا ہے وہی حکم اس شفیع کا ہے جو سفر میں گیا ہوا ہو، کیوں کہ وہ بھی طلب موثبت اور قیام شہادت پر اسی طرح قادر ہوتا ہے اور وہ ان دونوں طلب کے ذریعہ اپنے حق شفعہ کی بختگی اور اس کا وثوق حاصل کر سکتا ہے۔ اگر غائب شفیع نے بیع کی اطلاع پانے پر کسی شخص کو طلب موثبت کا وکیل بنا دیا تو اس کا یہ فعل طلب شفعہ متصور ہوگا۔ جب کہ غائب شفیع موثبت و اشہاد کرے تو اس کو اتنی مہلت کی تاخیر کی اجازت ہوگی کہ اپنے سفر کی مسافت طے کر کے بائع یا مشتری یا جائداد تک پہنچ سکے۔ اس سے زائد مدت کی تاخیر صحیح نہ ہوگی کیوں کہ مذکورہ مدت ضرورت کے تحت داخل ہوگی اور زائد مدت ضرورت سے خارج ہوگی (۱۶۱)۔

فتاویٰ عالمگیری میں بحوالہ فتاویٰ تارخانہ منقول ہے کہ اگر ایک شخص کو نماز کے آخری قاعدے میں مشفوعہ کی بیع کی اطلاع پہنچی اور اس نے شفعہ طلب نہ کیا بلکہ تشہد کے بعد کی دعائیں ختم کر کے سلام پھیرا تو شفعہ باطل ہو جائے گا۔ (۱۶۱) اس کی وجہ یہ ہے کہ تشہد کے مکمل ہونے پر نماز کے تمام فرائض و واجبات و سنن مکمل ہو جاتے ہیں اور مصلیٰ کو سلام پھیر دینے کا حق حاصل ہو جاتا ہے۔ تشہد کے بعد کی دعائیں و درود مستحبات سے ہیں جن کے ترک سے نماز میں کوئی خلل پیدا نہیں ہوتا اور طلب شفعہ واجب ہے لہذا ادائیگی واجب کے لئے مستحبات کا ترک کر دینا لازم نہا۔

## نتیجہ اختلاف روایت :

(۱۶۱) الکاسانی . بدائع الصنائع . محولہ بالا . ج ۵ . ص ۱۸

(۱۶۲) فتاویٰ عالمگیری . . محولہ بالا . ج ۳ . ص ۱۶

(دفعہ ۳۲۹)

فقہاء احناف کے درمیان بیع کا علم ہونے ہی فوری طلب موائبت کرنے یا مجلس علم کے قائم رہنے تک طلب موائبت کے ضروری ہونے میں دو نقطہ ہائے نظر سامنے آتے ہیں۔ ایک علم ہونے ہی فوری طلب کا اور دوسرا مجلس علم کے قیام کی حد تک طلب کر لینے کا اختیار، خواہ یہ مجلس علم کتنی ہی طویل کیوں نہ ہو۔ پہلا نقطہ نظر امام ابوحنیفہ کی جانب منسوب ہے جب کہ دوسرا امام محمد سے منقول ہے راقم الحروف کے نزدیک امام محمد کا قول در خور اعتناء ہے متاخرین فقہاء احناف نے بھی امام محمد کے قول پر فتویٰ دیا ہے چنانچہ مجلۃ الاحکام العدلیہ قانون حکومت ترکیہ قدیم میں بھی امام محمد کے قول ہی کو اختیار کیا گیا ہے۔

الدر المختار میں ہے کہ طلب خصومت سے قبل طلب اشہاد (گواہ مقرر کر دینا) طلب خصومت کے لئے لازمی شرط ہے اگر طلب موائبت کے بعد بشرط قدرت یا عدم قدرت کے سبب کسی دوسرے وقت میں فوراً طلب اشہاد نہ کیا گیا تو حق شفعہ باطل ہو جائے گا، اور شہادت مقرر نہ کرنے کی صورت میں حاکم عدالت کی جانب سے شفعہ کا فیصلہ نہ کیا جا سکے گا البتہ اگر مشتری اس حق سے انکار کرے تو شفعہ باطل نہ ہوگا۔ شہادت اس لئے ضروری ہے کہ مشتری کے انکار کی صورت میں شفعہ شرعی حجت کے ذریعہ اپنا حق ثابت کر سکے اور یہ اسی صورت میں ہوگا جب کہ مشتری کو اس کے حق سے انکار ہو۔ صاحب رد المختار علامہ ابن عابدین نے فرمایا ہے کہ فتاویٰ خانہ میں ہے اگر طلب موائبت کے بعد باوجود قدرت کے طلب اشہاد نہ کیا گیا مثلاً (بلا عذر) طلب موائبت کے بعد نفل نماز شروع کر دی اور لوگوں کو گواہ بنانے کی کوشش نہ کی، حالانکہ اس کو اس امر پر قدرت حاصل تھی تو شفعہ باطل ہو جائے گا۔ نیز فتاویٰ خیرہ کی جانب نسبت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اگر شفعہ نے شہادت کے تقرر سے قبل عدالت میں دعویٰ دائر کر دیا تو شفعہ باطل ہو جائے

گلد (۲۸۱) فتاویٰ خیریت کا یہ فتویٰ اس امر کی صراحت کے لئے کافی ہے کہ طلب خصوصت سے قبل اشہاد کا وجود ضروری امر ہے۔

ردالمحتار میں فتاویٰ خانیت کے حوالے سے لکھا ہے کہ اگر بائع، مشتری، شفیع اور جائداد مشفوعہ ایک ہی شہر میں موجود ہوں تو شفیع کے لئے جائز ہوگا کہ ان میں سے جس کے پاس چلے جا کر شفعم کرے۔ قرب و بعد کا کوئی اعتبار نہ ہوگا۔ سارا شہر باوجود مختلف اطراف کے ایک ہی مقام تصور کیا جاتا ہے البتہ راستے میں گزرتے ہوئے ان میں سے کسی قریب کے فرد کے پاس سے گزرا اور شفعم طلب نہ کیا بلکہ بعید کے پاس پہنچا تو ایسی حالت میں حق شفعم باطل ہو جائے گا۔ اور اگر شفیع کسی دیگر شہر میں تھا تو اب وہ مذکورہ مقامات سے جس کے پاس پہنچ کر طلب کرے جائز ہوگا۔ اور جس صورت میں کہ شفیع کے قیام کے مقام پر بائع یا مشتری میں سے کوئی ایک موجود تھا لیکن شفیع ان کے پاس نہ گیا بلکہ اس دوسرے شہر میں گیا جہاں جائداد اور دوسرا فریق موجود تھا تو شفعم باطل ہو جائے گا۔ (۱۹۱)

علامہ کاسانی مصنف بدائع الصنائع نے اس موقع پر تفصیل بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے بیعہ مشفوعہ کی دو حالتیں ہیں یا تو مشفوعہ ابھی تک بائع کے قبضے میں ہوگا، یا مشتری کے قبضے میں دے دیا گیا ہوگا۔ اس صورت میں شفیع کو اختیار ہوگا کہ خواہ بائع کے پاس جا کر طلب موافقت کرے یا مشتری کے پاس یا جائداد بیعہ کے مقام پر۔ غرض ہر سہ مقام پر طلب صحیح ہوگی۔ بائع اور مشتری کے نزدیک تو اس لئے کہ یہ دونوں آپس میں فریق مقابل ہیں۔ بائع کے نزدیک اس بناء پر کہ جائداد اس کے قبضے میں ہے اور مشتری کے پاس اس بناء پر کہ وہ بذریعہ بیع اس کا مالک ہوا ہے اور جائداد کے قریب اس بناء

(۲۸۱) ابن عابدین، علامہ، ردالمحتار، محولہ بالا، ج ۵، ص ۱۹۶  
(۲۹۱) ابن عابدین، علامہ، ردالمحتار، محولہ بالا، ج ۵، ص ۹۷-۱۹۶

پر کہ شفیع کا حق اس سے متعلق ہے اب اگر باوجود قدرت کے شفیع نے ان تین محل سے کسی پر حاضر ہو کر شفیعہ طلب نہ کیا تو حق شفیعہ باطل ہو جائے گا، کیوں کہ اس نے شفیعہ طلب کرنے میں کوتاہی سے کام لیا۔ اور جس صورت میں کہ جائداد مشتری کے قبضے میں ہو تو یا تو مشتری کے پاس حاضر ہو کر طلب کرے یا جائداد مبیعہ مشفوعہ کے پاس، کیوں کہ اس صورت میں بائع شفیع کا فریق مقابل نہ رہے گا، ایک اجنبی شخص کی مثل متصور ہوگا اس لئے کہ اس وقت وہ نہ مبیعہ کا مالک رہا اور نہ قابض۔ اب اگر شفیع مشتری یا جائداد مبیعہ کے پاس حاضر ہونے کے بجائے بائع کے پاس پہنچا اور شفیعہ طلب کیا تو شفیعہ باطل ہو جائے گا، طلب صحیح نہ ہوگی۔ ایسی حالت میں یہ عمل شفیعہ سے اعراض کی دلیل ہوگا۔ اور اگر بیع کا معاملہ بائع اور مشتری کے درمیان ایسے مقام پر ہوا کہ جائداد مبیعہ وہاں نہ تھی بلکہ کسی دوسرے شہر میں تھی اور شفیع بھی اسی شہر میں تھا تو اب شفیع پر یہ لازم نہ ہوگا کہ وہ بائع یا مشتری کے پاس حاضر ہو بلکہ جائداد مبیعہ کے پاس حاضر ہو کر طلب مواثبت و اشہاد کرے۔ کیوں کہ جب شفیع جائداد مبیعہ کے محل پر موجود ہوا اور بائع و مشتری موجود نہ ہونے تو اب شفیع کے لئے مبیعہ کے پاس حاضر ہونا متعین ہو جاتا ہے۔ یہ تفصیل اس صورت میں ہے جب کہ شفیع طلب پر قادر ہو اور اس کو کوئی عذر لاحق نہ ہو۔ لیکن اگر کوئی مانع پیش آ گیا مثلاً شفیع اور مذکورہ افراد یا مبیعہ کے پاس حاضر ہونے میں کوئی نہر یا ایسا دریا حائل ہے کہ جس سے گزرنے میں شفیع کو خطرہ لاحق ہے یا ایسا جنگل ہے جو درندوں کا مسکن ہے یا اس کے ماسوا کوئی ایسا امر ہے جس سے شفیع کو خطرہ لاحق ہے تو اس حالت میں طلب اشہاد کی تاخیر سے شفیعہ باطل نہ ہوگا۔

ظاہر الروایت کے بموجب طلب مواثبت و طلب اشہاد کے وقت جائداد مبیعہ کے حدود کی وضاحت بھی ضروری نہیں ہوتی البتہ امام ابو یوسف کی ایک روایت کے بموجب یہ امر شرط ہوگا۔ ان کے نزدیک اس کی وجہ یہ ہے

کہ طلب اس وقت صحیح ہوتی ہے کہ جب کہ جائداد مشفوعہ کا علم ہو جائے اور علم اسی وقت ہو سکے گا جبکہ اس کے حدود بیان کر دینے جائیں۔ (۳۰)

شفیع کو طلب اشہاد میں اس طرح کہنا چاہئے کہ فلاں شخص نے یہ جائداد خرید کی ہے میں اس کا شفیع ہوں اور مجلس علم میں شفعہ طلب کر چکا ہوں اور اب بھی اس کو طلب کرتا ہوں اس لئے تم اس پر گواہ رہو۔ (۳۱)

فتاویٰ عالم گیری اور فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے کہ طلب اشہاد کے وقت اس امر کا اظہار بھی ضروری ہے کہ شفیع بحیثیت شریک شفعہ طلب کر رہا ہے یا ہم ساتیگی کی وجہ سے طالب شفیع ہے اور شفیع کو مشفوع و مشفوع بہ کی حدود بھی بتلانی چاہئیں تاکہ ہر چیز صاف اور واضح ہو جائے۔

### شافعی مسلک :

شافعی فقہاء نے طلب موثبت کے فوری ہونے میں فقہاء احناف سے اتفاق کیا ہے البتہ فوراً کے معنی ان حضرات نے اس طرح بیان فرمائے ہیں کہ جس وقت شفیع یا شفعاء کو بیع کا علم ہو تو عرف و عادت میں جس طریق کو علی الفور سمجھا جاتا ہو اس کے مطابق شفعہ کا مطالبہ کر دیں۔ اگر شفیع نے اس طرح مطالبہ نہ کیا تو اس کا حق شفعہ باطل ہو جائے گا۔ شافعیہ کے نزدیک اتحاد و خیابار مجلس جو حنفی فقہاء امام محمد کا قول ہے کوئی وقعت نہیں رکھتا۔ بیع کے علم ہونے کی شرط اس بناء پر ہے کہ اگر شفیع کو علم نہ ہو تو عدم علم کی بناء پر شافعیہ کے نزدیک شفیع کا حق شفعہ ساقط نہ ہوگا، خواہ بیع پر کتنا ہی عرصہ کیوں نہ گزر چکا ہو۔ اسی طرح اگر طلب

(۳۰) الکاسانی . بدائع الصنائع . محلولہ بالا ج ۵ . ص ۱۸

الدر المنثور فی شرح المنثور . بر حاشیہ مجمع الانہر . مصر : ۱۳۶۹ھ . ج ۲ . ص ۲۴۴

(۳۱) ابن عابدین . علامہ رد المحتار . محلولہ بالا ج ۵ . ص

شفعہ کے سلسلے میں شفیع کو کسی قسم کا شرعی عذر لاحق ہو گیا ہو تو شفعہ ساقط نہ ہوگا، مثلاً شدید بیمار ہو گیا ہو یا اس کو حبس پر جا میں رکھا گیا ہو، یا شاہد مقرر کرنے سے قاصر تھا، سفر میں اتنی مسافت پر تھا کہ فوری طلب کرنا اس کے لئے ممکن نہ تھا، یا کسی دشمن سے جان کا خوف لاحق تھا۔ ایسے حالات میں ان حضرات کے نزدیک طلب شفعہ کے لئے شفیع کو اپنا وکیل مقرر کر دینا چاہئے۔ اور جو شخص سفر میں ہو اس کے حق میں سفر سے واپسی کے لئے گرمی یا سردی کی شدت بھی عذر متصور ہوگا۔ اسی طرح راستے کا خوف و خطر بھی عذر شمار ہوگا۔ اگر شفیع مذکورہ حالت میں کسی کو وکیل بنا دینے سے بھی قاصر ہوا تو اپنی جائز قیام ہی پر اپنی طلب موافقت پر دو عادل شخصوں کی شہادت قائم کر دے یا ایک عادل مرد اور دو عورتوں کو گواہ بنائے۔ شافیع کے نزدیک ایک شخص کی شہادت قابل قبول نہ ہوگی۔ لہذا اگر شفیع نے مذکورہ بالا طریق پر قدرت رکھتے ہوئے بھی شفعہ طلب نہ کیا تو اس کا حق شفعہ باطل ہو جائے گا۔ کیوں کہ ایسی صورت میں اس کا یہ ترک دلالت اس کی رضامندی متصور ہوگا۔ چنانچہ شیخ محمد شربینی الخطیب صاحب مغنی المحتاج نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ وکیل مقرر کر دینے کا مسئلہ اس صورت میں معتبر ہوگا جب کہ شفیع غائب یا سفر کی حالت میں ہو لیکن اگر ایسا نہیں ہے بلکہ کسی دوسرے مقام پر مقیم ہے تو اس کو یہ حق ہوگا کہ وہ اسی مقام پر وہاں کے حاکم کے سامنے حاضر ہو کر شفعہ کے مطالبے کا اظہار کر دے۔ حاکم عدالت کے روبرو اظہار سے اس کا حق شفعہ بختہ ہو جائے گا۔ علامہ السبکی الشافعی نے لکھا ہے کہ اس قول سے یہ ثابت ہو گیا کہ بحالت سفر شفیع کو دونوں حق حاصل ہوں گے۔ یہ کہ طلب شفعہ کا وکیل مقرر کر دے یا یہ کہ اپنے محل قیام ہی پر حاکم عدالت کے سامنے حاضر ہو کر اپنی جانب سے طلب شفعہ پیش کرے۔ صاحب المغنی نے یہ بھی لکھا ہے کہ اگر شفیع نے یہ دعوا کیا کہ جس طریق پر مجھے بیع کی

اطلاع پہنچی اس طریق پر مجھے اعتماد نہ تھا اس لئے میں نے طلب مواثبت نہ کی تو اس صورت میں اس امر پر غور کرنا ہوگا کہ آیا شفعیہ کو اطلاع دینے والے دو عادل مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں تھیں۔ اگر ایسا تھا تو شفعیہ کا عذر قابل سماعت نہ ہوگا، بلکہ اس کا حق شفعہ ساقط ہو جائے گا۔ اس لئے کہ مذکورہ شہادت شرعاً مکمل شہادت ہے اور اگر ایک عادل مرد یا عورت نے اطلاع دی تھی تو یہ اگرچہ شہادت نہیں لیکن یہ اطلاع بھی قابل اعتبار ہوا کرتی ہے لہذا اس کا حکم بھی وہی اور شفعیہ کا عذر مسموع نہ ہوگا۔ شافعیہ کا دوسرا قول یہ بھی ہے کہ ایسی صورت میں شفعیہ معذور متصور ہوگا، اس سے حق شفعہ ساقط نہ ہوگا، لیکن اول قول صحیح تر ہے البتہ اگر کسی ایسے فرد نے اطلاع دی جس کی اطلاع شرعاً قابل اعتبار نہیں ہوتی مثلاً ایسے شخص نے جو اپنے فسق میں مشہور تھا یا نابالغ بچے نے اطلاع دی تو اس صورت میں شفعیہ معذور سمجھا جائے گا اور اس کا حق شفعہ ساقط نہ ہوگا۔ لیکن یہ اس صورت میں ہے جب کہ یہ اطلاع تواتر کی حد تک نہ پہنچی ہو لیکن اگر تواتر کی حد تک پہنچ گئی تو پھر فاسق ہونا یا نابالغ و کافر ہونا عذر مسموع نہ ہوگا۔ نیز شافعیہ کے نزدیک اطلاع دینے والے کو قبل طلب سلام کر لینا یا یہ کہنا کہ اللہ تمہیں برکت دے یا میں شفعہ طلب کروں گا حق شفعہ کو باطل نہ کرے گا۔<sup>(۳۲۱)</sup>

### حنبلی مسلک :

حنبلی فقہاء کے نزدیک اگر کسی شرعی عذر کے تحت طلب مواثبت میں تاخیر کی گئی تو حق شفعہ باطل نہ ہوگا مثلاً شفعیہ کو مشفوعہ کی بیع کا علم حاصل نہ ہوا، یا شب میں علم ہوا لیکن طلب کے لئے صبح ہونے کا انتظار کیا، یا شدید بھوک پیاس کی صورت میں کھانے پینے سے فراغت تک انتظار کیا یا

(۳۲۱) الرسی الخطیب . معنی المحتاج . مہولہ ۷۱ ج ۲ . ص ۸ - ۲۰۰

ابن اسحاق . المہذب . مہولہ ۷۱ ج ۱ . ص ۸۸ - ۲۸۶



وضو کرنے، دروازہ بند کرنے یا حمام سے نکلنے یا قضاء حاجت سے فارغ ہونے، اذان دینے، اقامت کہنے، فرائض و سنن کی ادائیگی یا جماعت کے قوت ہونے کے خوف سے تاخیر کرنا شفعہ کے ساقط ہونے کا سبب نہ ہوگا، البتہ اگر اس قسم کا کوئی عذر نہ تھا اور پھر طلب میں تاخیر کی تو حق شفعہ ساقط ہو جائے گا۔ مگر ان صورتوں میں نماز کے علاوہ یہ بھی شرط ہے کہ مشتری اس وقت موجود نہ ہو لیکن اگر مجلس علم میں اس وقت مشتری موجود تھا تو چوں کہ فی الفور طلب کرنا ممکن تھا طلب نہ کرنے سے حق شفعہ ساقط ہو جائے گا۔ (۳۲۱)

شفیع کے جائداد مشفوعہ کے مقام سے غیر حاضر ہونے یعنی سفر میں کسی دوسرے مقام پر ہونے کی صورت میں فقہاء حنابلہ کے دو قول ہیں۔ اول یہ کہ طلب اشہاد ضروری نہیں، بغیر اس طلب کے شفعہ کا حق قائم رہے گا، کیوں کہ سفر کی حالت میں شفیع کو اس طلب کا پابند کرنا اس کے ضرر کا باعث ہوگا اور سفر کی حاجتوں کے انقطاع کا ذریعہ ہوگا۔ لیکن المغنی میں کہا گیا ہے کہ اگر خبر پہنچنے پر شفیع نے واپسی میں تاخیر کی تو حق شفعہ باطل ہو جائے گا، اور اس قول کو صحیح کہا ہے کیوں کہ طلب اشہاد کے بعد طلب خصومت میں تاخیر کرنا حق شفعہ کو باطل نہیں کرتا، بخلاف واپسی کے، کہ یہ امر اس کے لئے ممکن ہے دوسرا قول یہ ہے کہ جب اس کو سفر کی حالت میں علم ہوا اور اس نے طلب اشہاد کی کوشش شروع کر دی اور باوجود قدرت کے شہادت مقرر نہ کی اس صورت میں ایک قول کے مطابق شفعہ ساقط ہو جائے گا۔ اس قول کو ظاہر فی المذہب کہا گیا ہے اس لئے کہ کوشش کرنے کے معنی یہ ہیں کہ چل پڑا اور چل پڑنا ایک مجمل امر ہے جو سکتا ہے کہ وہ شہادت کی غرض سے چل پڑا ہو یا یہ کہ کوئی دوسری غرض ہو۔ ایک قول یہ ہے کہ اگر طلب کرنے پر قدرت حاصل تھی لیکن یہ معلوم نہ تھا کہ میبہہ پر اس کو شفعہ کا حق حاصل ہے یا یہ کہ طلب کی تاخیر سے شفعہ ساقط ہو جاتا ہے

اس بناء پر طلب نہ کیا، حالانکہ شفعہ کی شخصیت ایسی تھی کہ اس جیسی شخصیت کے لئے لاعلم رہنا ممکن نہ تھا تو شفعہ ساقط ہو جائے گا، یہی صحیح قول ہے صاحب الانصاف نے لکھا ہے کہ یہاں مسئلے کی ایک اور صورت بھی ممکن ہے وہ یہ کہ مطالبہ کرنا بھول گیا، یا مشغوعہ کی بیع یاد نہ رہی یا یہ خیال کر لیا کہ مطالبہ نہ کرنے سے حق باطل نہیں ہوا کرتا، ایسی حالت میں شفعہ باطل نہ ہوگا۔ علامہ حارثی نے کہا ہے کہ مذہب حنبلی میں یہ صحیح قول ہے (۱۳۱)

اور اگر شفعہ شدید مریض ہوا یا جس پر جا میں رکھا گیا، قیام شہادت کے لئے گواہ میسر نہ آسکے یا ایسے لوگ موجود ہونے جن کی شہادت مقبول نہیں ہوتی مثلاً عورت یا فاسق یا نابالغ بچہ، یا ایسا شخص جو طلب کے مقام تک نہیں آسکتا یا مجہول الحال جس کا فسق و عدل کچھ معلوم نہیں اور اس بناء پر شہادت قائم نہ کی تو شفعہ ساقط نہ ہوگا۔ (۱۳۱)

## شیعی مسلک :

شیعہ امامیہ کے نزدیک بھی جائداد کی بیع کا علم ہونے پر طلب مواثبت فوری ہونا ضروری ہے اگر کسی شرعی عذر کی بناء پر طلب مواثبت نہ کر سکا یا اس کے لئے وکیل مقرر نہ کر سکا تو شفعہ باطل نہ ہوگا، اسی طرح اگر غلط اطلاع کی بنا پر شفعہ نہ کیا گیا یا تسلیم کر لیا مثلاً زر ثمن کی زیادتی کی اطلاع پر تسلیم کیا بعدہ زر ثمن کم ثابت ہوا، یا یہ کہ شفعہ قید میں تھا اس لئے وکیل مقرر کرنے سے معذور تھا، تو شفعہ باطل نہ ہوگا، فقہاء امامیہ کے نزدیک فوری مطالبے کے وہی معنی ہیں جو فقہاء شافعیہ نے بیان کئے ہیں کہ عرف و عادت میں جو عمل یا جتنی مدت فوری تصور کی جاتی ہو وہ

(۱۳۱) اس عدلہ مقدسی، المعجم، ماحولہ بالا، ج ۲، ص ۲۶۱

(۱۳۱) ایضاً، ج ۲، ص ۲۶۱

طریقہ فوری کہلانے گا، اس کے خلاف طریقہ فوری نہ ہوگا۔ چنانچہ فوری طلب موائبت نہ ہونے کی صورت میں شیعہ امامیہ کے نزدیک بھی حق شفعہ باطل ہو جائے گا۔ (۳۱)

اگر شفعہ شفعہ کی اطلاع دئے جانے کے وقت کسی واجب یا مستحب عبادت میں مشغول تھا تو اس پر یہ لازم نہ ہوگا کہ وہ اس عبادت کو قطع کر کے شفعہ طلب کرے، بلکہ طلب کو عبادت سے فارغ ہونے تک موقوف رکھنا جائز ہوگا۔ اسی طرح اگر نماز کا وقت داخل ہو چکا ہے اور شفعہ ادا نہ نماز کے لئے طہارت کی تیاری کر رہا ہے تو اس کا یہ عمل بھی شفعہ کے حق کو باطل نہ کرے گا۔ (۳۲)

شفیع کے سفر کی حالت میں ہونے کی صورت میں اگر وہ سفر سے واپس آ سکتا ہے یا وکیل مقرر کر سکتا ہے مگر نہ واپس آیا اور نہ وکیل مقرر کیا تو حق شفعہ باطل ہو جائے گا، البتہ اگر مذکورہ دونوں امر سے عاجز تھا تو حق شفعہ باطل نہ ہوگا۔ (۳۳)

طلب موائبت کر چکنے کے بعد اس طلب پر گواہ قائم کئے ہیں تاکہ طلب علی الفور موکد (پختہ و مستحکم) اور ثابت ہو جائے۔ اس طلب پر گواہ کرنا طلب موائبت کی صحت کے لئے نہیں ہے بلکہ اس لئے ہے کہ اگر مشتری منکر ہو کہ شفعہ نے حق شفعہ طلب نہیں کیا تو شفعہ اس کو ثابت کر سکے۔ بالفاظ دیگر اشہاد شرائط شفعہ میں سے نہیں ہے اشہاد انکار کی تردید اور تقدیم ثبوت کے لئے ہے ظاہر ہے کہ گواہوں کی موجودگی کے سبب موائبت کا ثبوت فراہم ہو جاتا ہے اور اس شہادت سے حق شفعہ کو قوت و مضبوطی

(۳۱) الحلی، شرائع الاسلام، محولہ بالا، ج ۲، ص ۱۶۲

(۳۲) ایضاً، ج ۲، ص ۱۶۲

(۳۳) ایضاً، ج ۲، ص ۱۶۲

حاصل ہونی ہے۔

## عدالتی نظائر :

اسلامی قانون کے تحت شفیع کے لئے شفعہ کی دو طلبیں ضروری ہیں۔ ایک فوری طلب موائتہ جونہی اس کو بیع کا علم ہو اور دوسری گواہوں کی موجودگی میں بعجلت ممکنہ طلب اشہاد، بعد بیع ۱۳۱۰

حق شفعہ کے سلسلے میں اس امر کی صراحت کی گئی ہے کہ طلب ثانی (اشہاد) یا تو بائع یا مشتری کی موجودگی میں یا اس جائداد کے مقام پر کی جانی چاہئے جس کے متعلق شفعہ نافذ کرانا مقصود ہے۔ واحد الفاظ بائع اور مشتری میں صیغہ جمع بھی شامل ہے۔ ایسی حالت میں طلب اشہاد اگر مشتری کی موجودگی میں ہونی تو ایک سے زائد مشتری ہونے کی صورت میں اس طلب کی نسبت جو صرف ایک مشتری کی موجودگی میں ہونی ہے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ٹھیک طور پر اس کی تکمیل کی گئی تھی بجز اس کے کہ وہ تمام مشتریوں کی موجودگی میں ہونی ہو۔ (۳۰)

طلب اشہاد کے لئے شفیع کو بائع یا مشتری کے سامنے یہ کہنا چاہئے کہ فلاں شخص نے فلاں مکان کی آراضی خریدی ہے اور اس کے حدود بیان کر دئے جائیں اور تقریر میں اس قدر اضافہ کرنا چاہئے کہ مجھے حق شفعہ حاصل

(۲۹) اٹھ بخش بنام جانو (بی ایل ڈی . ۱۹۶۲ء . کراچی . ص ۳۷)

گوبند دیال بنام عنایت اللہ (آئی ایل آر . الہ آباد . ص ۷۵)

نری ریوہد بہاری سکھ۔ بنام گوجاہر جے بوریہ و دیگران (اے آئی آر . ۱۹۵۳ء . سریم کورٹ . ص ۳۷)

(۳۰) علیہ بیگم بنام حسن علی (الڈس کیسز . ج ۷۳ . ص ۱۰۲۹)

اے آئی آر . ۱۹۲۳ء . الہ آباد . ص ۳۵۵

محمد عسکری بنام رحمت اللہ (الڈس کیسز . ج ۱۰۵ . ص ۷۷)

الہ آباد لا کرٹل . ج ۲۵ . ص ۳۷

ہے جس کو میں نے طلب کیا ہے اور اس وقت بھی طلب کرتا ہوں اس لئے تم گواہ  
رہو۔ (۳۱)

عدالتوں میں اس امر میں اختلاف رہا ہے کہ آیا اشہاد کے وقت  
شاہدوں سے یہ کہا جانا طلب کی صحت کے لئے ضروری ہے یا نہیں کہ تم گواہ  
رہنا۔

عدالت عالیہ حیدرآباد نے بمقدمہ بالا پرشاد بنام پرشاد (دکن، ج ۸،  
ص ۳۵۰) قرار دیا کہ یہ ضروری نہیں کہ گواہوں کی موجودگی میں یہ کہا  
جائے کہ تم گواہ رہو۔ لیکن بمقدمہ جوہاداس بنام ذوالفقار علی خان (دکن، ج  
۲۳، ص ۳۸۰) قرار دیا گیا کہ اس کی ضرورت ہے کہ گواہوں کو مخاطب کرکے  
گواہ رہنے کے لئے کہا جائے۔ صرف شہود (گواہوں) کی موجودگی میں طلب  
اشہاد کی تکمیل کافی نہیں ہے نیز بمقدمہ عبدالرحیم بنام طوفان غازی (۳۲) اور  
ماشما محی الدین بنام عبدالشکور (۳۳) اور صادق علی بنام عبدالباقی خان (۳۴)  
عدالت عالیہ کلکتہ نے قرار دیا کہ طلب اشہاد میں گواہوں کو گواہ رہنے کے  
لئے کہنا ضروری امر ہے۔ اگر ایسا نہ کیا جائے تو طلب کالعدم ہو جاتی ہے۔ اسی  
فیصلے میں مزید قرار دیا گیا کہ طلب موثبت کے ساتھ ہی طلب اشہاد کی جا  
سکتی ہے لیکن دونوں طلب ایک وقت میں کرنے کی صورت میں بھی گواہوں کو

(۳۱) جوہاداس بنام ذوالفقار علی خان، (دکن، ج ۲۳، ص ۳۸۰)

عبدالرحمن بنام طوفان غازی، (کلکتہ، ج ۵۵، ص ۱۱۸۱)

اے آئی آر، ۱۹۲۸، کلکتہ، ص ۵۸۳

ملکار جن بنام گوہندہ، دکن، ج ۱۸، ص ۲۰۱

(۳۲) انڈین کیسیز، ج ۱۰۹، ص ۲۸۳

کلکتہ، ج ۵۵، ص ۱۱۸۱

(۳۳) انڈین کیسیز، ج ۱۶۹، ص ۳۸۰

اے آئی آر، کلکتہ، ۱۹۲۴، ص ۲۸۳

(۳۴) انڈین کیسیز، ج ۷۱، ص ۳۶

گواہ رہنے کے لئے کہنا ضروری ہے لیکن عدالت عالیہ الہ آباد نے بمقدمہ امام الدین بنام محمد رئیس الاسلام ہاشمی (۳۵) قرار دیا کہ مقدمہ شفعہ میں یہ امر کلیتاً ضروری نہیں ہے کہ شفیع بوقت طلب اشہاد گواہوں سے مخاطب ہو کر کہے کہ تم اس کے گواہ رہو لیکن یہ بات پوری طرح ثابت ہونی چاہئے کہ اس وقت کم سے کم دو ایسے گواہ موجود تھے جنہوں نے اس کو سنا اور بصورت انکار مشتری اس واقعہ کی شہادت دے سکتے ہوں۔

بہ مقدمہ ماروت راؤ بنام نارائن داس (۳۶) قرار دیا گیا کہ بعض واقعات ایسے ہو سکتے ہیں کہ گواہوں کو صراحت سے یہ نہ کہا جائے کہ تم شاہد رہنا، مگر حالات کے لحاظ سے یہ نتیجہ مستنبط کیا جا سکتا ہے کہ گواہوں کو مخاطب کیا گیا یا یہ کہ مدعی نے اپنے حق شفعہ کی تصدیق کی صرف بعض اشخاص کی موجودگی میں طلب موائت کرنا یا اپنے شفیع ہونے کا ادعا کرنا کافی نہیں ہے خاص کر جو لوگ وہاں موجود ہوں بہ حیثیت گواہ نہ لانے گئے ہوں بلکہ اتفاق سے اپنے کاروبار کے سلسلے میں یا کسی اور طور پر وہاں موجود ہوں۔

بہ مقدمہ گنگا پرشاد بنام اجودھیا پرشاد (۳۷) الہ آباد ہائی کورٹ نے قرار دیا کہ محض یہ امر کہ طلب اشہاد چند ایسے شخصوں کے رو بہ رو کی گئی ہو جو مقام طلب اشہاد پر انفاقیم موجود تھے طلب مذکور کے جائز قرار دینے کے لئے کافی نہیں ہے بجز اس کے کہ اشخاص مذکور سے خاص طور پر یہ کہہ دیا جائے کہ طلب اشہاد کئے جانے کے وہ گواہ رہیں۔

(۳۵) انڈین کیسز، ج ۱۳۳، ص ۳۰۴

الہ آباد، ج ۵۲، ص ۱۰۰۵

ایے آئی آر، الہ آباد، ۱۹۳۱ء، ص ۳۶

(۳۶) دکن، ج ۲۹، ص ۶۳۳

(۳۷) الہ آباد، ج ۲۸، ص ۲۳

## نتیجہ فکر :

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ اختلاف آراء فاشدوا علیہ کے الفاظ سے پیدا ہوا ہے جو الدر المختار اور بعض دوسری فقہ کی کتابوں میں آیا ہے جس کے معنی تم اس پر گواہ رہنا ہیں۔ سوال یہ ہے کہ یہ کہنا کہ تم اس پر گواہ رہنا کیا لازمۃ اشہاد ہے؟ راقم الحروف کے نزدیک تم گواہ رہو کے الفاظ کا ادا کرنا نہ تو معین طریقہ اشہاد میں سے ہے اور نہ لازمۃ اشہاد خود فقہاء کی عبارتوں سے بھی صاف طور پر یہ بات واضح نہیں ہوتی چنانچہ شفیع کے خواہ مشتری کے پاس جا کر یا بائع کے پاس جا کر یا مبیعہ کے مقام پر جا کر گواہوں کی موجودگی میں طلب اشہاد کی صورت میں تم گواہ رہو نہ کہنے سے حق شفعہ ساقط نہیں ہونا چاہئے۔ البتہ یہ شہادت پیش ہونی چاہئے کہ شفیع نے گواہوں کی موجودگی اور سماعت میں طلب شفعہ کے سلسلہ میں ایسے الفاظ کہے تھے یا شفیع کے طرز عمل سے یہ مستنبط کیا جا سکتا ہے۔

جہاں ایک شفیع نے گواہوں کی موجودگی میں طلب اول (موثبت) کی ہو اور گواہوں کو اپنے ساتھ مشتری کے پاس لے جائے تاکہ ان کی موجودگی میں طلب دوم کی جائے اور واقعاً ان کی موجودگی میں طلب دوم بھی کی گئی ہو تو محض یہ واقعہ کہ شفیع نے صریح الفاظ میں گواہوں کو گواہ رہنے کے لئے نہیں کہا نفاذ شفعہ کے لئے مضر نہ ہوگا۔ (۳۸)

شفعہ میں شفیع کے لئے اہم امر طلب موابت رکھا گیا ہے اگر اطلاع جائداد مبیعہ پر بائع کے مقابل جب کہ جائداد اس کے قبضے میں ہو یا مشتری

(۳۸) حکیم اللہ بنام حکمت اللہ . (انڈین کیسز . ج . ۱۰۰۰ ص ۳۹)

الہ آباد . ج . ۳۹ . ص ۲۸۵

اے آئی آر . ۱۹۲۴ . الہ آباد . ص ۲۸۹

کی موجودگی میں ہونی ہو اور شفعم طلب موائبت پر گواہ مقرر کر لینا ہے تو یہ کافی ہے (۳۹)

## طلب اشہاد بذریعہ خط :

اگر شفعم کا بذات خود طلب اشہاد کرنا ممکن نہ ہو یا وہ حالت سفر میں ہو یا دور دراز مقام پر رہتا ہو اور طلب اشہاد پر قادر نہ ہو تو وہ بذریعہ خط طلب شفعم کر سکتا ہے گواہ بعد میں قائم کئے جا سکتے ہیں۔ خواہ وہ طلب اشہاد بذریعہ وکیل ہی کرے۔ لیکن اگر شفعم باوجود قدرت طلب اشہاد نہ کرے تو اس کا حق زائل ہو جائے گا۔

## طلب اشہاد میں تاخیر :

جس قدر جلد ممکن ہو طلب اشہاد کی تکمیل ہونی چاہئے ورنہ مستنبط کیا جائے گا کہ شفعم نے حق شفعم سے دست برداری کر لی ہے شفعم کے دعوے میں یہ ثابت ہونا چاہئے کہ طلب موائبت کے بعد طلب اشہاد کی انجام دہی کے لئے اس مدت سے زیادہ مہلت نہیں لی گئی جو واقعی اس کی تکمیل کی تیاری کے لئے ضروری تھی یا کسی ناگزیر ضروریات کی وجہ سے داعی ہونی طلب اشہاد میں غیر ضروری تاخیر سے حق شفعم زائل ہو جاتا ہے (۵۰)

(۳۹)

دولت راولپنڈی گھنجاہی، دکن، ج ۳۰، ص ۱۱۰

حمید اللہ بنام کریم بخش، (انڈین کیسز، ج ۱۱۳، ص ۱۵۵)

اے آئی آر، ۱۹۲۹، کلکتہ، ص ۱۳۶

عبدالرحیم بنام طوفان غازی، (انڈین کیسز، ج ۱۰۹، ص ۲۸۳)، کلکتہ، ج ۵۵، ص ۶۸۱

(۵۰)

بین چندرا بنام راجانی چندرا، (انڈین کیسز، ج ۶۵، ص ۱۶۳)

عبدالرحمن بنام رفاقت النساء، (انڈین کیسز، ج ۶۵، ص ۱۶۳)

محمد رضا علی خان بنام محمد اسرار حسین خان، (انڈین کیسز، ج ۱۲۱، ص ۲۱۸)

اے آئی آر، ۱۹۲۳، الہ آباد، ص ۲۲۹



## احکام شرع کی پابندی :

شفعہ کے معاملات میں طلب موائب اور طلب اشہاد کی تکمیل انہیں طریقوں سے اور انہیں لوازم کے ساتھ سختی سے ہونی چاہئے جو کتب شرعی میں محکوم و مدون ہیں۔ اس اصول سے بحث کر کے جو ایسے طریقوں میں مضر ہیں اصطلاحی لوازم کی تکمیل سے اجتناب و گریز کی اجازت نہیں دی جا سکتی (۵۱)

## طلب اشہاد میں طلب موائب کا ذکر :

طلب اشہاد کے وقت اگر طلب موائب ہو چکی ہو تو اس کا اظہار شفیع کی جانب سے ہونا ضروری ہے ورنہ اس کا حق ساقط ہو جاتا ہے (۵۲)

شرعاً شفیع پر لازم ہے کہ بروقت طلب اشہاد اس امر کو ظاہر کرنا چاہئے کہ بغور علم میں نہ طلب موائب کی ہے اور اب طلب اشہاد کر رہا ہوں (۵۳) شفیع کو بوقت طلب اشہاد صاف طور پر بیان کرنا لازم ہے کہ وہ طلب موائب کر چکا ہے (۵۴)

بسم مقدمہ مبارک حسین بنام کنیز بانو (۵۵) عدالت عالیہ الہ آباد نے

(۵۱) جودھا داس بنام ذوالفقار علی (دکن ج ۲۳ ص ۳۸۰)

(۵۲) عبداللہ شریف بنام سید موسیٰ (دکن ج ۲۳ ص ۱۶۶)

رحیم بخش بنام بیجارنا انٹین کیسیز ج ۱۲۳ ص ۳۸۰

(۵۳) دولت رام بنام گھنجاہی (دکن ج ۳۰ ص ۱۱۰)

احمد حکیم اللہ بنام محمد حکمت اللہ (انڈین کیسیز ج ۱۰۰ ص ۳۹)

اللہ آباد ج ۳۹ ص ۲۸۵

اے آئی آر ۱۹۲۷ . اللہ آباد ص ۲۸۹

صافق علی بنام عبدالباقی خان (انڈین کیسیز ج ۶۱ ص ۳۶۰)

(۵۴) عباس بیگم بنام فضل حسین (اللہ آباد ج ۲۰ ص ۳۵۶)

(۵۵) اللہ آباد ج ۲۷ ص ۱۶۰

قرار دیا کہ یہ نہایت ضروری ہے کہ طلب اشہاد کے وقت اس امر کا تذکرہ کیا جائے کہ طلب موثبت پہلے ہو چکی ہے۔ یہ ضرورت اس امر سے رفع نہیں ہو جاتی کہ طلب اشہاد اور طلب موثبت کے گواہ ایک ہی ہیں۔

البتہ عدالت عالیہ حیدر آباد دکن نے یہ مقدمہ اندر سنگھ بنام بحال سنگھ (۵۱) قرار دیا کہ طلب موثبت اور طلب اشہاد ایک ہی وقت اور ایک ہی سلسلے میں عمل میں آئے ہوں تو کافی ہیں، ہم اس کی ضرورت نہیں سمجھتے کہ طلب اشہاد کے وقت مکرر طلب موثبت کا بھی ذکر کیا جائے کیوں کہ طلب موثبت اور طلب اشہاد کے گواہ ایک ہی ہیں اور واقعہ ایک ہی وقت کا ہے۔

### وقت واحد میں طلب موثبت اور طلب اشہاد :

الدر المختار میں لکھا ہے کہ اگر شفیع نے طلب موثبت میں ان تینوں میں سے کسی کے پاس یعنی گھر، بائع، یا مشتری کے پاس گواہ کر لیا تو یہ طلب کافی ہے اور یہ طلب قائم مقام طلب اشہاد کے ہوگی، علاوہ طلب اشہاد کی ضرورت نہیں، گویا دونوں طلبیں (طلب موثبت اور طلب اشہاد) ایک وقت میں ہو سکتی ہیں۔ (۵۷)

۳۳۰ - طلب اشہاد کے بعد شفیع کو مشفوعہ میں حصول ملکیت کے لئے حاکم مجاز کی عدالت میں دعوا دائر کرنا ہوگی۔

طلب خسرت

### تشریح

### حنفی مسلک :

(۵۶) دکن ج ۳۰ ص ۴۲۲

(۵۷) باہر بنام ابا (دکن ج ۲۲ ص ۵۵۷)

چودھا داس بنام ذوالفقار علی خان (دکن ج ۲۲ ص ۳۸۰)

امام محمد الشیبانی کے نزدیک شفعہ کی طلب خصوصت میں ایک ماہ کی تاخیر سے شفعہ کا حق باطل نہ ہوگا۔ اس کے برخلاف ظاہر الروایت کے بموجب طلب خصوصت کی تاخیر سے خواہ کسی قدر عرصہ گزر گیا ہو حق شفعہ باطل نہیں ہوتا۔ لیکن صاحب رد المحتار علامہ ابن عابدین نے امام محمد کے قول کو مفتی بہ ظاہر کرتے ہوئے اس کے مفتی بہ ہونے کو شیخ الاسلام کی جانب منسوب کیا ہے اور قاضی خان نے اپنے فتاویٰ اور شرح جامع میں مفتی بہ ہونے کی نسبت وقایہ و نقایہ و ذخیرہ المعنی، شرنبلالیہ اور فتاویٰ البرہان کی جانب کی ہے اور کہا ہے کہ ہدایہ اور کافی نے اس قول کے مقابل کو جو صحیح کہا ہے اس کے مقابلے میں یہ قول صحیح تر و مفتی بہ ہے اور قہستانی نے اس قول کو مشاہیر فقہاء کی جانب منسوب کیا ہے مثلاً صاحبان محیط، خلاصہ، مضمرات وغیرہ امام محمد کے اس قول کی وجہ سے بیان کی گئی ہے کہ چون کہ اس عہد میں لوگوں کے حالات میں شدید تغیر پیدا ہو گیا ہے عموماً دوسروں کو ضرر پہونچانے کے درجے رہتے ہیں لہذا اگرچہ ظاہر الروایت اس کے خلاف ہے لیکن موجودہ حالات کے پیش نظر ظاہر الروایت قابل ترجیح نہ ہوگی اگرچہ ظاہر الروایت کی صحت بھی منقول ہو۔ اسی بناء پر علامہ ابن عابدین نے بھی امام محمد کے قول کو اختیار کیا ہے (۵۹۱) اور وہ ایک ماہ کی مدت کی تعیین کے قائل ہیں۔

از روزنہ احکام شرع نالش اس مقام میں دائر کی جانے گی جہاں جائداد

مشفوعہ واقع ہے (۵۹۱)

شفعہ کا دعویٰ مالک اور قابض جائداد میبہ کے خلاف دائر کیا جائے

(۵۸) ابن عابدین، علامہ، رد المحتار، محمولہ بالا، ج ۵، ص ۱۹۴

داماد آفتدی، مجمع الانہر، محمولہ بالا، ج ۲، ص ۳۴۵

(۵۹) فتاویٰ عالمگیری، محمولہ بالا، ج ۱، ص

گلد اگر جائداد بائع کے قبضے میں ہو تو نالاش بائع اور مشتری دونوں کے خلاف دائر کی جائے گی، کیوں کہ مشتری مالک ہے اور بائع قابض ہے اس لئے ڈگری دونوں کے خلاف صادر کی جائے گی، اور اگر جائداد مبیعہ مشتری کے قبضے میں ہو تو صرف مشتری کے خلاف نالاش دائر کی جائے گی کیوں کہ مشتری مالک ہے ایسی صورت میں بوجہ عدم ملکیت و عدم قبضہ بائع کی حیثیت ایک اجنبی کی ہوگی۔ (۱۶۰)

ایک مکان فروخت ہوا جس کے دو شفعاء میں سے ایک حاضر ہے اور دوسرا موجود نہیں ہے شفیع حاضر نے شفعہ طلب کیا اور اس کا دعوا ڈگری ہو گیا اس کے بعد اگر دوسرا شفیع حاضر ہو جائے تو وہ شفیع اول سے شفعہ طلب کرے گا، کیوں کہ ڈگری کی وجہ سے وہ مشتری کا قائم مقام ہو گیا ہے۔ (۱۶۱)

شفیع جار (بڑوسی) کے مکان کے متصل ایک مکان فروخت ہوا اور شفیع جار کو اس کی ملکیت کا بھی ادعا ہے اس لئے وہ ڈرتا ہے کہ اگر وہ ملکیت کا دعوا کرے تو شفعہ باطل ہو جاتا ہے اور اگر شفعہ کا دعوا کرے تو ملکیت کا دعوا باطل ہو جاتا ہے ایسی صورت میں وہ ساتھ ہی ساتھ ایک ہی کلام میں دونوں کا ادعا اس طرح کر سکتا ہے کہ یہ گھر میرا ہے اور میں اس کے (مالکانہ) قبضے کا دعوا کرتا ہوں اگر وہ مجھے مل گیا تو خیر، ورنہ میں اپنے شفعہ کے دعوے پر قائم ہوں۔ یہ سب ایک ہی کلام ہے اس سے طلب شفعہ سے سکوت نہ ہوگا۔ (۱۶۲)

## دیگر ائمہ کا نقطہ نظر :

- 
- (۱۶۰) فتاویٰ عالمگیری، محولہ بالا، ج ۰، ص ۰  
 برهان الدین مرغیبانی ( )، ہدایہ، کراچی: قرآن محل، ص ۰  
 (۱۶۱) فتاویٰ قاضی خان، ص ۰  
 (۱۶۲) علاء الدین حصکفی، الدرالمختار، محولہ بالا، ج ۰، ص ۰  
 فتاویٰ قاضی خان، ص ۰

دیگر ائمہ - امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل، فقہاء و ظاہریہ و شیعہ امامیہ کی زیر مطالعہ کتب فقہ سے طلب خصومت کے سلسلے میں کوئی صریح روایت نظر سے نہ گزری، یہ ظاہر ان ائمہ کے بیان کردہ جزئی مسائل سے معلوم ہوتا ہے کہ طلب خصومت شفعہ کی کوئی ایسی شرط نہیں جس کے نہ پائے جانے سے حق شفعہ باطل ہو جاتا ہو۔

## مصری قانون :

دفعہ ۹۳۳ - شفعہ کا دعوا بہ مقابلے بائع و مشتری اس عدالت میں پیش کرنا ہوگا جس کو ان مقدمات کی سماعت کا مجاز قرار دیا گیا ہوگا۔ دعویٰ کے ہم راہ جائداد کا نقشہ بھی پیش کرنا ہوگا۔ جس کی مدت اعلان طلب شفعہ سے تیس یوم کے اندر ہوگی، جیسا کہ دفعہ سابقہ میں واضح کیا گیا ہے۔ بصورت خلاف شفعہ ساقط ہو جائے گا۔ اور عدالت کو شفعہ کا فیصلہ جلد از جلد کرنا ہوگا۔

۹۳۸ - مندرجہ ذیل حالات میں حق شفعہ ساقط ہو جائے گا :

(الف) جب کہ شفیع اپنا حق شفعہ ترک کرنے کی صراحت کر دے،

خواہ بیع سے قبل ہی کیوں نہ ہو۔

(ب) جب کہ بیع نامہ رجسٹری کرانے کے بعد چار ماہ گزر چکے ہوں۔

(ج) ان تمام دیگر حالات میں جن کی صراحت قانون میں کی گئی ہے۔

## عدالتی نظائر :

جہاں متعدد اشخاص زمرہ مدعیان میں شریک ہوں جو مساوی حقوق

شفعہ رکھتے ہوں اور ان میں سے بعض نے احکام شرعی کی تعمیل کر کے اپنے حق

کو قابل نفاذ بنا لیا ہو اور بعضوں نے تعمیل نہ کی ہو تو مقدمہ اس وجہ سے خارج نہ ہوگا کہ بعض مدعیوں نے احکام شرعی کی تعمیل نہیں کی ہے بلکہ ان مدعیوں کے ایماہ پر مقدمہ قابل پیش رفت ہے جنہوں نے تعمیل کی ہے۔ (۱۳۱)

جب ایک مدعی جو مثل دیگر کے مساوی حق شفعہ رکھتا ہو دوران نالش خواہ عدالت ابتدائی میں خواہ عدالت مرافعہ میں اپنا حق شفعہ بلا بدل یا بالبدل ترک کر دے تو دیگر شفعاء کا حق زائل نہیں ہوتا۔ ایسی صورت میں مابقی مدعی تنہا اپنے دعوے کو جاری رکھنے کے مستحق ہیں۔ (۱۳۱)

## عذر بر نامی :

مقدمہ شفعہ میں مشتری عذر کر سکتا ہے کہ وہ بر نامی دار ہے جس کے مقابلہ میں مدعی کو حق شفعہ حاصل نہیں۔ اگر اس واقعہ کا ثبوت مل جائے کہ حقیقی خریدار ایسا شخص ہے جس کو حق مرجع حاصل ہے تو دعوا خارج ہونا چاہئے۔ (۱۳۱)

## شفعہ میں امر مانع تقریر مخالف :

محض یہ واقعہ کہ شفعیہ کو پہلے سے اطلاع تھی کہ کسی خاص تاریخ پر جائداد فروخت ہونے والی ہے یہ امر مانع تقریر مخالف کا اثر نہیں رکھتا ہے اور نہ اس کی فی الواقع بیع عمل میں آنے کے بعد طلب شفعہ سے

(۱۳۱) نوک نرائن پوری بنام رام راجیا سنگھ (انڈین کیسز، ج ۹۰، ص ۸۰۶)

شمس الدین بنام علاء الدین (انڈین کیسز، ج ۱۳۳، ص ۳۶۲)

ایے آئی آر، ۱۹۳۲ء، الہ آباد، ص ۱۳۸

(۱۳۲) اللہ دینا وغیرہ بنام قائم الدین (انڈین کیسز، ج ۶۰، ص ۱۹۲)

(۱۳۳) سکھا برشاد بنام رکمنی (انڈین کیسز، ج ۱۴۹، ص ۸۳۸)

سکھا برشاد بنام رکمنی (انڈین کیسز، ج ۱۸۶، ص ۵۵۹)

محروم ہو سکتا ہے (۶۴)

۳۳۱ - جو کوئی شخص بذات خود شفعہ کے طلب کرنے کی اہلیت نہ رکھتا ہو اس کے شفعہ کا مطالبہ اس کا ولی یا وصی کرے گا۔ چنانچہ نابالغ بچے کے ولی یا وصی نے اگر نابالغ کے حق شفعہ کا مطالبہ نہ کیا یا ترک کر دیا تو اب نابالغ کو اپنے بلوغ کے بعد شفعہ کا حق حاصل نہ رہے گا۔

## تشریح

### حنفی مسلک :

فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ نابالغ بچے اور جنین (جو بچہ بطن مادر میں ہو) شفعہ کے استحقاق میں بالغ انسان کے مثل شفعہ کے مستحق ہوں گے۔ جنین کی صورت میں اگر بیع واقع ہونے سے چھ ماہ کی مدت سے کم میں وضع حمل ہو گیا تو یہ بچہ شفعہ کا مستحق ہوگا۔ لیکن اگر چھ ماہ سے زائد مدت میں وضع حمل ہوا تو شفعہ کا مستحق نہ ہوگا۔ کیوں کہ خریداری کے بعد چھ ماہ سے زائد مدت میں پیدا ہونے کی صورت میں خریداری کے وقت اس کا حقیقی یا حکمی وجود نہ تھا۔ الا یہ کہ حمل کا باپ بیع سے قبل فوت ہو چکا ہو (یا وہ حمل کی ماں کو طلاق دے چکا ہو) دران حالیکہ بچہ رحم مادر میں ہوا اور حمل اس کا وارث ہوا ہو تو اب چھ ماہ یا اس سے زائد مدت میں بھی پیدا ہونے پر شفعہ کا مستحق ہوگا کیوں کہ وجوب شفعہ کے وقت بحکم شرعی اس کا وجود مستحق تھا۔ (۶۴) یہ مدت حمل حنفی فقہاء کے نزدیک دو سال تک ہو سکتی ہے (۶۵)

(۶۴) محمد عسکری بنام رحمت اللہ، (۱۷۱ آئی آر، ۱۹۲۰ء، الم آباد، ص ۳۳۵)

انڈین کیسز، ج ۱۰۸، ص ۷۷

(۶۵) فتاویٰ عالمگیری، محولہ بالا، ج ۳، ص ۲۰

(۶۶) حمل کی زائد سے زائد مدت پر تفصیلی بحث کے لئے ملاحظہ ہو مجموعہ ہذا جلد سوم، باب ۱۲

جب نابالغ بچہ شفعہ کا مستحق قرار پا جائے تو اس کے شفعہ کا مطالبہ وہ شخص کر سکے گا جس کو اس کے حقوق حاصل کرنے کا اختیار حاصل ہوتا ہے مثلاً، باپ، باپ کا وصی، دادا، دادا کا وصی یا حاکم کا مقرر کردہ وصی اگر ان اشخاص میں سے کوئی بھی موجود نہ ہو تو نابالغ کو اپنے بلوغ کے بعد حق شفعہ کو طلب کرنے کا حق حاصل ہوگا۔ (۳۱)

جب نابالغ کے مذکورہ بالا ولی یا وصی نے نابالغ کے حق شفعہ کو ترک کر دیا ہو تو امام ابوحنیفہ و ابو یوسف رحمہ اللہ علیہما کے نزدیک اس کا ترک کرنا صحیح ہوگا، اور بلوغ کے بعد اب بچہ کو شفعہ کا حق حاصل نہ ہوگا، خواہ ولی کا ترک حق شفعہ عدالت کے اجلاس میں واقع ہوا ہو یا کسی دوسری مجلس میں۔ (۴۰)

اگر کسی خریدار نے جائداد کو اتنی زائد قیمت پر خریدا کہ دوسرے لوگ اس کو اتنی قیمت پر خرید نہ کرتے اور نابالغ کو اس مکان پر شفعہ کا حق حاصل تھا مگر اس کے باپ نے اس حالت میں شفعہ ترک کر دیا تو بعض مشائخ حنفیہ نے فرمایا ہے کہ امام محمد کے نزدیک ترک شفعہ صحیح ہوگا لیکن یہ قول صحیح تر ہے کہ ہر سہ ائمہ کے نزدیک ترک شفعہ صحیح نہ ہوگا اور نابالغ کا حق شفعہ قائم رہے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس جائداد کو اس گراں قیمت پر خرید لینے کا باپ کو حق حاصل ہی نہ تھا۔ اور ولی کے حق شفعہ کو ترک کرنے یا اس کی طلب سے ساکت رہنے کی بنیاد اس امر پر ہے کہ ولی اس کی خریداری کا بھی شرعاً مجاز ہو، لہذا نابالغ کا یہ حق قائم رہے گا اور بالغ ہونے کے بعد شفعہ کا مطالبہ کر سکے گا۔ (۴۱)

(۳۹) فتاویٰ عالمگیری، محولہ بالا، ج ۳، ص ۲۰

الکاساسی، بدائع الصنائع، محولہ بالا، ج ۵، ص ۱۶

(۴۰) فتاویٰ عالمگیری، محولہ بالا، ج ۳، ص ۲۰

(۴۱) ایضاً، ج ۳، ص ۲۰



جب کہ مکان کی خریداری بہت کم قیمت پر ہوئی ہو اور نابالغ کے ولی نے شفعہ ترک کر دیا تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک ترک شفعہ اب بھی جائز ہوگا، اور امام محمد کے نزدیک جائز نہ ہوگا، امام ابو یوسف سے اس مسئلے میں کوئی روایت منقول نہ مل سکی۔ (۴۱)

نابالغ کے باپ نے بچے کے لئے مکان خریدا اور اس مکان کا شفعہ خود بچے کا باپ بھی تھا تو باپ کو یہ حق حاصل ہوگا کہ اس مکان کو اسی طرح اپنے شفعہ کے حق میں حاصل کر لے، جس طرح کہ اس کو نابالغ کی کسی چیز کو اپنے لئے خرید لینے کا حق حاصل ہے لیکن اس صورت میں باپ کو خریدنے کے وقت بھی یہ اظہار کرنا لازم ہوگا کہ میں نے خریدا اور اپنے شفعہ کے حق میں لے لیا، اگر باپ کی جگہ وصی ہوا تو اگر اس مکان کے شفعہ میں اس نابالغ کی منفعت مضر ہوئی یعنی یہ کہ معمولی زیادتی کے ساتھ لے لیا مثلاً مکان کی قیمت دس ہزار روپے تھی اور وصی نے نابالغ کے لئے گیارہ ہزار روپے میں خرید لیا اور اس نے اپنے حق شفعہ میں اسی گیارہ ہزار کی قیمت میں لے لیا تو ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر قیاس کرتے ہوئے اور امام ابو یوسف کے ایک قول کے مطابق وصی کا یہ عمل صحیح ہوگا۔ البتہ مساوی قیمت کے ساتھ خریداری کی صورت میں وصی کو خود شفعہ کا حق حاصل نہ ہوگا۔ (۴۱)

نابالغ کے باپ نے ایک ایسا مکان خریدا کہ جس کا شفعہ اس کا دوسرا نابالغ تھا اور اس دوسرے کی جانب سے شفعہ طلب نہ کیا حتیٰ کہ لڑکا بالغ ہو گیا تو اب اس لڑکے کو شفعہ کا حق حاصل نہ ہوگا، کیوں کہ باپ کو اس کی جانب سے ترک شفعہ کا حق حاصل تھا اس کی اپنی خریداری شفعہ کرنے کی مانع نہ تھی چنانچہ اس کے سکوت نے نابالغ کے شفعہ کے حق کو باطل

(۴۲) فتاویٰ عالمگیری، محولہ بالا، ج ۳، ص ۲۰

(۴۳) ایضاً، ج ۳، ص ۲۰

کر دیا۔

اور اگر باپ نے اپنا کوئی ایسا مکان فروخت کیا جس کا شفعہ اس کا نابالغ لڑکا تھا اور باپ نے اس کی جانب سے اس کے حق میں شفعہ طلب نہ کیا تو اب نابالغ کا حق شفعہ باطل نہ ہوگا، بالغ ہونے کے بعد شفعہ کا مطالبہ کر سکتے گا، اس کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ باپ بذات خود بائع تھا اور ایسے شخص کا سکوت جو شفعہ کے ذریعہ جائداد مشفوعہ لینے کا قانوناً اہل نہ تھا شفعہ کو باطل نہیں کرتا۔ یہی حکم وصی کی صورت میں بھی ہوگا۔ «۳۳»

## مالکی مسلک :

مالکیہ اس بارے میں فقہاء احناف سے متفق ہیں۔ «۳۴»

## شافعی مسلک :

فقہاء شافعیہ کے نزدیک بھی نابالغ کے حق شفعہ کے مطالبے کا حق ولی کو حاصل ہوگا، نیز ولی کے مطالبے میں فوری مطالبے کی شرط بھی لازم نہیں ہے بلکہ کسی بھی مدت کے بعد طلب کر سکتا ہے۔ اسی طرح ولی کے حق شفعہ کو ساقط کرنے یا اس کے ساکت رہنے سے نابالغ کا شفعہ قطعاً ساقط نہ ہوگا جب تک کہ بالغ ہونے کے بعد وہ خود ساقط نہ کرے۔ «۳۵»

## حنبلہ مسلک :

ایک قول کے مطابق فقہاء حنبلہ فی الجملہ احناف سے اس مسئلے میں متفق ہیں۔ دوسرا قول ابن حامد حنبلہ کا یہ ہے کہ خواہ شفعہ میں بیچر

«۳۴» ہنای عالمگیری . محولہ بالا ، ج ۳ ، ص ۲۰

«۳۵» حنوی ، امام . مدوۃ الکبریٰ . محولہ بالا ، ج ۱۳ ، ص ۱۰۹

«۳۶» ترمذی العظیم . معنی المحتاج . محولہ بالا ، ج ۲ ، ص ۳۰۰

ابن رملی . سہایۃ المحتاج . مطبوعہ البانی : ۱۹۳۸ ، ج ۵ ، ص ۲۱۳

کا نفع ہو یا نہ ہو، ولی کو نابالغ کا حق شفعہ ساقط کرنے کا کسی صورت میں اختیار نہ ہوگا۔ المقتنع کے محشی علامہ شیخ سلیمان نے المقتنع کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ اگر نابالغ کے حق میں شفعہ نفع بخش تھا، ولی نے مطالبہ اولاً نہ کیا کچھ غور و فکر کے بعد اس نے مطالبہ کر دیا تو یہ مطالبہ صحیح ہوگا اور اول عدم مطالبہ باطل ہوگا۔»

## ظاہری مسلک :

فقہ ظاہری میں اس مسئلے سے متعلق علماء احناف سے فی الجملہ اتفاق ظاہر کیا گیا ہے چنانچہ علامہ ابن حزم نے فرمایا ہے کہ اگر نابالغ یا مجنون کا ولی ان کے شفعہ کو ترک کر دے، اگر یہ ترک کرنا نابالغ کے حق میں مفید ہے تو ان کا ترک کرنا بھیجے کے حق میں لازم ہو جائے گا۔ کیوں کہ بھیجے کی بہتری کا حق ہی ولی کے ذمہ ہوتا ہے اسی کو ولی نے ادا کیا، لیکن اگر یہ ترک نابالغ کے حق میں نافع نہ تھا، تو اس صورت میں نابالغ یا مجنون کا حق ابدی طور پر قائم رہے گا، جس وقت چاہے گا طلب کر لے گا۔»

## شیعہ امامیہ مسلک :

فقہاء امامیہ کا بھی وہی مسلک ہے جس کو فقہ ظاہری میں بیان کیا گیا ہے۔» (۹۱)

۳۳۲ - شفعہ کے لئے مسلم ہونا شرط نہیں۔ غیر مسلم کو بھی شفعہ کا حق اسی طرح حاصل ہوگا جس طرح مسلم کو ہوتا ہے۔

شفعہ کے لئے مسلم ہونا شرط نہیں

(۹۱) التفتیح المنج . مطبوعہ سلفیہ بالروضہ . ص ۱۷۶

ابن قدامہ مقدسی . المقتنع . محلولہ بالا . ج ۲ . ص ۲۶۳

(۹۲) ابن حزم . المحلی . محلولہ بالا . ج ۶ . ص ۱۱۵

(۹۳) الحلی . شرائع الاسلام . محلولہ بالا . القسم الرابع . ج ۲ . ص ۱۶۰

## تشریح

## حنفی مسلک :

امام الکاسانی نے اپنی مشہور کتاب بدائع الصنائع میں فرمایا ہے کہ وجوب شفعہ کے لئے شفیع کا مسلم ہونا شرط نہیں ہے بلکہ اسلامی مملکت کے غیر مسلم شہری بھی باہم ایک دوسرے کے خلاف شفعہ کے مستحق ہوں گے اور اسی طرح ایک غیر مسلم شہری مسلم کے خلاف حق شفعہ کا مستحق ہوگا (جس طرح ایک مسلم غیر مسلم شہری کے خلاف حق شفعہ کا مستحق ہونا ہے۔ چوں کہ شفعہ کے ذریعہ جائداد کی خریداری مقصود ہوتی ہے اور مسلم و غیر مسلم اس خرید و فروخت کے معاملے میں مساوی ہیں اس لئے حق شفعہ کے وجوب کے لئے اسلام شرط نہیں ہے چنانچہ قاضی شریح سے منقول ہے کہ انہوں نے ایک مسلم کے خلاف اسلامی مملکت کے ایک غیر مسلم شہری کو شفعہ کا مستحق قرار دیا تھا۔ اس مقدمے کے متعلق آپ نے جب حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی تو آپ نے یہ فیصلہ صحیح قرار دیا۔ چوں کہ امیرالمومنین حضرت عمر کا یہ فیصلہ دیگر تمام فقہاء صحابہ کی موجودگی میں دیا گیا تھا اور کسی سے اس میں اختلاف منقول نہیں، لہذا یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس مسئلے میں صحابہ کا اجماع (سکوتی) ہو چکا ہے اور جس طرح شفیع کا مسلم ہونا شرط نہیں اسی طرح عاقل، بالغ، اور عادل ہونا بھی شرط نہیں۔ عورت، نابالغ، دیوانہ، پاگل، ہر فرد کو شفعہ کا حق پہنچے گا۔ کیوں کہ شفعہ کی غرض مالک ہونا ہے اور یہ لوگ مالک ہونے کے بالواسطہ اہل ہیں۔ یعنی نابالغ یا مجنون ہونے کی صورت میں شفعہ کا مطالبہ ان کا ولی کرے گا۔ ۱۸۰۱ھ البتہ جس شخص کو عدالت نے دیوالیہ قرار دیا ہے اس

(۸۰) الکاسانی . بدائع الصنائع . معرلہ بالا . ج ۵ . ص ۱۶

مناوی عالم گیری . معرلہ بالا . ج ۴ . ص ۲۰

کو شفعہ کے ذریعہ جائداد خریدنے کا حق نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ شخص  
محجور ہے

## مالکی مسلک :

مالکی فقہاء اس مسئلے میں فقہاء احناف سے متفق ہیں۔ (۱۸۱)

## شافعی مسلک :

فقہاء شافعیہ کے نزدیک بھی شفعہ کے لئے مسلم ہونا شرط نہیں ہے  
بلکہ ایک غیر مسلم کو غیر مسلم اور مسلم دونوں کے خلاف شفعہ کا حق  
حاصل ہوگا، جیسا کہ مختصر المزنی میں کہا گیا ہے۔ (۱۸۲)

## حنبلی مسلک :

فقہاء حنبلیہ کے نزدیک اگر مشتری مسلم ہے تو غیر مسلم کو اس کے  
خلاف شفعہ کا حق حاصل نہ ہوگا، البتہ ان کے اپنے درمیان ایک دوسرے کے  
برخلاف شفعہ کا حق حاصل ہوگا خواہ بائع مسلم ہو یا غیر مسلم۔ (۱۸۳)

## ظاہری مسلک :

ظاہریہ کے نزدیک بھی اسلامی مملکت کے ہر شہری کو شفعہ کا  
حق حاصل ہوگا۔ ابن حزم نے فرمایا ہے کہ دیہاتی، شہری، مسافر، نابالغ،  
مجنون، غیر مسلم کو بھی شفعہ کا حق حاصل ہوگا، کیوں کہ رسول اللہ صلی

(۱۸۱) الآبی . جواہر الاکلیل . محولہ بالا ج ۲ . ص ۱۵۷

(۱۸۲) ابن اسحاق . المسند فی الفقہ . محولہ بالا ج ۱ . ص ۳۸۳

شریبین الخطیب . منی المحتاج . محولہ بالا ج ۲ . ص ۱۲۱

مختصر المزنی . ملخص کتاب الام . مصر : ۱۹۶۱ . ج ۸ . ص ۱۲۱

(۱۸۳) ابن قدامہ مقدسی . المغتف . محولہ بالا ج ۲ . ص ۲۷۵

ابوالبرکات . مجدالدین . المحرر فی الفقہ . مصر : ج ۱ . ص ۳۷

اللہ علیہ وسلم کا فرمان عام ہے جس میں کسی کی تخصیص نہیں فرمائی گئی ہے۔<sup>۱۸۴</sup>

## شیعہ امامیہ مسلک :

فقہاء شیعہ امامیہ کے نزدیک ایک غیر مسلم دوسرے غیر مسلم کے مقابلے میں شفعہ کا مستحق ہوگا لیکن مسلم کے مقابلے میں شفعہ کا مستحق نہ ہوگا، البتہ اگر کوئی جائداد حکومت اسلامیہ کے غیر مسلم سے اسلامی حکومت کا شہری خریدے گا تو اس جائداد کا شفعہ مسلم و غیر مسلم دونوں ہو سکیں گے۔

نابالغ، مجنون اور کم عقل (سفیہ) کے شفعہ کا مطالبہ ان کے اولیاء کر سکیں گے۔ اگر شفعہ کے مطالبے میں ان کا فائدہ تھا لیکن ولی نے مطالبہ نہ کیا تو مذکورہ افراد کسوا بالغ ہونے، دیوانگی سے صحت ہونے اور سفیہ کے کامل العقل ہونے کے بعد شفعہ کا حق حاصل ہوگا۔ نیز اگر باپ یا دادا نے نابالغ کا ایسا حصہ فروخت کیا جس کے یہ بذات خود شفعہ بھی تھے تو ان اولیاء کے لئے اپنے حق شفعہ کا مطالبہ صحیح ہوگا۔ البتہ وصی کی صورت میں دو قول ہیں۔ اول یہ کہ وصی کو حق نہ ہوگا، دوسرا یہ کہ حاصل ہوگا۔ اس دوسرے قول میں وکیل کے مسئلے کو نظیر بنایا گیا ہے یعنی اگر کسی شخص کو خریداری کا وکیل مقرر کیا گیا ہو اور وکیل اس جائداد کا شفعہ ہو تو اس کو شفعہ کا حق حاصل ہوگا۔<sup>۱۸۵</sup>

## عدالتی نظائر :

یہ مقدمہ جگد سنگھ بنام قاضی سید محمد افضل کلکتہ ہائی

(۱۸۴) ابن حرم . المحلی . محولہ بالا . ج . ۶ . ص ۱۱۵

(۱۸۵) المحلی . خرائع الاسلام . محولہ بالا . ج . ۲ . ص ۱۶۰

کورٹ نے قرار دیا کہ ہندوستان میں صرف حنفیوں کا قانون شفعہ کہیں تو رواج کی بنا پر اور کہیں خصوصیت کی وجہ سے رائج و نافذ ہے لہذا جب مشفوعہ کا بائع شیعہ ہو تو سنی شفیع جار شفعہ کا مستحق سمجھا جائے گا۔

الہ آباد ہائی کورٹ نے یہ مقدمہ وقار حسن بنام چھوٹے ۱۸۰، اس کے برعکس طے کیا کہ جب بائع اور مشتری دونوں سنی ہوں تو کوئی شیعہ ہم سایہ شفعہ کا دعوا نہیں کر سکتا۔

یہ مقدمہ تاج محمد بنام سردار سنگھ مندرجہ ہی ایل ڈی ۱۹۳۹ء لاہور، ص ۳۹ میں یہ قرار دیا گیا ہے کہ تبدیلی مذہب سے رواجی قانون میں تبدیلی نہیں آتی اس لئے شفیع مسلمان ہو اور بائع سکھ لیکن اصلاً دونوں مسلمان جاٹ خاندان سے تعلق رکھتے ہیں لہذا وہ باہم یک جدی (Collaterals) ہونے۔ شفیع بحیثیت یک جدی (Collateral) ہونے کے حق شفعہ کا مقدمہ دائر کر سکتا ہے، اس فیصلہ میں فریقین (شفیع اور بائع) کے اصلاً مسلمان ہونے کا اعتبار کیا گیا، گوان میں سے ایک یعنی بائع سکھ تھا۔ اگرچہ حق شفعہ مذہب کی بنیاد پر قائم نہیں ہے لیکن یہ امر قانونی ہے کہ تبدیلی مذہب سے بطور مثال ہندو کے مسلمان ہو جانے سے اس کے حقوق و فرائض کا تعین اسلام ہی کے نقطہ نظر سے ہوگا، اس کے پہلے ہندو ہونے کا اعتبار نہ کیا جائے گا۔

\*\*\*\*\*

(۸۶) کلکتہ ویکی نوٹس، ج ۹، ص ۲۶

(۸۷) الہ آباد، ج ۲۲، ص ۱۰۲

(۸۸) بی ایل ڈی، ۱۹۳۹ء، لاہور، ص ۳۹۰

۵ انڈین ایبلز، ص ۳۱۳

۱۱ الہ آباد، ص ۱۰۰

۳۰ مدراس، ص ۱۱۱۸ مجلہ

باب چہارم

حکم شفعہ



## چوتھا باب حکم شفیع

(۱) جب بے تراضی طرفین (شفیع و مشتری) مبیعہ مشفوعہ شفیع کے سپرد کر دیا گیا ہو یا بے حکم عدالت مبیعہ مشفوعہ شفیع کے حق میں فیصلہ کر دیا گیا ہو تو اب شفیع اس کا مالک ہو جائے گا۔

۳۳۳ - مشفوعہ میں سماع کو ملکیت حاصل ہو

(۲) حکم عدالت کے بعد اس کو یہ حق نہ ہوگا کہ وہ مشفوعہ کو لینے سے انکار کرے۔

### تشریح

### حنفی مسلک :

فقہاء احناف کے نزدیک شفیع جائداد مشفوعہ کا اس وقت مالک ہو جاتا ہے جب کہ یا تو مشتری کی رضامندی سے جائداد پر مالکانہ قبضہ کر لے یا یہ کہ عدالت مجاز سے اس کے حق میں شفیع کا فیصلہ سنا دیا جائے۔ چنانچہ الدر المختار میں ہے کہ شفیع جائداد مشفوعہ کا اس وقت مالک ہوگا جب کہ یا تو بے تراضی طرفین اس کو قبضہ حاصل ہو گیا ہو یا یہ کہ حاکم عدالت نے اس کے حق میں شفیع کا فیصلہ کر دیا ہو۔ کیوں کہ شفیع سے قبل مشفوعہ بذریعہ بیع مشتری کی ملکیت قرار پا چکا تھا لہذا مشفوعہ اس کی

(دفعہ ۳۲۳)

ملکیت سے شفیع کی جانب اس وقت منتقل ہوگا جب کہ مذکورہ صدر دو طریقوں سے کوئی ایک طریقہ وجود میں آگیا ہو۔<sup>(۱۱)</sup>

امام الکاسانی نے بدائع الصنائع میں لکھا ہے شفیع کے ذریعہ مالک ہو جانے کے دو طریقے ہیں، یا تو مشتری اپنی رضامندی سے شفیع کو جائداد سپرد کر دے یا یہ کہ شفیع کے حق میں عدالت کی جانب سے شفیع کا فیصلہ صادر ہو جائے۔ اول صورت میں مالک ہو جانا واضح امر ہے کیوں کہ جب زرٹمن کی وصولی کے بعد مشتری سے جائداد مشفوعہ پر قبضہ حاصل ہو گیا تو ایسا ہوگا کہ گویا شفیع نے جائداد کو مشتری سے خرید لیا اور اس کی ملکیت اپنے لئے حاصل کر لی۔ لیکن حاکم (عدالت) کے فیصلے کی صورت میں حسب ذیل تین امور بیان کرنا ضروری ہیں :

- ۱ - فیصلے کے بعد مالک ہونے کی کیفیت ،
- ۲ - شفیع کے حق میں فیصلہ کرنے کی نوعیت ، اور
- ۳ - شفیع کے حق میں فیصلہ دینے کا وقت -

مالک ہونے کی کیفیت یہ ہے کہ مبیعہ مشفوعہ پر غور کرنا ہوگا کہ کس کے قبضے میں ہے! بائع کے قبضے میں ہے یا مشتری کے، اگر بائع کے قبضے میں ہے اور حاکم نے شفیع کے حق میں شفیع کا فیصلہ دے دیا ہے تو بحکم عدالت بائع اور مشتری کے درمیان منعقدہ بیع فسخ ہو جائے گی اور بائع کا وہ ایجاب جو مشتری کے حق میں صادر ہوا تھا شفیع کی جانب منتقل ہو جائے گا اور بیع بائع و شفیع کے درمیان منعقد سمجھی جائے ہوگی۔

اور اگر مبیعہ پر مشتری کا قبضہ ہے تو شفیع اس سے مشفوعہ کو حاصل کر کے زرٹمن کی ادائیگی مشتری کو کرے گا، اول بیع بائع اور مشتری کی

(۱۱) ابن عابدین (م) - ۱۲۵۲ھ، رد المحتار، مصر: مطبعة السعادة، ۱۳۲۳ھ، ج ۵، ص ۱۹۱

صحیح رہے گی گویا مشتری اس کے ذریعہ میبہ کا مالک ہو چکا تھا اور اب شفیع نے اس سے مشفوعہ کو خرید لیا ہے۔

اگر شفیع مشفوعہ کو بائع سے حاصل کرے گا تو اس صورت میں زر ثمن بائع کو ادا کرنا ہوگا اور بیع کے احکام کی تکمیل کا ذمہ دار بھی بائع ہوگا۔ اگر مشتری زر ثمن بائع کو ادا کر چکا ہے تو وہ بائع سے اپنی رقم واپس لے لے گا۔ اور اگر شفیع نے مشفوعہ کی ملکیت مشتری سے حاصل کی ہے تو اب زر ثمن مشتری کا حق ہوگا اور احکام بیع کی بجائے آوری کی ذمہ داری بھی مشتری پر ہوگی۔

حق شفیع کے فیصلے کرنے کا وہ وقت ہوگا جب کہ عدالت میں شفیع نے شفیع کا دعوا دائر کر دیا ہو۔ اس کے بعد حاکم عدالت کو فیصلہ کا حق حاصل ہو جائے گا، خواہ شفیع نے زر ثمن عدالت میں حاضر کیا ہو یا نہ کیا ہو۔ یہ حکم ظاہر الروایت پر مبنی ہے۔

مشتری کو یہ حق حاصل رہے گا کہ جب تک وہ زر ثمن شفیع سے وصول نہ کر لے مشفوعہ کو اپنے قبضے میں روکے رکھے اور یہی حق مشتری کے فوت ہو جائے بر اس کے ورنہ کو حاصل ہوگا کیوں کہ شفیع کے ذریعہ مشفوعہ کا حاصل کرنا بمنزلہ جدید بیع کے ہے اور مشتری اس صورت میں بائع کی مثل ہوگا۔ بائع کو یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ جب تک میبہ کی قیمت وصول نہ کر لے اس وقت تک اس کو اپنے قبضے میں روکے رکھے۔ اگر شفیع کے حق میں شفیع کا فیصلہ ہو جائے کہ بعد وہ زر ثمن کی ادائیگی میں لیت و لعل کرے تو حاکم عدالت کو اختیار ہوگا کہ وہ تا ادائیگی زر ثمن شفیع کو نظر بند کر دے، لیکن شفیع کو باطل کرنے کا حق نہ ہوگا۔ اور اگر شفیع نے حاکم سے ادائیگی کے سلسلے میں مہلت طلب کی ہو تو نین بوم تک کی مہلت دے دے، کیوں کہ فوری طور پر ادائیگی زر ثمن بعض اوقات ممکن نہیں ہوتی۔ اور اس حالت

میں شفیع کو محبوس کر دینا مناسب نہ ہوگا۔ سزا نادمندی کی بناء پر دی جاتی ہے لیکن مہلت کی طلب نادمندی نہیں قرار پاتی۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جب تک شفیع حاکم کے سامنے زر ثمن حاضر نہ کرے اس وقت تک حاکم کو فیصلہ دینا مناسب نہ ہوگا۔ البتہ اگر شفیع ادائیگی کے سلسلے میں مہلت کا طلب گار ہو تو حاکم عدالت ۳ یوم تک کے لئے مہلت دے سکتا ہے لیکن (تا ادائیگی زر ثمن) شفعہ کے نفاذ کا حکم دینا مناسب نہ ہوگا۔ البتہ اگر شفعہ کا فیصلہ کر دیا اور شفیع نے زر ثمن ادا نہ کیا تو حاکم شفیع کو نظر بند کر سکتا ہے۔ امام الکاسانی نے فرمایا ہے ان کے نزدیک امام محمد کا یہ قول ظاہر الروایت کے مخالف نہیں ہے۔ کیوں کہ امام محمد کے قول سے جو کچھ ظاہر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ حاکم کے لئے مناسب نہیں۔ یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ فیصلہ دینا جائز ہی نہیں، بلکہ بعد کی عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ فیصلہ دینا جائز ہوگا۔ اور اس پر ائمہ کا اتفاق ہے کہ حاکم عدالت کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ شفعہ کا فیصلہ کر دے اور شفیع کے لیت و لعل کی صورت میں اس کو محبوس کر دے۔ چنانچہ امام محمد کے قول میں احتیاط کی جانب اشارہ کیا گیا ہے۔ لہذا اگر حاکم نے (بلا ادائیگی زر ثمن) شفعہ کا بحق شفیع فیصلہ کر دیا تو یہ فیصلہ بالاتفاق نافذ ہوگا۔ چنانچہ امام محمد نے فرمایا ہے لوضرب له القاضی اجلاً فقال له ان لم تات بالثمن الی وقت کذا فلا شفعة لک فلم یات به بطلت شفعتہ یعنی اگر حاکم نے شفیع کیلئے مدت مقرر کرتے ہوئے کہا ہو کہ فلاں وقت تک زر ثمن حاضر کر دو اگر حاضر نہ کیا تو پھر تمہیں شفعہ کا حق نہ رہیگا اور شفیع نے اس وقت پر زر ثمن ادا نہ کیا تو اس کا شفعہ باطل ہو جائے گا۔ (۱)

## راقم الحروف کی رائے :

راقم الحروف کے نزدیک امام محمد کا نقطہ نظر انسب ہے بلکہ

(۲) الکاسانی، علاء الدین (م - ۵۸۶ھ)۔ بدائع الصنائع، مصر: ۱۳۲۸ھ - ج ۵، ص ۲۳

درخواست کے ساتھ ہی زر شفعم عدالت میں داخل کر دیا جانا چاہئے یا اس کی مناسب ضمانت دی جانی چاہئے۔

بحرالرائق میں کہا گیا ہے کہ شفعم مشفوعہ جائداد کا مالک تو اس وقت ہوگا جب کہ مشتری اپنی رضامندی سے جائداد مشفوعہ اس کے سپرد کر دے، یا اس وقت جب کہ حاکم اس کے حق میں فیصلہ نافذ کر دے، اور شفعم کے حق میں بحکم حاکم جو ملکیت حاصل ہوگی وہ اس ملکیت سے افضل ہوگی جو مشتری کی رضامندی سے قبضہ حاصل کرنے میں ہوتی ہے کیوں کہ فیصلہ شدہ ملکیت میں شفعم کے حق کی زائد احتیاط ہے حتیٰ کہ شفعم کو یہ حق حاصل ہونا ہے کہ اگر مشتری اپنی رضامندی سے مشفوعہ کو شفعم کے سپرد کرنا چاہے تو شفعم اس سے انکار کر دے، کیوں کہ شفعم کے حق میں حاکم کا فیصلہ زائد دفع مضرت کا سبب ہوگا، بایں معنی کہ شفعم کا معاملہ عدالت کے علم میں آجانے گا اور شفعم کے مالک ہونے کا علم عدالت کو بھی حاصل ہو جائے گا۔<sup>(۱)</sup>

مجمع الانہر میں کہا گیا ہے کہ حاکم کے حکم کی صورت میں حاکم کا فیصلہ ہوتے ہی شفعم، مشفوعہ کا مالک ہو جائے گا۔ اس صورت میں حصول ملکیت کے لئے قبضہ کر لینا ضروری نہ ہوگا۔ برخلاف اس صورت کے جب مشتری نے شفعم کو مشفوعہ پر قبضہ کر لینے کی رضامندی ظاہر کی ہو مگر محض رضامندی کے اظہار سے مشفوعہ کا اس وقت تک مالک نہ ہوگا، جب تک مشفوعہ پر قبضہ نہ کر لے۔<sup>(۲)</sup>

الدر المختار میں کہا گیا ہے کہ حکم حاکم کے فیصلے کو دینے کے

(۱) ابن نجیم (م) ۱۰، ۹۴۰ھ، البحر الرائق، مصر: ۱۳۳۳ھ، ج ۸، ص ۱۲۸

الکاساس، بدائع الصنائع، محولہ بالا، ج ۵، ص ۲۴

(۲) داماد امدی، (م) ۱۰، ۱۰۶۸ھ، مجمع الانہر، مصر: ۱۳۳۳ھ، ج ۲، ص ۳۴۲

بعد شفیع کو بھر یہ حق نہیں رہتا کہ مشفوعہ کو نہ لے۔ ۱۵۱۔ اسی کتاب میں ہے کہ حکم حاکم سے پہلے یا بے تراضی طرفین قبضے سے پہلے مشفوعہ مشتری کی قطعی ملکیت ہوتا ہے اور مشتری اس میں تمام مالکانہ تصرفات کا حق رکھتا ہے۔ اگر شفیع مذکورہ ہر دو امور (حکم حاکم یا قبضہ بے تراضی طرفین) میں آنے سے قبل فوت ہو گیا، یا اپنے اس مملوک (مشفوعہ بے) کو جس کی بنا پر وہ شفیع کا مستحق ہوا تھا فروخت کر دیا، تو شفیع کا حق شفیع باطل ہو جائے گا۔ (۱)

## مالکی مسلک :

مالکیہ کے نزدیک طلب شفیع کے بعد جب کہ شفیع کو زر ثمن کا علم ہو گیا ہو، مشفوعہ میں ملکیت حاصل ہونے کے لئے محض اتنا کہدینا کافی ہوگا کہ میں نے لے لیا، شفیع اس قول سے بھی مشفوعہ کا مالک ہو جائے گا، مزید کسی امر کی ضرورت نہ ہوگی۔ لیکن اگر زر ثمن کا علم نہ ہوا ہو تو اب اس قول سے لینا لازم نہ ہوگا، بلکہ لینے یا نہ لینے کا اس کو حق حاصل ہوگا۔ اب جب کہ زر ثمن کا علم ہو جائے پر لینے کا اعلان کر دیا تھا، جس کی بنا پر لینا لازم ہو چکا تھا اگر شفیع نے زر ثمن حاضر نہ کیا تو شفیع کا اتنا مال مملوکہ جو مشفوعہ کے زر ثمن کی ادائیگی کی مقدار قرار پاتا ہو فروخت کر کے زر ثمن مشتری کو ادا کر دیا جائے گا اور اگر مشتری نے بھی شفیع کے شفیع کو تسلیم کر لیا ہو تو دونوں فریق میں سے کسی کو رجوع کا حق حاصل نہ ہوگا اور اگر مشتری نے سکوت اختیار کیا اور شفیع نے ادائیگی زر ثمن کی میعاد مقرر کی اور پھر معینہ مدت میں زر ثمن حاضر نہ کیا تو مشتری کو یہ حق حاصل ہوگا کہ شفیع کے عقد کو فسخ کر دے، اس طرح شفیع کا شفیع ساقط ہو جائے گا۔

(۵) علاء الدین حصکفی، (م - ۱۰۸۸ھ)، الدرالمختار، بر حاشیہ ردالمحتار، مصر مطبوعہ

السنة ۱۲۵۶ھ، ج ۵، ص ۲۰۳

(۶) ابن عابدین، ردالمحتار، محولہ بالا، ج ۵، ص ۱۹۱

لیکن اگر شفیع نے مشفوعہ کے لینے کے سلسلے میں استقبالی کلام اختیار کیا مثلاً یہ کہا کہ میں لے لوں گا یا لوں گا اور زر ثمن کی ادائیگی کے لئے مہلت طلب کی تو شفیع کو تین یوم کی مہلت دی جائے گی اگر اس مدت میں اس نے رقم حاضر کر دی تو وہ مشفوعہ کا مالک ہو جائے گا۔ اور اگر رقم حاضر نہ کی تو شفعہ باطل ہو جائے گا، اور مشتری جائداد کا بلا مداخلت غیر، مستقل اور قطعی مالک ہو جائے گا۔»

علامہ سخنون نے اپنی مشہور کتاب مدونۃ الکبریٰ (فقہ مالکی) میں فرمایا ہے کہ شفیع کے حق میں معاملہ بیع کا ذمہ دار مشتری ہوگا، خواہ اس نے میبوعہ پر قبضہ کیا ہو یا نہ کیا ہو، بائع پر اس کی کوئی ذمہ داری نہ ہوگی۔ پھر ایک سوال کے جواب میں فرمایا ہے اگر مشتری نے جائداد کا زر ثمن ادا نہ کیا ہو اور اس پر قبضہ بھی نہ کیا ہو، سناہد ہی غائب بھی ہو گیا ہو تو اب شفیع کو کیا کرنا ہوگا؟ فرمایا ہے کہ یہ معاملہ حاکم عدالت کے سپرد ہوگا۔

نیز فرمایا ہے اگر مشتری نے زر ثمن نقد ادا نہ کیا ہو اور شفیع بائع سے مکان اپنے قبضے میں لینا چاہے اور بائع بغیر ادائیگی زر ثمن قبضہ دینے سے انکار کر دے تو اس کو یہ حق حاصل ہوگا کہ جب تک شفیع زر ثمن ادا نہ کر دے مشفوعہ پر قبضہ نہ دے، لیکن اگر شفیع نے زر ثمن ادا کر دیا تو اب بائع کو مشفوعہ کا سپرد کر دینا لازم ہوگا۔ لیکن معاملہ کی ذمہ داری اب بھی مشتری پر ہی ہوگی کیوں کہ میرے (امام سخنون) کے نزدیک شفیع کا زر ثمن ادا کرنا مشتری کی نیابت کی ایک صورت ہوگی۔ (۸)

مالکیہ کے نزدیک شفیع کے دعوے شفعہ کے وقت مشتری کا حاضر ہونا

(۷) الامی . جواهر الاکلیل . مصر : ۱۹۳۷ . ج ۲ . ص ۱۶۲

(۸) سخنون . امام . مدونۃ الکبریٰ . مصر مطبعة السعادیۃ . ۱۳۲۲ھ . ج ۱۳ . ص ۱۱۱

ضروری نہیں، بلکہ اس کی عدم موجودگی کی صورت میں بھی دعوے کی سماعت صحیح ہوگی کیوں کہ امام مالک کے نزدیک غائب پر حاکم کا فیصلہ جائز ہوتا ہے لیکن غائب کو یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ جواب دعوے میں اپنی حجت پیش کر دے۔<sup>(۱)</sup>

## قضا علی الغائب :

قضا علی الغائب سے مراد قاضی کا بدون حاضری و سماعت مدعا علیہ اس کے خلاف یک طرفہ حکم یا فیصلہ دینا ہے قضا علی الغائب کے سلسلے میں حنفی فقہاء کا مسلک مالکی مسلک سے مختلف ہے احناف کے نزدیک کسی غائب پر فیصلہ دینا جائز نہیں ہوتا۔ چنانچہ الدر المختار میں کہا گیا ہے کہ کسی مدعی کے حق میں غائب مدعا علیہ پر یا غائب کے حق میں کسی حاضر کے خلاف حاکم کا فیصلہ دے دینا جائز نہ ہوگا، یعنی نافذ نہ ہوگا۔ یہی قول مفتی ہے مگر جس صورت میں کہ غائب کی جانب سے اس کا نائب موجود ہو خواہ نائب حقیقی ہو جس کو خود غائب نے مقرر کیا ہو جیسا کہ اس کا وکیل یا وصی یا وقف کا متولی، نیز وکیل کی صورت میں خواہ وکیل بالدعوی ہو یا وکیل بالقضاء یا وکیل بالخصومت، تو ان صورتوں میں فیصلہ صحیح و جائز ہوگا۔<sup>(۱۰)</sup>

## شافعی مسلک :

شافعیہ کے نزدیک مشتری کا شفیع سے مشفوعہ کا زر ثمن وصول کر لینا یا زر ثمن کی وصولی کے بغیر اس پر رضامندی ظاہر کر دینا یا حاکم کا شفیع کے حق میں فیصلہ کر دینا شفیع کو مشفوعہ کا مالک بنا دینا ہے البتہ مسئلے کے اس پہلو میں علماء شافعیہ کا احناف سے اختلاف ہے کہ مذکورہ امور

(۱) سحنون، امام، مدونۃ الکبری، معرولہ بالا، ج ۱۳، ص ۱۱۲

(۱۰) حکنفی، الدرالمختار، بر حائثہ ردالمختار، معرولہ بالا، ج ۳، صص ۳۵۵-۳۶۶



حاصل ہونے کے بعد احناف کے نزدیک شفعم کے لئے جائداد کا حاصل کرنا لازم ہوگا۔ انکار کا حق نہ رہے گا اس کے برخلاف شافعیہ کے نزدیک اگر شفعم نے تین یوم کے اندر زر ثمن ادا نہ کیا تو حاکم عدالت شفعم کے عقد کو فسخ کر دے گا۔ دوسری روایت کے مطابق عقد شفعم از خود فسخ ہو جائے گا شافعیہ کے دو قول میں سے اول قول مقدم کر دینا اس کی ترجیح کی دلیل ہو سکتا ہے یعنی یہ کہ عدم ادائی زر ثمن کے سبب حاکم عدالت حق شفعم فسخ قرار دے دے گا۔

مغنی المحتاج شرح المنہاج میں کہا گیا ہے کہ اس موقع پر دو امر قابل لحاظ ہیں ایک یہ کہ شفعم کو طلب شفعم کے بعد مشتری سے جبراً مشفوعہ کو حاصل کرنے کا حق پیدا ہو جائے دوسرے شفعم کا مشفوعہ کا مالک ہو جائے چنانچہ جہاں تک جبراً لے لینے کے حق کا تعلق ہے تو یہ حاکم کے حکم یا زر ثمن کے نقد ادا کر دینے یا مشتری کے موجود ہونے پر موقوف نہیں ہے بلکہ صرف اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ میں مالک بنوں گا یا یہ کہ میں نے شفعم کیا، لیکن مالک ہونے کے لئے ضروری ہے کہ مذکورہ تین امور، اول حکم حاکم یا دوسرے زر ثمن کا نقد ادا کر لینا یا تیسرے مشتری کا موجود ہونا کوئی ایک امر پایا جائے۔ پھر اسی کتاب میں کہا گیا ہے کہ جب شفعم زر ثمن کی ادائیگی کے ذریعہ مالک ہونا چاہے تو وہ اس وقت تک جائداد پر قبضہ نہ کر سکے گا جب تک زر ثمن مشتری کے قبضے میں نہ دے دے۔ اگر مشتری زر ثمن پر قبضہ کیے بغیر شفعم کو جائداد سپرد کرنا چاہے تب بھی شفعم کو قبضہ کرنے کا حق نہ ہوگا۔ اگر شفعم نے زر ثمن حاضر نہ کیا ہو تو اس کو تین یوم کی مہلت دی جائے گی اس مدت میں حاضر نہ کرنے پر حاکم شفعم کے عقد کو فسخ کر دے گا دوسرا قول یہ بھی ہے کہ از خود فسخ ہو جائے گا پھر کہا گیا ہے کہ شفعم مشفوعہ پر قبضہ کرنے سے قبل مشفوعہ میں کسی قسم کا تصوف نہ کر سکے گا، اگرچہ شفعم نے مشتری کو زر ثمن ادا بھی کر دیا ہو۔ شفعم کو خیار

عیب کی بنا پر مشفوعہ جائداد مشتری کو واپس کر دینے کا حق حاصل ہوگا۔ اگر شفیع نے مشتری کی اجازت سے مشفوعہ پر قبضہ کر لیا اس کے بعد افلاس کے سبب زرمن کی ادائیگی سے عاجز ہو گیا تو مشتری کو واپسی کا اسی طرح حق حاصل ہوگا جس طرح بیع کی صورت میں بائع کو حق حاصل ہوتا ہے اور مشتری کو شفیع کے طلب شفعم سے قبل میبعمہ جائداد میں تصرف کرنے کا حق حاصل ہوگا، بخلاف اس حالت کے کہ شفیع زرمن کی ادائیگی و قبضہ کے بعد مشفوعہ کا مالک ہو چکا ہو تو اب مشتری کو تصرف کا حق حاصل نہ ہوگا۔<sup>(۱۱۱)</sup>

### حنبلی مسلک :

حنبلی فقہاء کے نزدیک شفعم کے مطالبے کے بعد ہی سے شفیع مشفوعہ جائداد کا مالک ہو جاتا ہے خواہ جائداد پر قبضہ بھی نہ کیا ہو بشرطے کہ زرمن کی ادائیگی پر قادر ہو لہذا شفیع کے تصرفات مشفوعہ میں صحیح ہوں گے اور شفیع کے فوت ہو جانے پر مشفوعہ اس کے ورثاء کی جانب منتقل ہو جائے گا، مشتری کی رضامندی کا اعتبار نہ ہوگا۔<sup>(۱۱۲)</sup>

المقنع کے محشی شیخ سلیمان بن عبداللہ نے اپنے حاشیۃ المقنع پر لکھا ہے کہ شفعم کے ذریعہ مشفوعہ کو حاصل کرنا عقد بیع کے مثل میبعمہ کو حاصل کرنا متصور ہوتا ہے کیوں کہ اس عقد میں بھی مال اس غرض سے دیا جاتا ہے کہ اس کے عوض شئی کا مالک ہو جائے۔ یہی وجہ ہے کہ شفیع کو مشفوعہ کے زرمن اور خود مشفوعہ کا علم حاصل ہونا شرط ہے اگر دونوں امر مجهول ہوتے تو شفعم صحیح نہ ہوگا مصنف المقنع کا بھی یہی قول ہے۔

جب کہ شفیع شفعم کے ذریعہ مشفوعہ کو لینا چاہے تو مشتری پر لازم

(۱۱۱) التبرین الخطیب . منی المحتاج . مصر : ج ۲ ص ۳۰۱ - ۳۰۰

ابن رملی . نہایۃ المحتاج . مصر : مطبعۃ السلفیۃ . ج ۲ ص ۲۶۱

(۱۱۲) شیخ سلیمان . غلام . حاشیہ بر المقنع . مصر مطبعۃ السلفیۃ . ج ۲ ص ۲۶۱

ہوگا کہ زرمن کی وصولی سے قبل شفعم کو مشفوعہ سپرد کر دے۔ اگر شفعم نے زرمن کی ادائیگی سے قبل مشتری کی رضامندی سے جائداد پر قبضہ کر لیا اور اس کے بعد مفلسی کی بنا پر زرمن ادا کرنے سے عاجز ہو گیا تو مشتری کو اختیار ہوگا کہ یا عقد شفعم کو فسخ کر دے یا یہ کہ دیگر قرض خواہوں کے ساتھ قرض خواہی میں شریک ہو جائے۔ (۱۲)

فقہا حناہلہ کے نزدیک حق شفعم کے عقد کا ذمہ دار مشتری ہوگا اور مشتری کے حق میں اس کا اپنا بائع ذمہ دار ہوگا۔ اگر مشتری نے مبیعہ مشفوعہ پر قبضہ کرنے سے انکار کر دیا تو حاکم اس کو قبضہ پر مجبور کرے گا، المقنع کے محضی مذکور نے لکھا ہے کہ اس حکم سے یہ صورت مستثنیٰ ہے کہ جب بائع بیع کا مقر ہو اور مشتری منکر ہو تو اس صورت میں شفعم کے شفعم کی ذمہ داری بائع پر عائد ہوگی۔ (۱۳)

### مصری قانون :

دفعہ ۹۴۳ - جب عدالت کی جانب سے قطعی فیصلہ کر دیا جائے تو مشفوعہ میں شفعم کی ملکیت ثابت ہو جائے گی اور اس کی رجسٹری کرنے کی ضرورت نہ ہوگی۔

### عدالتی نظائر :

کسی کام یا ب شفعم کو اس مشتری کے حقوق ملکیت جس کے بجائے وہ قائم کیا جائے بیع کی تاریخ سے حاصل نہیں ہونے، بلکہ اس تاریخ سے حاصل ہونے ہیں، جب کہ شفعم ڈگری کی شرائط کی تکمیل کرے اور اس کو نافذ

کرائے۔ (۱۵)

(۱۲) شیخ سلیمان، علامہ، حاشیہ بر المقنع، مہولہ بالا، ج ۲، ص ۲۶۹

(۱۳) ایضاً، ج ۲، ص ۲۴۳

(۱۵) ام سنگھ بنام سدر سنگھ (الٹین کبیر، ج ۲۴، ص ۹۱۴)

شفیع بعد ادخال زرئمن قبضہ جائداد مشفوعہ کا مستحق ہو جاتا ہے اور اگر مشتری اس کے بعد بھی قبضہ رکھے تو اس کا قبضہ ناجائز تصور کیا جائے گا اور شفیع زرواصلات (Mesne profits) پانے کا مستحق ہوگا۔ (۱۷۱)

شفعہ کی ڈگری قابل انتقال نہیں ہے کہ منتقل الیہ تعمیل میں جائداد مشفوعہ کا قبضہ حاصل کر سکے۔ (۱۷۰)

البتہ شفعمہ کی ڈگری مل جانے کے بعد شفیع ڈگری کو نہیں بلکہ جائداد مشفوعہ کو بیع کرے تو اس کا حق شفعمہ ساقط نہیں ہوتا، اور ڈگری کا اجراء کرایا جاسکتا ہے۔ (۱۷۸)

۳۳۳ - شفعمہ کے ذریعہ ملکیت حاصلہ پر مشتری اور شفیع کے مابین بیع کے احکام مرتب ہوں گے اور شفیع مشتری کی مثل اور مشتری بائع کی مثل سمجھا جائے گا، چنانچہ شفیع خیار عیب و خیار رویت کا مستحق ہوگا، البتہ کوئی خیار شرط جو مشتری اور اس کے اپنے بائع کے درمیان طے پایا تھا شفیع کو حاصل نہ ہوگا کیوں کہ وہ خیار بائع اور مشتری اول کی شرط سے پیدا شدہ تھا، جس کا تعلق

لکیت حاصلہ بشفعمہ  
پر بیع کے احکام مرتب  
ہوں گے

بلی رام بنام ہری چند، (انڈین کیسیز، ج ۵۹، ص ۴۳۳)

اے آئی آر، ۱۹۲۱، لاہور، ۲۰

ہدایت اللہ بنام غلام علی بیگ، (انڈین کیسیز، ج ۴۲، ص ۳۱۸)

اکرم خان بنام اعظم خان، (انڈین کیسیز، ج ۴۲، ص ۳۱۸)

اے آئی آر، ۱۹۲۳، ص لاہور، ۳۵۱

(۱۶۶) جنگ بہادر بنام یاسدین سنگھ، (انڈین کیسیز، ج ۱۱۳، ص ۲۳۸)

اے آئی آر، ۱۹۳۶، ص ۵۳۹

(۱۷۰) مہر خان بنام غلام رسول وغیرہ (انڈین کیسیز، ج ۶۳، ص ۱۹۱)

اے آئی آر، ۱۹۲۳، لاہور، ص ۳۰۰

(۱۷۸) ناگینور بنام نالنگ سنگھ، (انڈین کیسیز، ج ۱۱۳، ص ۸۰۹)

شفیع کی ذات سے نہ ہوگا

تشریح

حنفی مسلک :

احناف کے نزدیک شفیع کا مشفوعہ جائداد کو بذریعہ شفعہ حاصل کر لینا جدید بیع کے حکم میں ہوتا ہے یعنی اس بیع کی مثل ہوگا، جو شفعہ سے قبل اول بائع اور مشتری کے درمیان واقع ہوئی تھی، لہذا شفعہ کی طلب کے بعد شفیع مشتری متصور ہوگا اور مشتری بائع سمجھا جائے گا بشرطے کہ جائداد مشفوعہ بائع سے مشتری کے قبضے میں آگئی ہو اور وہ شفعہ میں مشتری سے حاصل کی گئی ہو۔ لیکن اگر شفیع نے مشفوعہ جائداد کو بائع سے حاصل کیا، تو اب شفیع مشتری ہوگا اور بائع اس کے حق میں اس کا بائع ہوگا چنانچہ شفیع کو بحیثیت مشتری وہی خیارات حاصل ہوں گے جو بیع کے مشتری کو حاصل ہوتے ہیں، یعنی شفیع خیار عیب و خیار رویت کا مستحق ہوگا اگر اول مشتری نے اپنے بائع کو خیار عیب یا خیار رویت سے بری الذمہ کر دیا ہو تب بھی شفیع کا خیار عیب و خیار رویت اپنی جگہ قائم رہے گا، ساقط نہ ہوگا کیوں کہ اول مشتری اس کا نائب نہیں تھا کہ اس کا خیار عیب یا خیار رویت سے بائع کو بری کر دینا شفیع کے حق کو ساقط کرنے کا باعث ہوتا۔ (۱۹۱)

شفیع کو صرف خیار عیب اور خیار رویت کا حق اس لئے دیا گیا ہے کہ خیار شرط یا زرئمن کی ادائیگی کی مدت کا مقرر کر دینا شفیع کی شرط سے پیدا نہیں ہونے ہیں بلکہ یہ بائع اول اور اس کے مشتری کے درمیان ان کے باہم شرط کرنے سے پیدا ہونے تھے جو محض اول مشتری کے حق سے مخصوص تھے، شفیع کا اس سے کوئی واسطہ نہ تھا۔ چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں لکھا

(۱۹۱) ابن عابدین . ردالمحتار . مجلد ۵ . ج ۵ . ص ۱۹۹

ہے کہ جو حق اول مشتری کو اس کے شرط کر دینے کے بغیر حاصل ہوگا وہی حق شفیع کو بھی حاصل ہوگا۔ لیکن جو حق اول مشتری کو اس کے شرط کر دینے کی بنا پر حاصل ہوا ہوگا وہ حق شفیع کو حاصل نہ ہوگا۔ (۱۰)

الدبر المنتقی میں لکھا ہے کہ شفعہ اپنے احکام میں عقد بیع کا حکم رکھتا ہے البتہ جبریمہ ضمان کی صورت میں بیع کا حکم نہ رکھے گا۔ (۱۱) چنانچہ اگر شفیع نے مشفوعہ جائداد میں کوئی عمارت تعمیر کر لی، اس کے بعد اس جائداد میں کسی نے اپنا حق ثابت کر دیا تو شفیع بائع یا اس کے مشتری سے اپنی تعمیر کا تاوان وصول نہ کر سکے گا، کیوں کہ شفیع اس جائداد کا جبراً مالک ہوا تھا، اس بنا پر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس کو بائع نے یا مشتری نے دھوکہ دیا تھا۔ مذکورہ علت اس صورت میں تو بالکل صحیح ہوگی جبکہ شفیع کو جائداد حاکم کے حکم کے ذریعہ پہنچی ہو، لیکن اگر شفیع اور مشتری کی رضامندی کی بنا پر شفیع کو جائداد حاصل ہوئی ہو تو اگرچہ بظاہر یہ علت موجود نظر نہیں آتی، لیکن حکماً اس صورت میں بھی اس کو جبراً حاصل کرنا ہی متصور ہوگا۔ (۱۲) کیوں کہ مشتری کی رضامندی شفیع کو جائداد سپرد کرنے میں مجبوری کی بنا پر ہی قرار دی جائے ہوگی۔

اگر شفیع مشتری کے خیابار کی مدت کے اندر مکان لے لے تو یہ شرط ختم ہو جائے گی اور بیع مکمل ہو جائے گی کیوں کہ مکان مشفوعہ مشتری کے قبضے میں نہیں رہا۔ اس لئے وہ اس کو واپس نہیں کر سکتا اور مشتری کو یہ اختیار نہیں ہے کہ اس شرط کی بنا پر معاملے کو فسخ کر دے کیوں کہ یہ اختیار اس شرط پر مبنی ہے جو مشتری کے حق میں طے پایا ہے۔ (۱۳)

(۲۰) فتاویٰ عالمگیری ۵، دیوبند (بھارت) : ج ۴، ص ۳

(۲۱) الدر المنتقی فی شرح المنتقی بر حاشیہ مجمع الانہر، مصر : ۱۳۶۹ھ ج ۲، ص ۳۲۹

(۲۲) ابن عابدین، رد المحتار، محلولہ بالا، ج ۵، ص ۲۰۳

(۲۳) برهان الدین مرغینانی، ہدایہ، کراچی : قرآن محل

## مالکی مسلک :

فقہاء مالکیہ کے نزدیک بھی عقد شفعہ جدید بیع کی مثل ہے چنانچہ مدونۃ الکبریٰ میں کہا گیا ہے کہ ایک شخص نے مکان خریدا، اس کے بعد شفیع نے بذریعہ شفعہ وہ مکان حاصل کر لیا تو بائع اپنے مشتری سے مکان کی قیمت وصول کر لے گا، اور مکان شفیع کی ملکیت میں برقرار رہے گا۔ اس کے بعد ایک مسئلہ بیان کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ شفعہ کے عقد کے ذریعہ حاصل کرنا دیگر بیوع کی مثل ایک جدید بیع ہوتی ہے۔ (۲۳)

## شافعی مسلک :

شافعی مسلک میں بھی شفیع کو خیار رویت اور خیار عیب حاصل ہوگا چنانچہ نہایۃ المحتاج میں کہا گیا ہے کہ شفیع اس وقت تک جائداد کا مالک منصور نہ ہوگا جب تک اس کو دیکھ نہ لے اور مشتری کو یہ حق حاصل نہ ہوگا کہ شفیع کو اس کے دیکھنے سے روک سکے۔ (۲۵)

مغنی المحتاج میں مزید کہا گیا ہے کہ شفیع کے حق میں حقوق عقد کی نمائندگی مشتری پر ہوگی اور مشتری شفیع کے حق میں بائع کی مثل ہوگا۔ (۲۶) شافعی فقہ میں مختلف مسائل جزئیہ میں مشتری کو بھی نمائندگی قرار دیا گیا ہے جو اس امر کی دلیل ہے کہ شافعیہ کے نزدیک عقد شفعہ بیع جدید کے حکم میں ہوتا ہے۔

## حنبلی مسلک :

علامہ ابن قدامہ المقدسی نے اپنی کتاب المغنی میں فرمایا ہے کہ

(۲۳) سحون . امام . مدونۃ الکبریٰ . محولہ بالا . ج ۳۱ . حصہ ۲۸ - ۱۲۴

(۲۵) ابن رطی . نہایۃ المحتاج . محولہ بالا . ج ۵ . ص ۲۰۲

(۲۶) نرجین العظیمی . مغنی المحتاج . محولہ بالا . ج ۲ . ص ۲۰۱

مشفوعہ میں کسی عیب کی بنا پر شفیع کو مشفوعہ واپس کرنے کا حق اسی طرح ہو گا جس طرح مشتری کو حاصل ہوتا ہے اور یہ بھی حق ہوگا کہ وہ مشتری سے یہ مقابلہ عیب تاوان وصول کرے اور پھر مشتری اس ادا کردہ تاوان کی بازیابی کے لئے اپنے بائع سے رجوع کرے، اور جس صورت میں کہ مشتری نے اپنی بیع کے وقت اپنے بائع کو ہر عیب سے بری الذمہ قرار دے دیا ہو تو یہ شرط شفیع کے حق میں معتبر نہ ہوگی، بلکہ مفتی سے اور قوی قول کے مطابق شفیع کو خیار رویت کی بنا پر مشفوعہ جائداد کو رویت کے بعد مشتری کو واپس کرنے کا حق حاصل ہو گا، یا یہ مقابلہ عیب تاوان وصول کرنے کا دوسری صورت میں مشتری تاوان کی بازیابی کے لئے اپنے اول بائع کی جانب رجوع کرے گا۔ (۲۷)

## شیعہ امامیہ مسلک :

شیعہ امامیہ کے نزدیک شفیع کے حق میں معاملہ شفعہ کے بعد عقد بیع کے حقوق کی ذمہ داریوں کی تکمیل کا ذمہ دار مشتری ہوگا۔ خواہ شفیع نے جائداد مشفوعہ کو بائع سے حاصل کیا ہو یا مشتری سے۔ (۲۸)

خیار عیب کے متعلق شرائع الاسلام میں یہ صراحت ملتی ہے کہ شفیع کو یہ خیار حاصل ہوگا۔ (۲۹) لیکن خیار رویت کی صراحت موجود نہیں ہے، بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ خیار رویت بھی حاصل ہوگا کیوں کہ عام طور پر خیار عیب صحیح معنی میں خیار رویت کے استعمال کے بعد ہی ممکن ہوتا ہے۔

## مصری قانون :

(۲۷) ابن قدامہ المقدسی، غلامہ، (۶۲۰ھ)، المغنی، مصر: ۱۳۶۷ ج ۵، ص ۳۶-۵۳۵

(۲۸) الحنفی، شرائع الاسلام، معرولہ بالا، ج ۲، ص ۱۶۳

(۲۹) الحنفی، شرائع الاسلام، معرولہ بالا، ج ۲، ص ۱۶۳ (القسم الثالث)



دفعہ ۹۳۵ - (۱) شفیع بائع کے حق میں تمام حقوق کی ذمہ داریوں کے سلسلے میں مشتری کی مثل متصور ہوگا۔

(۲) شفیع اس مدت کا جو بائع کی جانب سے مشتری کے لئے زرمن کی ادائیگی مقرر کی گئی ہو، مستحق نہ ہوگا۔

(۳) اگر جائداد مشفوعہ حق شفعم کے ذریعہ حاصل کرنے کے بعد کسی دوسرے کے حق میں لے لی گئی تو اب شفیع اپنے حق میں محض بائع سے رجوع کرنے کا مستحق ہوگا۔

## عدالتی نظائر

### شفیع شرائط بیع کا پابند ہے

ایک شفیع ان تمام شرائط اور ذمہ داریوں کا پابند ہوگا جن کی رو سے خریدار کو پابند کیا گیا تھا البتہ ایسی شرائط اور ذمہ داریوں کا ذکر بیع میں ہونا چاہئے۔ شفیع اس ذاتی معاہدے کی رو سے جو خریدار نے دستاویز بیع کے بعد کیا اس امر کا پابند نہیں ہے کہ وہ جائداد بائع کو واپس کر دے (۴۰) شفیع اس رهن کا پابند نہیں ہوتا جو خریدار کی طرف سے فروخت کی تاریخ کے بعد قائم ہو، دستاویز بیع سے قبل فروخت کنندہ کے رهن کا ذمہ دار ہوتا ہے۔

۳۳۵ - اگر شفیع نے شفعم طلب کیا ہو تو اس کا حق شفعم اس کی موت سے باطل نہ ہوگا۔ یہ حق اس کے ورثاء کی جانب بصورت ترکہ منتقل ہو جائے گا۔

شفیع کا قبل قبضہ  
مشفوعہ فوت ہو جانا

## تشریح

## حنفی مسلک :

احناف کے نزدیک شفیع شفعہ کی ہر دو طلب یعنی طلب موائیت و طلب اشہاد کے بعد مشفوعہ جائداد میں اپنے حق شفعہ کو بختہ کر لینا ہے بالفاظ دیگر اس جائداد کے مالک ہونے کا حق حاصل کر لینا ہے اور اب طلب خصومت میں اس کی تاخیر اس کے اس حق کو ساقط کرنے کا سبب نہیں ہوتی، مگر جب تک شفیع بحکم حاکم یا بے تراضی طرفین یعنی خود و مشتری کی رضامندی سے جائداد پر قبضہ نہ کر لے اسوقت تک اسکی ملکیت ثابت نہیں ہوتی کہ اگر وہ فوت ہو جائے تو مشفوعہ اس کا مال متروکہ سمجھا جائے اور وراثہ کی جانب منتقل ہو سکے۔ چنانچہ اگر بحکم حاکم یا تراضی طرفین کے ذریعہ مالکانہ قبضہ کرنے سے قبل شفیع فوت ہو گیا تو احناف کے نزدیک مشفوعہ شفیع کے وراثہ کی جانب ترکہ میں منتقل نہ ہوگا، کیوں کہ احناف کے نزدیک حق شفعہ انسان کے ارادے و خواہش پر موقوف ہے اس کے مرنے کے ساتھ ہی اس کا ارادہ اور خواہش بھی معدوم ہو جاتے ہیں اور معدوم شئی کی منتقلی امر محال ہے۔

صاحب بدائع الصنائع علامہ الکاسانی نے فرمایا ہے کہ شفعہ کے ذریعہ جائداد مشفوعہ کو حاصل کر لینے کے بعد شفیع کی جائداد مشفوعہ میں ملکیت پیدا ہوتی ہے، لیکن اس سے قبل شفیع کو صرف اس کو حاصل کر لینے کا حق حاصل ہوتا ہے شفیع کے حاصل کرنے سے قبل مشفوعہ میں مشتری کی ملکیت ثابت شدہ ہوتی ہے۔ یہ اس کو عقد بیع کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کو جائداد میں تصرفات کرنے، تعمیر کرنے یا پودے لگانے نیز عمارت میں کچھ ترمیم وغیرہ کا حق حاصل ہوتا ہے چنانچہ لگے ہوئے درختوں کو اکھاڑنا، جائداد کو کرائے پر اٹھا دینا، باغ ہو تو اس کے پھلوں کا استعمال کر لینا، بیع کر دینا، ہبہ کر دینا، وصیت کر دینا، غرض ایسے تمام عقود جائز ہوتے ہیں۔ البتہ چون کہ شفیع کا حق شفعہ شرعاً مقدم ہوتا ہے اس لئے اس کو بے حق حاصل ہونا ہے کہ بذریعہ طلب شفعہ و حصول جائداد ان

تصرفات کو باطل کر دے۔ لیکن اگر مشفوعہ پر قبضہ کر لینے سے قبل شفعم فوت ہو گیا تو حق شفعم اس کے وارثوں کی جانب منتقل نہ ہوگا، برخلاف شافعیہ کے، ان کے نزدیک حق شفعم موت کے بعد منتقل ہو جائے گا۔ (۳۱)

مذکورہ بالا اصول کی بنیاد پر یہ مسئلہ بھی مبنی ہے کہ شفعم کے مشفوعہ پر قبضہ کر لینے سے قبل مشتری کے قبضے میں جائداد مشفوعہ رہنے ہونے اگر اس جائداد کی ہم سائیکی میں کوئی مکان فروخت ہوا اور اس مشتری نے اس پر اپنے شفعم کا دعوا کر کے مکان بذریعہ شفعم حاصل کر لیا تو یہ مکان مشتری کی ملکیت ہوگا، کیوں کہ جس جائداد کے ذریعہ اس کو شفعم کا حق حاصل ہوا وہ اس وقت اسی کی قطعی ملکیت ہے۔ چنانچہ اس کے بعد اگر شفعم نے اول مشفوعہ جائداد اپنے حق شفعم کے ذریعہ حاصل کی تو مشتری کی حاصل کردہ جائداد مشتری کی مملوکہ رہے گی شفعم کو اس جائداد سے کوئی تعلق نہ ہوگا۔ (۳۱)

رد المحتار میں اس امر کی صراحت کی گئی ہے کہ جب شفعم مشفوعہ کو حاصل کر لے گا تو اب اس کی موت کے بعد مشفوعہ جائداد اس کے ورثاء کی جانب منتقل ہو جائے گی۔ (۳۲)

اگر شفعم بعد طلب موائبت و اشہاد یا بعد ارجاع نالش مگر قبل فیصلہ یا قبل حوالگی جائداد سے رضامندی فریقین مر جائے تو اس کا حق زائل ہو جائے گا۔ وجہ یہ ہے کہ جائداد مشفوعہ شفعم کی ملک نہیں ہے اس لئے وہ متروکہ کا جزو نہیں بن سکتی۔ (۳۳)

(۳۱) الکاسی . بدائع الصنائع . محولہ بالا . ج ۵ . ص ۲۲

(۳۲) ایضاً . ج ۵ . ص ۲۲

(۳۳) ابن عابدین . رد المحتار . محولہ بالا . ج ۵ . ص ۲۱۰ - ۱۱۱

(۳۴) صاوی عالم گیری . محولہ بالا . ج ۵ . ص

حق شفیع ایک شخصی حق ہے وراثتاً منتقل نہیں ہو سکتا۔ شفیع جائداد مشفوعہ لے لینے سے پہلے یا طلب شفیع کے قبل یا طلب شفیع کے بعد شفیع مر جائے تو حق شفیع باطل ہو جاتا ہے البتہ اگر قاضی کے حکم کرنے کے بعد شفیع مر جائے تو شفیع باطل نہ ہوگا۔ (۳۵)

## مالکی مسلک :

صاحب المغنی علامہ ابن قدامہ المقدسی الحنبلی نے اپنی کتاب المغنی فی فقہ الحنبلی میں امام مالک اور امام شافعی کی جانب نسبت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ان دونوں اماموں کے نزدیک طلب موائت اور طلب اشہاد کے بعد حق شفیع قابل وراثت ہوگا۔ (۳۶)

## شافعی مسلک :

شافعیہ کے نزدیک طلب موائت کے بعد خواہ شفیع نے قبضہ کیا ہو یا نہ کیا ہو شفیع کی موت واقع ہو جائے پر حق شفیع اس کے ورثاء کی جانب ہو جائے گا۔ (۳۷)

## حنبلی مسلک :

حنبلی مسلک میں طلب موائت و طلب اشہاد کے بعد اگر شفیع کی موت واقع ہو جائے تو شفیع کا حق باطل نہ ہوگا، اور ورثاء کی جانب منتقل ہو جائے گا۔ لیکن اگر طلب موائت سے قبل انتقال ہو گیا تو اب ورثاء کی جانب حق

(۳۵) حکنی، الدرالمختار بر حاشیہ ردالمحتار، محولہ بالا، ج ۰۰، ص

(۳۶) ابن قدامہ المقدسی، المغنی، محولہ بالا، ج ۰۵، ص ۵۲۴

ابن رشد، (۵۹۵ھ)، بدایۃ المجتہد، مصر، ۱۲۴۹ھ، (۱۹۶۰ء)، ج ۰۲، ص ۲۶۲

(۳۷) ابی اسحاق ابراہیم بن علی بن یوسف فیروز آبادی شیرازی، (۳۷۶ھ)،

المہذب، مصر: مصطفیٰ البابی، ۱۹۵۹ء، ج ۰۱، ص ۲۹

شفعہ منتقل نہ ہوگا کیوں کہ اس وقت اس کے فوت ہونے سے قبل ہی اس کا حق باطل ہو چکا تھا۔ (۳۸)

علامہ مقدسی نے فقہ حنبلی پر اپنی مشہور کتاب المغنی میں فرمایا ہے کہ اس مسئلے کا خلاصہ یہ ہے کہ جب شفعہ مشفوعہ پر قبضہ کر لینے سے قبل فوت ہو جائے گا تو اس کی دو صورتیں ہوں گی۔ اول یہ کہ طلب مواثبت سے قبل فوت ہو جائے۔ ایسی صورت میں شفعہ ساقط ہو جائے گا اور ورنہ کی جانب منتقل نہ ہوگا۔ امام احمد ابن حنبل نے فرمایا ہے کہ موت تین اشیاء کو باطل کر دیتی ہے :-

- ۱۔ حق شفعہ کو،
- ۲۔ حد قذف کو، اگر مقذوف کی موت حد قذف سے پہلے واقع ہو جائے۔
- ۳۔ خیار شرط کو۔

چنانچہ ان تینوں امور کا مدار مطالبہ پر ہے لہذا اگر مطالبہ نہ کیا گیا تو یہ حقوق واجب نہیں رہتے، باطل ہو جاتے ہیں۔ الّا یہ کہ شفعہ نے شہادت پیش کر دی ہو کہ میں نے مطالبہ کر دیا تھا اور میں اپنے حق پر قائم ہوں اور پھر اس کے بعد فوت ہو گیا ہو تو اب شفعہ کے ورنہ کو شفعہ کا حق حاصل ہو گا تاہم ایسی صورت میں حضرت حسن، ابن سیرین، شعبی، نخعی، ثوری، اسحاق و اصحاب الرائے بھی شفعہ کے ساقط ہو جانے کے قائل ہیں۔ لیکن امام مالک و شافعی نے فرمایا ہے کہ مطلقاً شفعہ ورنہ کی جانب منتقل ہو جائے گا۔

دوسری صورت یہ ہے کہ شفعہ نے شفعہ کا مطالبہ کر دیا اور قبضہ سے قبل ہی فوت ہو گیا ہو تو اس صورت میں حق شفعہ ورنہ کی جانب منتقل

ہو جائے گا۔ (۳۹)

## ظاہری مسلک :

فقہاء ظاہریہ کے نزدیک بھی حق شفعہ وراثت میں وراثہ کی جانب منتقل نہیں ہوتا، چنانچہ اگر شفعہ کی طلب سے قبل شفعی کا انتقال ہو گیا تو حق شفعہ وراثہ کی جانب منتقل نہ ہوگا، کیوں کہ یہ حق اللہ تعالیٰ کی جانب سے محض شفعی کے لئے مخصوص کیا گیا ہے اسی کی پسند و ناپسند پر مبنی ہوتا ہے اور یہ پسندیدگی یا عدم پسندیدگی وراثت میں منتقل ہونے والی شئی نہیں ہے۔

علامہ ابن حزم نے اپنے قول پر امام شعبی کے اس اصول سے استدلال کیا ہے کہ الشفعة لا تباع ولا توهب ولا تورث ولا تعار، ہی لصاحبها الذی وقت له کہ حق شفعہ نہ بیع کیا جا سکے گا نہ ہبہ نہ عاریتاً منتقل ہو سکے گا نہ وراثتاً یہ اسی کا حق ہوگا جس کے لئے واقع ہوا ہے۔ (۴۰)

چنانچہ ظاہری فقہاء کے نزدیک اگر موثبت سے قبل شفعی کا انتقال ہو گیا تو شفعہ باغراض وراثت باطل ہو جائے گا، منتقل ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ البتہ اگر شفعی طلب موثبت کے بعد فوت ہوا تو یہ حق وراثہ کی جانب منتقل ہو جائے گا۔ ان کے نزدیک مشفوعہ پر کسی طور قبضہ کر لینا وراثت کی شرط نہیں ہے۔ (۴۱)

## شیعہ امامیہ مسلک :

- (۳۹) ابن قدامہ مقدسی . المغنی . محولہ بالا . ج ۵ . ص ۵۳۶
- (۴۰) ابن حزم . امام (م - ۵۳۴ھ) . المحلی . مصر : (فاہرہ) . ۱۳۳۸ھ . ج ۶ . ص ۱۷ اور ص ۱۱۸ - ۱۱۹
- (۴۱) ایضاً . ج ۶ . ص ۱۸ - ۱۷

فقہاء شیعہ کے اس مسئلے میں دو قول ہیں۔ اول یہ کہ اس میں وراثت جاری ہوگی دوم یہ کہ جاری نہ ہوگی۔ اول قول کو صحیح قول قرار دیا گیا ہے کہ جس طرح مال میں وراثت جاری ہوتی ہے اسی طرح اس حق میں بھی جاری ہوگی اس بناء پر اگر ایک شخص اپنے فوت ہونے کے بعد زوجہ اور ایک لڑکا چھوڑے تو حق شفعہ کا آٹھواں حصہ زوجہ کا حق ہوگا اور باقی حصہ میت کے لڑکے کا حق ہوگا۔ اگر ان دو وارثوں میں سے کوئی اپنا حق ترک کر دے تو دوسرے کا حق ساقط نہ ہوگا۔ اس قول میں اختلاف تو ہے لیکن چنداں درخور اعتنا نہیں ہے (۳۱)

## مصری قانون :

مصری قانون کے تحت شفعہ قابل وراثت نہ تھا لیکن از روئے ترمیم مجریہ ۱۹۳۹ء اب حق شفعہ قابل ارث قرار دیا جا چکا ہے۔

## عدالتی نقطہ نظر :

خلاصہ یہ ہے کہ حق شفعہ عبارت ہے مجرد حق تملیک سے اور وہ صاحب حق کے مرجانے کے بعد باقی نہیں رہتا۔ چنانچہ احناف کے نزدیک حق شفعہ میں نوریث جائز نہیں ہے لہذا بعد ارجاع نالہ اگر شفعہ فوت ہو جائے تو اس کے وارث یا قائم مقام کو مقدمہ جاری رکھنے کا حق نہیں ہے لیکن اگر قضاء قاضی کے بعد شفعہ کا انتقال ہو جائے تو وراثہ شفعہ کا حق باطل نہیں ہوتا۔ قضاء کے معنی فیصلہ، ڈگری یا قطعی حکم کے ہیں۔ چنانچہ اگر عدالت ابتدائی نے شفعہ کے حق میں فیصلہ دے دیا ہو اور فریق ثانی نے اپیل دائر کر رکھی ہو، اس دوران شفعہ کا انتقال ہو جائے تو وراثہ شفعہ کا حق باطل نہ ہوگا کیوں کہ اگر شفعہ ذاتی حق قرار دیا جائے تو بھی ایک مرتبہ ڈگری ہو جانے کے

(۳۱) العنبر، سرائع الاسلام، محولہ بالا، ج ۲، ص ۱۶۳ (المصم الرابع)

بعد یہ نہیں کہا جا سکتا کہ بعد کے مراحل اپیل کی اغراض کے لئے بھی اس کی نوعیت بجائے خود محض ایک ذاتی حق کے باقی رہتی ہے اور وہ حق ڈگری میں ضم نہیں ہو جاتا۔ بہر حال کسی بھی نظریے سے دیکھا جائے یہ بحث کہ اس نوبت پر بھی شفیع کے مر جانے سے اب دعوائے شفعہ ساقط ہو گیا قابل پذیرائی نہیں ہے۔ قضاہ قاضی کے بعد وراثہ شفیع کو حق حاصل ہو جاتا ہے کہ وہ اس فیصلے سے مستفید ہو۔ کسی عدالت کے حکم آخر یا قطعی میں اور اس حکم میں جو آخری عدالت مرافعہ سے صادر کیا جائے بین فرق ہے اس لئے اس بحث کے لئے کوئی گنجائش نہیں ہونی چاہئے کہ قضاہ قاضی سے مراد آخری عدالت کا فیصلہ ہے۔ قضاہ قاضی کا سیدھا سادہ مفہوم یہ ہے کہ عدالت نے شفیع کے حق میں حکم قطعی دے دیا ہو۔ اس سے وہ ابتدائی عدالت مراد ہے جہاں دعوا دائر کیا گیا ہو۔ چنانچہ عدالت ابتدائی سے ڈگری صادر ہونے کے بعد شفیع کی موت کوئی اثر نہیں رکھتی ہے اور محض شفیع کی موت بعد ڈگری کی بناء پر عدالت مرافعہ سے مقدمہ خارج نہ ہونا چاہئے۔ (۳۳)

یہ ایک قابل ارث حق ہے کیوں کہ منتقل الیہ اور ارث کے مابین یوزیشن کا فرق ہے انتقال ایک ارادی فعل ہے اور کسی وارث کے حق جانشینی کا دار و مدار آخری قابض کی آمدگی پر نہیں ہے۔ یہ حق ذاتی نوعیت کا ہے جس کو وارثان اپنی وراثتی آراضی پر ورثے میں پا سکتے ہیں۔ (۳۴) چنانچہ حق شفعہ کا دعوا کرنے والے کی موت کے بعد اس کا وارث اس دعوے کو قائم رکھ سکتا ہے۔ (۳۵)

حق شفعہ تمام وراثہ کے لئے ہوتا ہے۔ (۳۶)

- 
- (۳۳) گگا سنگھ بنام پٹھان، (انڈین کیسز، ج ۴۳، ص ۴۵۸)
- ایے آئی آر، ۱۹۲۳، لاہور، ص ۳۱۰
- (۳۴) ۱۳۳، پنجاب ریکارڈ، ۱۹۰۰
- (۳۵) ۹۵، پنجاب ریکارڈ، ۱۹۰۱
- (۳۶) محمد حیات بنام غلام مرتضیٰ، (بی ایل ڈی، ۱۹۳۹، لاہور، ص ۵۴)



اگر شفیع نے طلب موائبت و طلب اشہاد کے بعد قبل قضاء قاضی یا قبضہ بتراضی طرفین، اپنی اس جائداد مملوکہ کو جس کے ذریعہ وہ شفعہ کا مستحق ہوا تھا کسی دوسرے شخص کے حق میں بیع یا بے طریق دیگر منتقل کر دیا تو اس کا حق شفعہ باطل ہو جائے گا، نیز مشفوعہ بے کے جدید مالک کے حق میں اس مشفوعہ بے کی بنیاد پر حق شفعہ پیدا نہ ہوگا۔

- ۲۳۶

— طلاق عم —

بیع مشفوعہ بے

### تشریح

### حنفی مسلک :

احناف کے نزدیک جب شفیع اپنی اس مملوکہ جائداد کو جس کے ذریعہ اس کو حق شفعہ حاصل ہوا تھا مشفوعہ پر قبضہ کرنے سے قبل فروخت کر دے تو اس کا حق شفعہ باطل ہو جائے گا۔ طلب موائبت اور طلب اشہاد دونوں اس کے حق کے استقرار کی شرط نہیں لیکن ملکیت قبضہ کے بعد پیدا ہوتی ہے صورت موجودہ میں مالک ہونے سے قبل شفعہ کا سبب زائل ہو گیا، لہذا شفعہ (جو کہ مسبب ہے) وہ بھی زائل ہو جائے گا، خواہ شفیع کو پہلے سے اس کا علم ہو یا نہ ہو۔ البتہ اگر شفیع نے مشفوعہ بے کی بیع میں اپنے لئے خیار شرط رکھا ہو گا تو اس وقت تک شفعہ قائم رہے گا جب تک اس کا خیار ساقط نہ ہو جائے، کیوں کہ شفیع (جو مشفوعہ بے کا بانع ہے) کا خیار شرط مبیع کو اس کی ملکیت سے خارج ہونے کا مانع ہوگا۔ بے حکم اس صورت میں ہوگا کہ جب شفیع اپنی کل مشفوعہ بے کو فروخت کر دے۔ لیکن اگر اس کا کچھ حصہ فروخت کیا اور کچھ اپنی ملکیت میں باقی رکھا تو شفعہ باطل نہ ہوگا، کیوں کہ اگر ابتدا میں شفیع کا بھی حصہ موجود ہوتا تو اس کی بناء پر اس کو شفعہ کا حق حاصل ہو جانا لہذا اب انہما میں اس کے باقی رہنے

میں بھی اس کو حق حاصل رہے گا۔ (۳۷)

اگر بالائی منزل کے شفیع نے زیریں منزل کو بذریعہ شفعہ حاصل نہ کیا تھا حتیٰ کہ بالائی منزل منہدم ہو گئی تو امام ابو یوسف کے نزدیک شفعہ کا حق باطل ہو جائے گا، کیوں کہ اس صورت میں ہم سائیکی جو شفعہ کا سبب تھا زائل ہو جائے گی۔ لیکن امام محمد کے نزدیک شفعہ کا حق قائم رہے گا ان کے نزدیک اس شخص کو شفعہ کا حق استقرار کی بنا پر حاصل تھا اور یہ حق اب بھی قائم ہے (کیوں کہ وہ دوبارہ تعمیر کر سکتا ہے) لہذا شفعہ کا حق بھی قائم رہے گا۔ (۳۸)

## مالکی مسلک :

مالکیہ نے اس مسئلے میں احناف سے اتفاق کیا ہے۔ (۳۹)

## شافعی مسلک :

شافعی فقہاء کا بھی یہی مسلک ہے۔ (۵۰)

## حنبلی مسلک :

حنبلی مسلک میں جب کہ شفیع اپنی اس جائداد کو جس کے ذریعہ وہ شفعہ کا مستحق ہوا تھا فروخت کر دے تو اس میں دو قول ہیں : ایک یہ کہ اگر اس کو بیع کا علم نہ تھا تو اس کا شفعہ ساقط نہ ہوگا، دوسرا یہ

- 
- (۳۷) ابن عابدین . ردالمحتار . محولہ بالا . ج ۵ . ص ۲۰  
 (۳۸) ابن عابدین . ردالمحتار . محولہ بالا . ج ۵ . ص ۱۸۹  
 الکاسانی . بدائع الصنیع . محولہ بالا . ج ۵ . ص ۲۰  
 فتاویٰ عالمگیری . محولہ بالا . ج ۳ . ص ۳  
 داماد آفندی . مجمع الانہر . محولہ بالا . ج ۲ . ص ۸۲ - ۳۸۱  
 (۳۹) الآبی . جواهر الاکلیل . محولہ بالا . ج ۲ . ص ۶۱ - ۱۶۰  
 (۵۰) ابی اسحاق . السہب . محولہ بالا . ج ۱ . ص ۸۸ - ۳۸۷

کہ ساقط ہو جائے گا۔ شیخ سلیمان المقنع کے محشی نے شفعہ ساقط نہ ہونے کے قول کو ترجیح دی ہے اور اس کو صحیح مذہب قرار دیا ہے۔ ۱۵۱

## ظاہری مسلک :

ظاہری فقہاء کے نزدیک شفعہ کا حق شفعہ مطلقاً قائم رہے گا، خواہ اس کو اس مسئلے کا علم ہو یا نہ ہو۔ ۱۵۱

## شیعہ امامیہ مسلک :

فقہاء شیعہ امامیہ کے اس مسئلے میں دو قول ہیں : ایک یہ کہ اگر شفعہ کو اس امر کا علم نہ تھا کہ جس مملوک کے ذریعے اس کو شفعہ کا حق حاصل ہوا ہے اس کے فروخت کر دینے سے حق شفعہ باطل ہو جاتا ہے تو اس صورت میں اس کا حق قائم رہے گا۔ لیکن اگر علم تھا اور فروخت کیا تو شفعہ کا حق باطل ہو جائے گا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ ہر حالت میں شفعہ کا حق باطل ہو جائے گا۔ یہ قول خود علامہ ابو جعفر الحلی کا ہے۔ ۱۵۲ اور یہی درست معلوم ہوتا ہے۔

۳۳۶ - (الف) حق شفعہ ایک ناقابل انتقال حق ہے شفعہ اس حق شفعہ کو کسی عقد کے ذریعے کسی دوسرے کی جانب منتقل کرنے کا مجاز نہ ہو گا۔

حق شفعہ ناقابل منتقلی اور ناقابل تجزیہ و تقسیم ہے

(ب) حق شفعہ ناقابل تجزیہ ہے شفعہ کو یہ حق حاصل نہ ہو گا کہ وہ مشفوعہ کے بعض حصے کو بحق شفعہ

(۵۱) ابوالبرکات، مجد الدین، المحرر فی الفقہ، مصر: ج ۱، ص ۳۶۶

ابن قدامہ مقدسی، المغنی، محلولہ بالا، ج ۲، ص ۲۰

(۵۲) ابن حزم، المحلی، محلولہ بالا، ج ۶، ص ۱۸ - ۱۹، ۱۱۰

(۵۳) العلی، شراعیہ الاسلام، محلولہ بالا، ج ۲، ص ۶۵ - ۱۶۳

طلب کرے اور بعض حصے کو ترک کر دے۔

توضیح : مشتری کی خرید کردہ کل جائداد پر طلب شفعہ ضروری ہے اس کے کسی حصہ پر شفعہ نہیں ہو سکتا الا یہ کہ مشتری نے بیک وقت کئی مکان خریدے ہوں اور شفعہ نے ان میں سے کسی ایک مکان پر برائے ہمسائیگی دعویٰ کیا ہو۔

## تشریح

### حنفی مسلک :

علامہ الکاسانی نے اپنی مشہور کتاب بدائع الصنائع میں لکھا ہے کہ اگر بعض شفعاء اپنا حق شفعہ دوسرے بعض کے حق میں ترک کر دیں یا دوسرے کے حق میں ہبہ کر دیں تو ان لوگوں کا یہ عمل ان کے حق شفعہ کو ساقط کر دے گا۔ احناف کے نزدیک شفعہ کا حق ناقابل انتقال ہے لہذا کسی دوسرے کو ہبہ کر دینا یا (کسی دوسرے طریق پر) منتقل کر دینا جائز نہ ہوگا، بلکہ ایسا عمل کرنے والے کا خود اپنا حق باطل ہو جائے گا، کیوں کہ یہ عمل اس کے شفعہ سے اعراض کی دلیل ہوگا، اب مشفوعہ کی بقیہ شفعاء کے درمیان ان کے شمار کے مطابق مساویانہ تقسیم کر دی جائے گی۔ (۵۴)

ردالمحتار میں اس مسئلے میں کہا گیا ہے کہ کسی شفعی کا اپنے حصے کو دوسرے کی جانب منتقل کر دینا خود اس کے اپنے حق شفعہ کو باطل کرنے کا سبب اس وقت ہوگا جب کہ یہ عمل حاکم عدالت کے فیصلے سے قبل کیا گیا ہو، لیکن حاکم کے فیصلے کے بعد حق باطل نہ ہوگا۔ (۵۵) شفعہ کسی عقد

(۵۴) الکاسانی . بدائع الصنائع . محولہ بالا . ج ۵ . ص ۶

(۵۵) لو جعل بعض شفعاء نصیبه لبعض لم یصح ، قوله ، ولو جعل ای قبل القضاء واما بعد فلا یسقط

حقه کما سمارک - (ابن عابدین . ردالمحتار . محولہ بالا . ج ۵ . ص ۱۹۴)

کے ذریعہ دوسرے کی جانب منتقل نہیں ہوا کرتا۔ اگر شفیع نے اپنے حق شفیع پر مشتری سے کسی قدر مال کے معاوضے پر صلح کر لی تو اس کا حق شفیع باطل ہو جائے گا، یہ عقد صلح ترک شفیع کا ہم معنی ہوگا، (۵۶۱)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ جب شفیع کی یہ خواہش ہو کہ مشفوعہ کا بعض حصہ حاصل کر لے اور بعض حصہ ترک کر دے تو اس موقع پر غور کرنا ہوگا کہ یہ دونوں حصے ایک دوسرے سے جدا اور ممتاز ہیں یا نہیں۔ مثلاً ایک شخص نے ایک مکان خریدنا شفیع نے چاہا کہ اس مکان کا ایک حصہ لے لے اور بعض حصہ ترک کر دے حالانکہ مکان ایک متحدہ شکل میں تھا یعنی جو حصہ شفیع کے مکان سے متصل ہے اس کو حاصل کر لے اور جو متصل نہیں ہے اس کو ترک کر دے تو شفیع کو یہ حق حاصل نہ ہوگا۔ اس حکم میں تمام فقہاء حنفیہ متفق ہیں۔ شفیع کو یا تو پورا مکان اسی شکل میں لینا ہوگا یا کل مکان ترک کرنا ہوگا، کیوں کہ شفیع کے مذکورہ بالا عمل سے مشتری کے مبیعہ کا تجزیہ کر دینا لازم آئے گا۔ (اور یہ جائز نہیں ہے) خواہ بائع مشتری ایک ہو یا مشتری ایک اور بائع دو یا دو سے زائد ہوں۔ چنانچہ اگر مشتری دو ہوں اور بائع ایک، اور شفیع نے ان میں سے ایک کا حصہ لینا چاہا تو اس کو یہ حق حاصل نہ ہوگا، خواہ مشتری نے مبیعہ پر قبضہ کیا ہو یا نہ کیا ہو۔ احناف کی ظاہر روایت یہی ہے اور یہی صحیح قول ہے۔ لیکن اگر دو شخصوں نے ایک بائع سے مکان خریدا تو اس حالت میں شفیع کے لئے باتفاق احناف جائز ہوگا کہ ایک مشتری کا حصہ حاصل کر لے، خواہ دونوں مشتری نے قبضہ کیا ہو یا نہ کیا ہو، بشرطے کہ بیع کا معاملہ ابتدا ہی سے متفرق و ممیز حصص کی صورت میں ہوا ہو۔ لہذا بعض حصے کے لینے سے واحد سودے کی تفریق لازم نہ آئے گی خواہ زرمن میں نصف نصف کی تفصیل کی گئی ہو یا نہ، بلکہ مجموعی زرمن بیان کر دیا گیا ہو۔ (لیکن یہ اس صورت

میں ہوگا جب کہ دونوں مشتریوں کے خرید کر دہ حصص اس مکان میں معین ہوں اور مکان کے حصے مشخص ہوں خواہ مشتری نے خصوصی طور پر اپنی ذات کے لئے خریدا ہو یا کسی دوسرے کے لئے بصورت وکالت دونوں صورتوں میں جو حکم اصیل (Principal) کا ہے وہی حکم وکیل کا بھی ہوگا۔

اگر خرید کردہ جائداد کے حصص ایک سے بالکل علاحدہ اور ممتاز ہیں مثلاً دو مکان ایک معاملہ بیع کے ذریعہ خریدے اور شفیع نے ان دونوں مکانوں میں سے صرف ایک مکان لینا چاہا تو اگر یہ شخص دونوں کا شفیع ہے تو دونوں حاصل کرنا ہوں گے، ایک مکان حاصل نہ کر سکے گا۔ احناف کے تینوں ائمہ کا یہی مسلک ہے خواہ یہ دونوں مکان ایک دوسرے کے متصل ہوں یا متفرق ہوں ایک ہی شہر میں ہوں یا دو شہروں میں۔ اور اگر شفیع محض ایک مکان کا شفیع ہے لیکن بیع کے معاملے میں دونوں ایک سودے میں مجتمع ہیں تو کیا اس صورت میں بھی شفیع کو دونوں مکان لینا ہونگے! اس مسئلے میں امام ابوحنیفہ و امام محمد سے مروی ہے کہ شفیع صرف اس مکان کو حاصل کرے گا جو اس کی مملوکہ سے متصل ہے کیوں کہ صرف اسی میں اس کو شفعہ کا حق حاصل ہوگا۔ امام محمد کے نزدیک دیہی جائداد کا بھی یہی حکم ہوگا۔ لیکن حسن بن زیاد نے امام ابوحنیفہ سے یہ بھی روایت کیا ہے کہ مذکورہ صورت میں بھی شفیع یا توکل جائداد کو حاصل کرے یا شفعہ ترک کر دے۔ امام کرخی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ حسن کی روایت اس امر کی دلیل ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اس قول سے جس میں وہ امام محمد کے ساتھ ہیں رجوع کر کے دونوں جائدادوں کو ایک متحدہ مشفوعہ قرار دے دیا۔ (۵۷)

راقم الحروف کے نزدیک امام ابوحنیفہ کا وہ قول جس کے ساتھ امام

(۵۷) فتاویٰ عالمگیری . . . . . مجلد ہالا . ج ۴ . ص ۱۱

الکاسنی . بدائع الصنائع . . . . . مجلد ہالا . ج ۵ . ص ۲۵

محمد کا قول متفق ہے از روئے دلائل قوی تر معلوم ہوتا ہے۔

## مالکی مسلک :

فقہاء مالکیہ کے نزدیک بھی شفعہ کا جائداد مشفوعہ حاصل کر لینے سے قبل مشفوعہ کو کسی دوسرے کی جانب منتقل کر دینا صحیح نہیں ہوگا۔ چنانچہ جواہر الاکلیل شرح مجتصر خلیل میں کہا گیا ہے کہ اگر مستحق شفعہ شفعہ نے قبل حصول مشفوعہ کسی دوسرے غیر شخص سے یہ نیت بیع مشفوعہ مال وصول کیا اور اگر مشفوعہ حاصل کرنے سے قبل حاصل شدہ رقم یا معاوضہ سے قائدہ اٹھا لیا تو اس شخص کا حق شفعہ باطل ہو جائے گا۔ البتہ اگر شفعہ نے اپنا حق شفعہ ساقط کرنے کے عوض میں مشفوعہ کے مشتری سے بعد خریداری مال حاصل کیا تو اس مال کا حصول جائز ہوگا، اور اسکا حق شفعہ ساقط ہو جائے گا، لیکن اگر مشتری کی خریداری سے قبل یہ عمل کیا گیا ہو تو حق شفعہ ساقط نہ ہوگا، کیونکہ جو حق اسوقت پیدا ہی نہ ہوا تھا اس کا ساقط کرنا قبل از وقت ہوگا، اور فعل اپنے محل پر واقع نہ ہونے کی بناء پر جائز نہ ہوگا۔ (اس لیے مال کا حصول بھی جائز نہ ہوگا)۔ (۵۸۱) نیز یہ مال بلا بدل ہے اس لئے معاہدہ کالعدم قرار دیا جائے گا۔ مشفوعہ کے تجزیہ و تقسیم کے سلسلے میں فقہاء مالکیہ احناف سے اس امر میں متفق ہیں کہ شفعہ یا تو کل جائداد حاصل کر لے یا کل کو ترک کر دے۔ وہ یہ نہیں کر سکتا کہ بعض حصے حاصل کر لے اور بعض کو ترک کر دے۔ یہی حکم اس وقت بھی ہوگا جب کہ متعدد خریداروں میں سے شفعہ محض ایک یا دو حصوں کو لینا چاہے، بشرطے کہ معاملہ بیع تمام حصص کا ایک ہی ہو۔ البتہ اگر معاملہ بیع بھی متعدد ہیں اور شفعہ خریداروں میں سے کسی ایک خریدار کا حصہ لینا چاہتا ہے تو اگر اس نے اول بیع کے خریدار سے اس کا حصہ حاصل

کیا تو دیگر حصص کے مشتری اس شفیع کے ہم راہ شفعاہ نہیں قرار پائیں گے اور دوسری بیع سے خرید شدہ حصص بذریعہ شفیع حاصل کیا تو اول بیع کا مشتری اس کے ہم راہ ایک شفیع متصور ہوگا۔ اور اگر آخری بیع سے خرید شدہ حصص حاصل کیا تو اول و دوم ہر دو بیع کے معاملوں کے شفیع اس کے ہم راہ شفعاہ ہوں گے۔ (۵۹۱)

مسئلہ ہذا سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب خریدار بھی متعدد ہوں اور عقد بیع بھی جدا ہونے ہوں تو ایسی حالت میں مالکی نقطۂ نظر سے شفیع کو یہ حق حاصل ہوگا کہ بعض مشفوعہ کو بحق شفیع حاصل کر لے اور بعض کو ترک کر دے، کیوں کہ سودے اپنی ابتدا ہی میں متفرق ہیں لہذا شفیع پر سودوں کی تفریق کا اتہام نہیں آئے گا۔

### شافعی مسلک :

فقہاء شافعیہ کے نزدیک بھی حق شفیع ناقابل انتقال ہے چنانچہ معنی المحتاج میں کہا گیا ہے کہ حق شفیع سے صلح کر لینا کسی حال میں جائز نہ ہوگا، اگر صلح کے ذریعہ اس حق کو منتقل کیا گیا تو حق شفیع باطل ہو جائے گا۔ لیکن باطل ہونے کی شرط یہ ہے کہ شفیع کو اس عمل سے حق شفیع باطل ہو جائے کا علم ہو، اگر اس کو علم نہ ہو تو لاعلمی کی بناء پر وہ معذور سمجھا جائے گا، اس لئے حق شفیع باطل نہ ہوگا، قاہم رہے گا۔ (۶۰)

فقہاء شافعیہ کے نزدیک شفیع کا مشفوعہ کے بعض حصص کو لینا اور بعض کو ترک کرنا، صحیح قول کے مطابق، اس کے حق شفیع کو باطل کر دے گا۔ اس قول کے علاوہ ان کی کتب فقہ میں دو قول اور بھی موجود ہیں : ایک

(۵۹۱) سحنون . امام . مدونتہ الکبری . محولہ بالا . ج ۱۳ . ص ۱۳ - ۱۱۲

(۶۰) الشربینی الخطیب . معنی المحتاج . محولہ بالا . ج ۵ . ص ۳۰۹

ابن رطلی . نہایۃ المحتاج . محولہ بالا . ج ۵ . ص ۲۸



یہ کہ حق شفعہ نہ اس حصے میں ساقط ہوگا جس کو لینا چاہے اور نہ اس حصے میں جس کو ترک کرنا چاہا ہے دوسرا قول یہ ہے کہ جس حصے کو بذریعہ شفعہ لینا چاہا ہے اس کو حاصل کر سکے گا اور بقیہ میں حق شفعہ ساقط ہو جائے گا۔ لیکن اصح قول اول ہی ہے کہ کل مشفوعہ میں حق شفعہ ساقط ہو جائے گا۔

اگر کسی جائداد کے دو شفیع ہوں ایک حاضر اور دوسرا غیر حاضر (غائب)، تو حاضر شفیع کل جائداد مشفوعہ کو بحق شفعہ حاصل کر لے گا۔ یہ جائز نہ ہوگا کہ وہ بعض حصہ حاصل کرے اور بعض ترک کر دے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بعض کے لینے اور بعض کے ترک کرنے میں خریدار کو نقصان لاحق ہوگا کیوں کہ اس کے حق میں جائداد کے سودے کی تفریق لازم آئے گی۔ البتہ اگر خریدار اس امر پر راضی ہو کہ شفیع جائداد مشفوعہ سے اپنے حصے کے مطابق لے لے باقی خریدار کے حق میں ترک کر دے تو شیخ علامہ سبکی کے نزدیک یہ امر جائز ہوگا، لیکن صحیح قول یہ ہے کہ جائز نہ ہوگا، بلکہ یا تو کل مشفوعہ حاصل کرے یا کل ترک کر دے۔ اب اگر اس کے حصول کے بعد غائب شفیع حاضر آ جائے اور اپنے حق شفعہ کے ذریعہ مشفوعہ میں اپنا حصہ لینا چاہے تو وہ اول شفیع کے ہم راہ مشفوعہ میں شریک متصور ہوگا، جس طرح ابتدا میں اس کو یہ حق حاصل تھا۔ غائب شفیع کی غیبت میں اول شفیع نے مشفوعہ سے اگر کوئی منفعت حاصل کی ہوگی تو غائب اس وقت کی منفعت کے عوض کا مستحق نہ ہوگا۔ باقی رہی یہ صورت کہ حاضر شفیع نے اپنے حق شفعہ کے ذریعہ لینے میں غائب کے حاضر ہونے کا انتظار کرنا چاہا تو کیا اس کو یہ حق حاصل ہوگا؟ اس صورت میں شافعیہ کے دو قول ہیں : اول یہ کہ انتظار کرنا جائز ہوگا اس کا اپنا حق شفعہ اس انتظار کی بناء پر باطل نہ ہوگا دوسرا یہ کہ جائز نہ ہوگا۔ لیکن اول قول صحیح ہے۔

واضح رہے کہ اس انتظار سے مراد طلب موائب و طلب اشہاد کا انتظار نہیں ہے بلکہ طلب خصومت یعنی دعوا بعدالت کے سلسلے میں انتظار کرنا مراد ہے کیوں کہ طلب موائب و طلب اشہاد کے لئے یہ انتظار شرعی عذر نہیں ہو سکتا۔

صاحبِ معنی المحتاج نے لکھا ہے کہ معاملہ بیع کی تفریق اس صورت میں لازم آتی ہے کہ جب معاملہ عقد واحد کی صورت میں ہوا ہو، لیکن جس صورت میں کہ خریدار متعدد ہوں اور ہر ایک کا معاملہ بیع ایک دوسرے کے معاملے سے جدا جدا اوقات میں ہوا ہو یا بائع متعدد ہونے کی وجہ سے متعدد عقد ہوئے ہوں تو ایسی صورت میں سودے کی تفریق کا ضرر لاحق ہونا متصور نہیں ہوتا۔ چنانچہ اگر دو شخصوں نے ایک بائع سے اس کا حصہ خریدا تو شفیع کو یہ حق حاصل ہوگا کہ ایک خریدار کا حصہ بحق شفیع حاصل کرے اور دوسرے کا ترک کر دے۔ اور اگر ایک شخص نے دو شخصوں سے ان کے حصے خریدے تو صحیح تر قول یہ ہے کہ شفیع ان دو میں سے کسی ایک کا حصہ لے سکے گا۔ چوں کہ بائع متعدد ہیں لہذا سودے بھی متعدد ہیں، سودے کی تفریق لازم نہیں آتی۔ اور اگر دو مکانوں کے دو حصے خریدار نے ایک معاملہ بیع میں خریدے تو اس صورت میں بھی ایک لینا اور ایک کا ترک کر دینا جائز ہوگا، خواہ ان دونوں حصوں کا شفیع ایک ہی ہو، کیوں کہ اس حالت میں بھی ایک سودے کی تفریق یا تجزیہ لازم نہیں آتا۔ اور اگر چند خریداروں نے دو شخصوں سے ان کے حصے خریدے تو ایسی صورت میں بھی شفیع کو مشفوعہ سے ان خریداروں کے حصص نصف یا نہائی وغیرہ حاصل کر لینا جائز ہوگا۔ (۱۱۱)

### حبلی مسلک :

فقہاء حبلیہ کے مسلک میں صحیح اور ماخوذ فی المذہب قول یہی

(۱۱۱) شرحی الخلیب . معنی المحتاج . محولہ بالا . ج ۲ . ص ۲۰۶ .

ہے کہ عقد صلح کے ذریعہ منتقلی شفیح کے حق شفعہ کو باطل کر دے گی۔ (۱۷۱)

## ظاہری مسلک :

فقہاء ظاہریہ کے نزدیک بھی حق شفعہ وراثت میں ورناء کی جانب منتقل نہیں ہوتا، چنانچہ اگر شفعہ کی طلب سے قبل شفیح کا انتقال ہو گیا تو حق شفعہ ورناء کی جانب منتقل نہ ہوگا، کیوں کہ یہ حق اللہ تعالیٰ کی جانب سے محض شفیح کے لئے مخصوص کیا گیا ہے اسی کی پسند و ناپسند پر مبنی ہوتا ہے اور یہ پسندیدگی یا عدم پسندیدگی وراثت میں منتقل ہونے والی شئی نہیں ہے۔

علامہ ابن حزم نے اپنے قول پر امام شعبی کے اس اصول سے استدلال کیا ہے کہ الشفعة لاتباع ولا توجب ولا تورث ولا تعار، ہی لصاحبها الذی وقعت له کہ حق شفعہ نہ بیع کیا جا سکے گا نہ ہبہ نہ عاریتاً منتقل ہو سکے گا نہ وراثتاً یہ اسی کا حق ہوگا جس کو دیا گیا ہے۔ (۱۷۲)

اس استدلال سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ ابن حزم الظاہری کسی صورت میں بھی شفعہ کے حق کی منتقلی کے قائل نہیں ہیں، حتیٰ کہ وراثت میں بھی بشرطے کہ شفیح کا انتقال طلب سے قبل ہوا ہو۔

مشفوعہ کے تجزیہ و تفریق کے مسئلے میں شیخ ابن حزم نے المحلی میں فرمایا ہے کہ اگر ایک شخص نے مشفوعہ کا کچھ حصہ فروخت کیا اور عقد بیع ایک ہی تھا، اس کے بعد شفیح نے حاضر ہو کر شفعہ کا دعوا کیا تو شفیح کو کل مشفوعہ لینا ہوگا یا کل ترک کرنا ہوگا۔ یہ جائز نہ ہوگا کہ

(۱۷۱) ابن قدامہ مقدسی، المصنوع، محلولہ بالا، ج ۵، ص ۴۸۲

ابن قدامہ مقدسی، المصنوع، محلولہ بالا، ج ۲، ص ۲۶۲

(۱۷۲) ابن حزم، المحلی، محلولہ بالا، ج ۶، ص ۱۶۴ و ص ۱۶۹ - ۱۷۸

بعض حصہ حاصل کرے اور بعض حصے کو ترک کر دے۔ اگر مشتری نے اس امر پر رضامندی ظاہر کر دی کہ شفیع مشفوعہ سے جس قدر چاہتا ہے اس قدر لے کر باقی مشتری کو چھوڑ دے تو ظاہر ہے کہ نزدیک بہتر یہ ہے کہ شفیع کل حصہ کو ہی حاصل کر لے، کیوں کہ بیع کا معاملہ ایک سودے میں ہوا ہے۔ امام ابن حزم نے اس کے بعد آگے فرمایا ہے کہ اگر بعض شفعاء غائب ہوں اور کوئی حاضر شفیع خریدے تب بھی وہی سابق حکم ہوگا۔ حاضر کے لئے یہ کہنا جائز نہ ہوگا کہ میں صرف اپنے حصے کے مطابق لینا چاہتا ہوں۔ اگر حصہ مشفوعہ کسی اجنبی شخص کو فروخت کیا گیا تب بھی شفیع یا تو کل مشفوعہ حاصل کرے یا کل ترک کر دے۔ اگر دو یا دو سے زائد افراد نے ایک شخص کو ایک مکان فروخت کیا یا ایک شخص سے زائد لوگوں کو فروخت کیا تو اس صورت میں شفیع کے لئے یہ جائز ہوگا کہ ان میں سے جس کا حصہ چلے لے لے اور جس کا چلے چھوڑ دے، یا یہ کہ کل مشفوعہ لے لے، کیوں کہ اس صورت میں بیع کے عقد متعدد ہیں، خواہ وہ ایک ساتھ ہی ہونے ہوں۔ (۱۶۴)

### شیعہ امامیہ مسلک :

شیعہ فقہاء کے نزدیک حق شفعہ وراثت میں منتقل نہ ہوگا، لیکن عقد صلح کے ذریعہ اس کی منتقلی صحیح ہوگی۔ (۱۶۵) جب کہ کسی مشفوعہ جائداد کے شفیع متعدد ہوں تو کیا ان تمام شفعاء کو شفعہ کا حق حاصل ہوگا، یا نہیں؟ اس مسئلے میں شیعہ فقہاء کے درمیان اختلاف ہے : ایک قول یہ ہے کہ شفعاء کو ان کے شمار کے اعتبار سے شفعہ کا حق حاصل ہوگا، دوسرا یہ کہ جائداد غیر منقولہ (آراضی وغیرہ) میں تمام شفعاء کو حق حاصل ہوگا اور منقولہ میں صرف ایک کو، تیسرا قول یہ ہے کہ ہر صورت میں صرف ایک ہی کو شفعہ کا حق حاصل ہوگا، بقیہ شفعاء کو حاصل نہ ہوگا، یہ قول واضح

(۱۶۴) ابن حزم . المحلی . معولہ بالا . ج ۶ ص ۱۱ - ۱۱۸

(۱۶۵) المحلی . شرائع الاسلام . معولہ بالا . ج ۲ ص ۱۶۵

چے

علامہ الحلی نے اس قول کی بناء پر کہ جب متعدد شفعاء ہوں تو تمام شفعاء کو شفعہ کا حق حاصل ہوگا، مسئلے کی دس صورتیں پیش کی ہیں :

۱۔ یہ کہ اگر چار شفعاء ہیں اور ان میں سے ایک نے اپنا حصہ فروخت کیا باقی تین شفعاء میں سے ایک نے اپنا حق شفعہ ترک کر دیا تو باقی شفعاء کو میبہ کے لینے کا حق حاصل ہوگا، اگر یہ دونوں خواہش کریں کہ وہ محض اپنے حق کے مطابق لے لیں۔ تو یہ جائز نہ ہوگا بلکہ ان کو کل مشفوعہ لینا ہوگا، کیوں کہ شفعہ ازالہ ضرر کے لئے ہے اور اس شفعہ کی بیع کے عمل سے ضرر کا ازالہ نہ ہوگا بلکہ مزید ضرر رسانی ہوگی۔ اور اگر تمام شفعہ غائب ہوں تو کل کو شفعہ کا حق حاصل رہے گا اب جب کہ شفعہ حاضر ہو کر طلب کرے گا تو یا کل مشفوعہ لے گا یا یہ کہ کل ترک کرنا ہوگا، کیوں کہ شفعہ اس حالت میں محض ایک ہی ہوگا۔ اب اگر دوسرا شفعہ آ جائے تو اول سے نصف مشفوعہ بذریعہ شفعہ حاصل کرے گا، پھر اگر تیسرا حاضر ہو تو وہ تنہائی لے لے گا یا ترک کر دے گا اور چوتھا اپنے حاضر ہونے پر چوتھائی لے لے گا یا ترک کر دے گا۔

۲۔ اگر کسی حاضر شفعہ نے اپنا شفعہ ترک کر دیا تو دوسرے حاضر ہونے والے شفعہ کا شفعہ باطل نہ ہوگا اور اب اس دوسرے حاضر ہونے والے کو کل مشفوعہ لینے کا حق ہوگا اسی طرح اگر تین شفعاء نے ترک کر دیا تو چوتھے کو کل لینا ہوگا۔

۳۔ اگر شفعہ نے حاضر ہو کر مشفوعہ حاصل کر لیا اور تقسیم بھی

واقع ہو گئی، اب دوسرا شفیع حاضر ہوا اور اس نے شفیع طلب کیا تو وہ تقسیم باطل کر دی جائے گی اور وہ دوسرا شفیع اول شفیع کا شریک ہوگا۔ اسی طرح اگر اول شفیع کسی عیب کی بناء پر واپس کر دے تو دوسرے کو کل لینا ہوگا کیوں کہ مشفوعہ کی واپسی حق شفیع کو ترک کر دینے کے ہم معنی ہے۔

۴۔ اگر اول شفیع نے مشفوعہ سے کچھ منفعت حاصل کر لی ہو، اس کے بعد دوسرا شفیع حاضر آئے تو یہ اصل مشفوعہ میں شریک ہوگا لیکن اس منفعت میں شریک نہ ہوگا۔

۵۔ اگر حاضر شفیع نے کہا ہو کہ جب غائب شفیع حاضر آ جائے گا اس وقت میں بھی حاصل کروں گا اس قول سے حاضر کا شفیع باطل نہ ہوگا، کیوں کہ یہ تاخیر عذر کی بناء پر ہوگی جو ترک شفیع کی دلیل نہ ہوگی، لیکن اس قول میں تردد ہے۔

۶۔ حاضر شفیع نے مشفوعہ حاصل کر کے قیمت ادا کر دی اس کے بعد غائب شفیع حاضر ہوا تو وہ اول کا شریک ہوگا اور اول شفیع نے جو قیمت بائع کو ادا کی ہوگی اس کا نصف یہ شفیع ادا کر دیگا۔ اگر مشفوعہ پر کسی کا حق ثابت ہو گیا تو اس کی ذمہ داری خریدار پر ہوگی، اول شفیع پر نہ ہوگی۔

۷۔ اگر کسی جائداد میں تین شخص شریک ہوں اور ان میں سے ایک شریک دوسرے شریک کو اپنا حصہ فروخت کر دے تو اب تیسرا شریک شفیع کا مستحق ہوگا۔ خریدنے والا مستحق نہ ہوگا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ خریدنے والا تیسرے شریک کے ساتھ حق شفیع میں شریک ہوگا۔

۸۔ اگر ایک شخص نے تین خریداروں کے ہاتھ فروخت کیا تو شفیع کو یہ حق حاصل ہوگا کہ مشفوعہ لے لے یا یہ کہ دو شخصوں یا ان میں سے کسی ایک کا لے لے کیوں کہ یہ سودا بمنزلہ عقود بیوع کے ہے۔ اور اگر ایک شخص نے دو کئے ہاتھ فروخت کیا تو شفیع کو اب بھی یہ حق ہوگا کہ دونوں کے حصے لے لے یا صرف ایک کا حاصل کر لے۔

۹۔ اگر دو حاضر شریکوں میں سے ایک نے اپنا حصہ فروخت کیا اور ان دونوں کے غائب شریک اور بھی ہیں تو اس وقت جو شریک حاضر ہے وہی شفیع ہوگا کیوں کہ اس کے علاوہ کوئی اور موجود نہیں ہے اب جب اس نے اپنے حق شفعہ سے لے لیا اور اس کے بعد غائب شریک میں سے کوئی حاضر آ گیا تو وہ ان دونوں کے حاصل کردہ حصوں میں ایک تہائی کا شریک ہوگا۔

۱۰۔ اگر مکان دو بھائیوں کے درمیان مشترک ہو اور ان میں سے ایک فوت ہو جائے اور اس کے دو لڑکے اس کے وارث ہوں اور ان میں سے کوئی اپنا حصہ فروخت کرے تو چچا اور اس کا اتنا بھائی دونوں شفعہ کے مستحق ہو گئے کیوں کہ استحقاق میں دونوں مساوی ہیں، یہی حکم اس وقت ہوگا جب کہ میت کے چند ورثاء ہوں۔ (۶۶)

## عدالتی نظائر :

فیڈرل کورٹ آف پاکستان نے قرار دیا کہ حق شفعہ ایک ذاتی اور شخصی حق ہے جو کوئی حق شفعہ رکھتا ہے وہ کسی دوسرے شخص کو اسے

حقوق بذریعہ انتقال نہیں دے سکتا۔ (۶۷)

الہ آباد ہائی کورٹ نے دو مقدمات میں قرار دیا کہ ایک بیعنامہ کے ذریعہ دو مشتریوں کے حق میں مشترکاً بیع عمل میں آئی۔ شفیع پر لازم قرار دیا گیا کہ وہ سودے کو لے۔ وہ صرف ایک مشتری کے خلاف نالش نہیں کر سکتا اور نہ جزو جائداد میبوعہ کے قبضے کا مطالبہ بہ ادائیگی حصہ زرٹمن کر سکتا ہے کیوں کہ اغراض شفیعہ کے لئے معاملہ بیع ان حالات میں ناقابل تقسیم تصور کیا جاتا ہے چنانچہ جہاں زرٹمن یک مشت بلا تخصیص مقدار حصہ مشتریان ادا کیا گیا ہو تو یہ واقعہ کہ بیع نامہ میں حصص مشتریان متعلق جائداد میبوعہ کا تعین کر دیا گیا ہے نوعیت معاملہ کو نہیں بدل سکتا۔ (۶۸)

## راقم الحروف کی رائے :

راقم الحروف کی رائے میں یہاں اس نکتہ کی وضاحت ضروری معلوم ہوتی ہے کہ از روئے شرع متعدد مشتریوں کے منجملہ کسی ایک کے حصے کے متعلق شفیعہ طلب کیا جاسکتا ہے جب کہ وہ حصہ محدود و متعین کر دیا گیا ہو۔ اگرچہ یہ سودہ عقد واحد کا ہے لیکن اپنے اندر دو عقدوں کا حکم رکھتا ہے لہذا ایک مشتری کا کل حصہ لینے میں کوئی مضائقہ نہیں البتہ ہر ایک کے حصے میں سے کچھ لینا اور کچھ نہ لینا صحیح نہیں ہے تعداد اور اتحاد عقد میں عاقد معتبر ہونا ہے۔

اگر کسی شفیعہ کا نالش میں مدعی بالارادہ اس آراضی سے جو بیع کی جائے کم آراضی کی بابت نالش دائر کرے تو اس کا حق شفیعہ زائل ہو جاتا ہے لیکن ان صورتوں میں جہاں غلطی محض اتفاقی ہو اور صرف نوعیت جائداد کے

(۶۷) بی ایل ڈی . ۱۹۵۶ . فیڈرل کورٹ . ص ۹۷

(۶۸) محمد شفیع بنام اللہ دین (الذین کیسیز ج ۱۵۲ . ص ۱۲۸)

حیات بخش بنام منصب دار خان (الذین کیسیز ج ۱۶۰ . ص ۸۳۶)



متعلق ہو تو شفعم کو اس کے عوض دعویٰ کی ترمیم کی اجازت دی جائے گی۔ لیکن اگر وہ اپنی غلطی کی اصلاح کرنے سے انکار کرے جب کہ اس کو غلطی بتلائی گئی ہو تو یہ قرار دیا جائے گا کہ اس نے اپنا حق ساقط کر دیا ہے البتہ جب خود مشتری غلطی پر کوئی اعتراض نہ کرے یا بعد از وقت اعتراض کرے تو حق شفعم زائل نہیں ہوتا۔ (۶۹)

جزوی شفعم ہر حالت میں ممنوع ہے لیکن غلطی کی صورت میں عدالت مدعی کو ترمیم کی اجازت دے سکتی ہے۔ (۷۰)

ذاتی حق ہونے کی بناء پر یہ حق شفعم کی جائداد سے علاحدہ منتقل نہیں کیا جا سکتا۔ (۷۱)

حق شفعم شفعم کا ذاتی حق ہوتا ہے اسے فروخت یا کسی قسم کی سودے بازی کا موضوع نہیں بنایا جا سکتا۔ (۷۲) شفعم کی ڈگری بھی ناقابل انتقال ہے۔ (۷۳) معاہدہ کے ذریعہ شفعم قائم نہیں ہو سکتا۔ (۷۴)

حق شفعم ایک شخصی حق ہے۔ کوئی شخص جو حق شفعم رکھتا ہو کسی دوسرے شخص کو یہ حق بذریعہ منتقلی عطا نہیں کر سکتا اور نہ دوسرے فریق تنازعہ کے حقوق کو متاثر کر سکتا ہے چنانچہ اصول دوران مقدمہ (Doctrine of his pendens) کا اطلاق شفعم کے مقدمات میں نہیں ہوتا۔ (۷۵)

(۶۹) اللہ رکھی بنام کالا رام . (المن کیسز . ج ۶۷ . ص ۸۷۲)

(۷۰) ۶۲ . پنجاب ریکارڈ . ۱۹۱۳ .

(۷۱) ۱۳۶ . سحاب ریکارڈ . ۱۸۹۴ .

(۷۲) ۱۳۳ . سحاب ریکارڈ . ۱۹۰۰ .

(۷۳) ۱۳۶ . سحاب ریکارڈ . ۱۸۹۳ .

(۷۴) ۱۳۶ . سحاب ریکارڈ . ۱۸۹۳ .

(۷۵) بی ایل ڈی . ۱۹۵۶ . ہیلڈل کورٹ . ۹۷۷ اجلاس شفعم

زمین مختلف قطعات آراضی پر مشتمل ہے جس کو ایک ہی معاملت کے ذریعہ فروخت کیا گیا۔ شفیع محض ایک حصے کی حد تک اعلا حق رکھتا ہے۔ یہ دلیل پیش کی گئی کہ بیع ناقابل تجزیہ ہونے کے سبب حق شفعہ میں کل زمین کی نسبت ڈگری عطا کی جانی چاہئے۔ عدالت نے قرار دیا کہ معاملت کے دو مختلف سودوں (Transaction) میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ محض معاملت کی وحدت اس کو ناقابل تقسیم نہ بنائے گی کہ شفیع اس حصہ زمین کا بھی مستحق قرار پائے جس کے بارے میں وہ اعلا حق شفعہ نہیں رکھتا۔ سودے کے ناقابل تقسیم ہونے کا اصول مطلق (Absolute) نہیں ہے۔ اس مقدمے میں عبداللہ بنام عبدالکریم (بی ایل ڈی، ۱۹۶۸ء، سپریم کورٹ، ص ۱۳۰) کو اس مقدمے کے واقعات کے لحاظ سے ممیز (Distinguishable) قرار دیا گیا۔ طوطا رام بنام کنڈن (اے آئی آر، ۱۹۲۸ء، لاہور، ص ۸۳) کا حوالہ دیا گیا۔ دلا بنام کرکشن داس (۶ پنجاب ریکارڈ، ۱۹۱۵ء)، سردار لال سنگھ بنام دیوا سنگھ (۱۰۰ پنجاب ریکارڈ، ۱۸۸۲ء)، سمل داس بنام گریرشاد (۹۰ پنجاب ریکارڈ، ۱۹۰۹ء)، بہنندن پرشاد بنام بھگوان دت (اے آئی آر، ۱۹۲۵ء، الہ آباد، ۶۵) پر اعتماد کیا گیا چنانچہ قرار دیا گیا کہ شفعہ جائداد مبیعہ کے جزو میں طلب نہیں کیا جا سکتا، صرف ضرورت کے وقت اس کی اجازت دی جا سکتی ہے۔»

۳۳۸ - شفیع کو مشفوعہ کی ملکیت حاصل ہونے سے قبل اگر

کوئی دوسرا مکان یا آراضی مشفوعہ جائداد کی ہم

سائیگی میں فروخت ہو تو شفیع کو اس میں شفعہ کا حق

حاصل نہ ہوگا۔

جائداد مشفوعہ کی  
ملکیت سے قبل  
دوسری جائداد ہم  
سائیگی پر حق شفعہ

آئی ایل آر، ۱۱، لاہور، ۲۵۸

آئی ایل آر، ۳۹، الہ آباد، ۵۱۶

(۶) عطا محمد بنام احمد بخش (بی ایل ڈی، ۱۹۷۱ء، لاہور، ۳۰۱)

(۷) بی ایل ڈی، ۱۹۷۵ء، لاہور، ص ۳۰۳

## تشریح

## حنفی مسلک :

بدائع الصنائع میں لکھا ہے کہ جب کوئی شخص ایسا مکان خریدے جس کا شفیع موجود ہو اور مشتری کی خریداری کے بعد اس مکان کی ہم سائیگی میں کوئی دوسرا مکان فروخت ہو اور مشتری اس مکان پر شفیع کا دعوا کرے اور حاکم کی جانب سے اس کے حق میں شفیع کا فیصلہ کر دیا جائے، اس کے بعد شفیع حاضر آئے تو اس کو پہلے مکان میں شفیع کا حق حاصل ہوگا لیکن دوسرے مکان میں جس کو مشتری اپنے حق شفیع کے ذریعہ حاصل کر چکا ہے شفیع کا حق حاصل نہ ہوگا، وہ بدستور مشتری کی ملکیت رہے گا۔ شفیع کا پہلے مکان میں حق شفیع حاصل ہونا واضح امر ہے لیکن دوسرے مکان میں حق شفیع نہ ہونے کا سبب یہ ہے کہ مشتری مکان کی خریداری کے بعد اس کا قطعی مالک ہو کر اس دوسرے مکان کا ہم سایہ ہو چکا تھا اور اس ہم سائیگی کی بنا پر اس کے حق میں حاکم کا فیصلہ ہو چکا تھا۔ اب جب شفیع نے اول مکان پر شفیع کا مطالبہ کیا تو اول مکان سے مشتری کی ملکیت زائل ہوئی۔ لیکن اس سے یہ لازم نہ ہوگا کہ سابقہ ہم سائیگی کی بنا پر حاکم کا جو حکم صادر ہو چکا تھا وہ بھی باطل ہو گیا بلکہ حاکم کے حکم سے مشتری کے حق میں یہ ثابت ہوا کہ اس مکان میں شفیع کی ہم سائیگی کا کوئی وجود نہ تھا اور مشتری تنہا اس کا ہم سایہ تھا۔ اس کی نظیر یہ مسئلہ ہے کہ ایک مکان کے شفیع نے اس پر شفیع کا دعویٰ کیا اور اس کے حق میں حاکم کی جانب سے شفیع کا فیصلہ ہو گیا، اس کے بعد شفیع نے اپنا وہ مکان فروخت کیا جس کے ذریعہ اس کو شفیع کا حق حاصل ہوا تھا تو اول مکان متفوعہ کے شفیع کا حق باطل نہ ہوگا، کیوں کہ وہ اس کی ملکیت میں اس سے پہلے آچکا تھا۔ البتہ اگر یہ شفیع (مشتری کی مثل) اس

دوسرے ہم سایہ مکان کا خود بھی شفیع تھا تو اب اس دوسرے مکان کے نصف میں شفعہ کرنے کا مستحق ہوگا ، کیوں کہ اس صورت میں مشتری اور شفیع دووں اس مکان کے مساوی ہم سایہ ہوں گے ۔ ۸۱

## مالکی و شافعی مسالک :

چوں کہ فقہاء مالکیہ و شافعیہ کے نزدیک ہم سائیگی حق شفعہ کا سبب نہیں ہوتی اس لئے یہ مسائل ان کی فقہ میں موجود نہیں ہیں۔

## حنبلئ مسلك :

فقہاء حنبلئ کے نزدیک ایک روایت کے مطابق ہم سائیگی شفعہ کا سبب ہوتی ہے چنانچہ المقنع کے محشی شیخ سلیمان نے اپنے حاشیہ پر المقنع میں لکھا ہے : کہ امام احمد بن حنبل کی ایک روایت کے مطابق ہم سایہ کو بھی شفعہ کا حق حاصل ہوگا۔ اس قول کو فقہاء شافعیہ سے قاضی یعقوب نے اپنی تصنیف تبصرہ میں نقل کیا ہے اور ابن صیرفی و حارثی نے اس کو صحیح کہا ہے شیخ تقی الدین نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے بلکہ انہوں نے راستے کی شرکت کو بھی جس کو شرکت فی الحقوق کہا جاتا ہے شفعہ کا سبب تسلیم کیا ہے پھر اس کے بعد محشی مذکور نے لکھا ہے کہ شفیع محض مطالبہ کے بعد ہی مشفوعہ کا مالک ہو جاتا ہے خواہ اس پر قبضہ نہ بھی کیا ہو لیکن شرط یہ ہے کہ مشفوعہ کے زرئمن کی ادائیگی کی طاقت رکھتا ہو۔ اس بناء پر اس کے مشفوعہ میں تصرفات صحیح ہوں گے اور وفات یا جانے پر مشفوعہ وراثہ کی جانب منتقل ہو جائے گا۔ ۸۱

(۸۱) الکاسانی . بدائع الصنائع . محولہ بالا . ج ۵ . ص ۲۲  
فتاوی عالم گیری . . محولہ بالا . ج ۳ . ص ۳ - ۲  
(۸۲) ابن فداہ مقدسی . المقنع . محولہ بالا . ج ۲ . ص ۶۱ - ۲۵۸

## ظاہری مسلک :

فقہ ظاہری کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شفعہ کا سبب یا تو میبہ کی شرکت ہوگی یا اس کے راستے کی شرکت، بشرطے کہ یہ راستہ شرکاء کا مملوک ہو، خواہ نافذہ ہو یا نہ ہو۔ اگر راستہ کی بھی تقسیم کر دی گئی ہو جس طرح کہ جائداد کی کر دی گئی تھی یا راستہ مملوک نہ تھا تو حق شفعہ واجب نہ ہوگا۔ ظاہریہ کے نزدیک ہم سائیگی حق شفعہ کا سبب نہیں ہوتی۔ (۱۸۰)

۳۳۹۔ اگر مشتری نے جائداد مشفوعہ میں شفیع کی جانب سے طلب اشہاد کے علم میں آنے سے قبل کسی قسم کا اضافہ کر دیا مثلاً رنگ و روغن کر دیا تو شفیع کو اختیار ہوگا کہ اس اضافے کی قیمت و اجرت ادا کر کے مشفوعہ حاصل کر لے یا یہ کہ شفعہ ترک کر دے، لیکن اگر خریدار نے کوئی عمارت تعمیر کر لی یا آراضی میں درخت کے پودے لگا دیے تو شفیع کو اختیار ہوگا کہ عمارت یا پودوں کی قیمت ادا کر کے جائداد مشفوعہ کو کلی طور پر حاصل کر لے، اس کو یہ حق حاصل نہ ہوگا کہ خریدار کو عمارت کے منہدم کرنے اور پودوں کو اکھاڑ لینے پر مجبور کرے۔

سری فی حد سے  
مفوعہ میں صرف  
کے ہوں۔

## تشریح

## حنفی مسلک :

فقہاء احناف کے نزدیک اگر خریدار شفیع کے دعوے شفعہ سے قبل مشفوعہ میں کوئی اضافہ کر لے مثلاً کوئی جدید عمارت تعمیر کر لے یا آراضی

ہو تو اس میں درخت لگا دے یا کاشت کر لے اور اس کے بعد شفیع حاضر آئے تو یہ اضافہ اس کے حق شفیع کا مانع نہ ہوگا۔ بلکہ خریدار کو اس امر پر مجبور کیا جائے گا کہ وہ اضافے کو دور کر دے اور محض آراضی شفیع کے سپرد کر دے۔ لیکن اگر اس اضافے کے زائل کرنے میں نقصان لاحق ہوتا ہو تو اب شفیع کو اختیار ہوگا کہ وہ مشفوعہ کے زرئمن کے علاوہ اضافہ شدہ اشیاء کی قیمت کا اندازہ کر کے ان کی قیمت کی ادائیگی کے بعد کل مشفوعہ کو حاصل کر لے اور اگر چاہے تو محض مشفوعہ آراضی کو حاصل کر لے اور اگر چاہے تو خریدار کو اضافہ کے زائل کرنے پر مجبور کر دے۔ یہ حکم احناف کی ظاہر روایت پر مبنی ہے کاشت کر لینے کے بعد اس حکم پر اجماع ہے کہ خریدار کو کھیتی اکھاڑ لینے پر مجبور نہ کیا جا سکے گا بلکہ کھیتی کے پختہ ہونے تک شفیع کو انتظار کرنا ہوگا، اس کے بعد شفیع کے حق میں شفیع کا فیصلہ ہوگا، اور وہ بعد ادائیگی قیمت مشفوعہ کو حاصل کر لے گا، اور یہ آراضی اس وقت تک خریدار کے قبضے میں رہے گی جب تک کاشت پختہ ہو کر تیار نہ ہو جائے اور یہ قبضہ کسی اجرت کے بغیر قائم رہے گا۔

فصل استادہ مشتری ہی کی ملک رہتی ہے البتہ شفیع اس کے پک جانے کے بعد یا تو مشتری کو اس کے اکھاڑنے پر مجبور کر سکتا ہے اور یا خود اس کو قیمت دے کر لے سکتا ہے۔ چونکہ فصل استادہ مشتری کی ملکیت ہوتی ہے اسی لئے اس کے پختہ ہونے کی مدت تک اجرت یا لگان کا ادا کرنا مشتری پر لازم ہوتا ہے (۸۱)۔

اگر مشتری نے آراضی خرید کر اس میں کاشت کر لی اور اس کے اس عمل سے کسی قسم کا نقص پیدا ہو گیا تو اس نقص کی قیمت کا اندازہ کیا

(۸۱) الحسکی، الدرالمختار بر حانیہ ردالمحتار، معولہ بالا،  
برہان الدین مرغینانی، ہدایہ، معولہ بالا،

جائے گا اور خریداری کے وقت کی قیمت کا بھی اور شفعم کا حق اسی قیمت کی بنیاد پر ہوگا۔

خریدار نے مکان خریدنے کے بعد اس پر مختلف قسم کے رنگ کرا لئے، اب شفعم کو اختیار ہوگا کہ رنگ کی قیمت ادا کر کے شفعم کو حاصل کر لے اور چاہے تو شفعم ترک کر دے۔ (۸۲۱)

شفعم مشتری کو استرکاری اور رنگ نکلوانے پر مجبور نہیں کر سکتا اس لئے کہ استرکاری اور رنگ کا علاحدہ کروانا ممکن نہیں ہوتا۔ اور اگر اس کو کھرج کر نکالا جائے تو اس کی کوئی قیمت باقی نہیں رہتی عمارت یا درخت کی علیحدگی کا اصول اس سے متعلق نہیں ہے کیوں کہ عمارت کے انہدام اور درخت کے کٹوانے کے بعد بھی ان کی کچھ قیمت باقی رہتی ہے۔ (۸۲۱)

مجمع الانہر میں کہا گیا ہے کہ خریدار کی خریداری کے بعد اور شفعم کا فیصلہ ہونے سے قبل اگر شفعم جانداد میں لگے ہونے درخت از خود خشک ہو گئے یا مکان کی عمارت کا ملبہ موجود ہے جو کارآمد ہو سکتا ہے تو ایسی حالت میں اس ملبے کی قیمت کا اندازہ کر کے شفعم کی قیمت میں سے کمی کر دی جائے گی (جب کہ شفعم اس کو نہ لینا چاہے) لیکن اگر وہ لینا چاہے تو ملبے کی قیمت ادا کر کے آراضی کی قیمت کی ادائیگی کے بعد اس کو حاصل کر لے۔ اگر آراضی نہیں اور اس کا کچھ حصہ دریا برد ہو گیا اور کچھ حصہ باقی رہا تو دریا برد حصے کے مقابلے میں زرمن میں سے کمی کر دی جائے گی، چون کہ دریا بردی کے بعد آراضی کاشت کے قابل نہیں رہتی اس لئے اس کے مقابلے میں قیمت کمی ہو گی اور انہدام کی صورت میں دوبارہ تعمیر کے قابل رہتی ہے اس لئے زرمن میں کوئی کمی نہ ہوگی، کیوں کہ قاعدہ کلیہ یہ

(۸۲۱) فتاویٰ عالمگیری، محولہ بالا، ج ۴، ص ۹۴

(۸۲۲) علاء الدین حصکی، الدرالمختار، بحالیہ ردالمحتار، محولہ بالا،

ہے کہ ثمن اصل مبیع کے مقابل ہوتا ہے نہ کہ اس کے توابع اور وصف کے عمارت اور درخت زمین کے توابع ہیں ان کے متعلق کوئی خاص حصہ زرٹمن کا مقرر نہیں کیا جاتا۔

اگر خریدار نے بذات خود مکان کی عمارت کو منہدم کر دیا تو شفیع محض آراضی کی قیمت (اصل زرٹمن میں کمی کر کے) ادا کر کے اس کو حاصل کر لے گا یا شفیع کو ترک کرنا ہوگا۔ زرٹمن کے تعین کے لئے یوم القبض کی قیمت کا لحاظ کیا جائے گا نہ کہ یوم العقد بیع کی قیمت کا، کیوں کہ آفت سماوی کی وجہ سے جائداد تلف نہیں ہونی بلکہ مشتری کا فعل اس کا سبب ہوا ہے۔ یہ جائز نہ ہوگا کہ شفیع اس ملے کو بھی لے لے، بلکہ یہ ملے مشتری کی ملکیت ہوگا، کیوں کہ اب وہ مکان سے جدا ہو چکا ہے اور زمین سے جدا ہونے کی وجہ سے زمین کے تابع نہیں رہا۔ یہی حکم اس صورت میں ہوگا جب کہ خریدار کے علاوہ کوئی اجنبی شخص منہدم کرنے کا سبب ہوا ہو۔

ایک شخص نے مع درختوں کے آراضی خریدی اس وقت درختوں پر پھل آچکے تھے اور بیع میں یہ شرط کی گئی تھی کہ پھل خریدار کے ہوں گے یا یہ کہ پھل خریدار کے قبضے میں آنے کے بعد پیدا ہوں، تو شفیع کو یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ آراضی مع درختوں اور پھلوں کے شفیع کے ذریعہ حاصل کر لے کیوں کہ پھل پیدا ہونے کے بعد اتصال کی بناء پر آراضی کے تابع قرار پاگئے۔ یہ حکم استحسان پر مبنی ہے۔ قیاس کا مقتضاء یہ تھا کہ شفیع کو بحق شفیع پھلوں کے لینے کا حق حاصل نہ ہو، کیوں کہ مذکورہ صورت میں پھل مثل رکھی ہوئی شئی کے متصور ہوتے ہیں اور رکھا ہوا سامان مکان کا تابع نہیں ہوتا اور اگر خریدار پھلوں کو درختوں سے جدا کر چکا ہے تو شفیع کا پھلوں میں کسوںی حق نہ ہوگا، کیوں کہ اب وہ پھل کسی حیثیت میں آراضی کے تابع نہیں ہیں۔



البتہ پھلوں کے علاوہ آراضی مع درختوں کے بحق شفعہ حاصل کر سکتے گا۔ چنانچہ اول صورت میں جو پھل خریدار توڑ کر لے چکا ہے ان کی قیمت کم کر کے آراضی کو مع درختوں کے حاصل کرے گا اور دوسری صورت میں کل زرمن ادا کر کے آراضی مع درختوں کے حاصل کر لے گا، کیوں کہ خریداری کے وقت پھل درختوں میں موجود نہ تھے، بلکہ مشتری کے قبضے میں پیدا ہوئے اور مشتری نے ان کو اپنی ملکیت کے درمیان حاصل بھی کر لیا۔ (۸۴)

الدراالمختار میں کہا گیا ہے کہ جو حکم مکان (کی دیواروں) پر رنگ و روغن کرا دینے کا ہے وہی حکم مکان کے دروازوں کی جوڑیوں پر رنگ و روغن کرا لینے کا ہے یا تو شفعہ اس کی قیمت ادا کر کے مجموعی طور پر جائداد مشفوعہ حاصل کرے یا شفعہ ترک کر دے۔ (۸۵)

## تصرفات موثر بے ملکیت :

شفیع مشتری کے ان جملہ تصرفات کو جو ملکیت مشفوعہ پر اثر انداز ہوں کالعدم کرا سکتا ہے چنانچہ اگر مشتری نے مشفوعہ کو بیع کیا یا ہبہ یا وقف کر دیا ہو یا صدقہ دے دیا ہو یا اس کو مسجد بنا دیا ہو یا اس کو قبرستان بنا ڈالا ہو تو شفعہ ان جملہ تصرفات کو کالعدم قرار دلا سکتا ہے البتہ مسجد کے توڑنے اور قبرستان سے مردوں کو اکھاڑنے کے متعلق اختلاف ہے بقول طحطاوی یہ امر جائز نہیں ہے اور شفعہ کا شفعہ باطل ہو جائے گا۔ (۸۶)

## مالکی مسلک :

(۸۴) داماد آفتدی . مجمع الانہر . محولہ بالا . ج ۲ . ص ۳۸۹

(۸۵) علاء الدین حصکی . الدراالمختار بر حائثہ ردالمختار . محولہ بالا . ج ۵ . ص ۳ - ۲۰۲

(۸۶) ایضاً . ج ۵ . ص ۳ - ۲۰۲

برہان الدین مرغیانی . ہدایہ . محولہ بالا .

مدونۃ الکبریٰ میں کہا گیا ہے کہ اگر کسی مشتری شخص نے آراضی لینے کے بعد اس میں کھیتی کر لی یا درخت لگا دئے، اس کے بعد شفیع حاضر آیا اور اس نے شفیع کا مطالبہ کر دیا تو اس کو شفیع کا حق تو حاصل ہوگا لیکن کاشت مشتری کی ملکیت ہوگی اور جب تک وہ آراضی میں قایم ہوگی اس عرصے کا کرایہ مشتری پر بحق شفیع لازم نہ ہوگا۔ اور درختوں کی صورت میں شفیع سے کہا جائے گا کہ درختوں کے لگانے میں جو مشتری کا مال صرف ہوا ہے اس کو ادا کر کے آراضی مع درختوں کے لئے لے لے، ورنہ شفیع ترک کر دے۔ (۸۷)

### شافعی مسلک :

شافعیہ کے نزدیک اگر شفیع کے مشفوعہ کو بحق شفیع حاصل کر لینے سے قبل مشتری نے مشفوعہ میں کسی قسم کا اضافہ کر دیا ہو تو اس اضافے پر غور کرنا ہوگا یا تو یہ اضافہ ایسا ہوگا کہ اس کا اصل مشفوعہ سے علاحدہ کرنا یا لینا ممکن نہ ہوگا۔ ایسی صورت میں شفیع کو اس اضافے کے ساتھ مشفوعہ کو حاصل کرنا واجب ہوگا۔ اور اگر یہ اضافہ ایسی شئی کا ہے جو اصل سے علاحدہ ہو سکتی ہے جیسا کہ درختوں سے پھل تو اگر یہ پھل شفیع کے مطالبے سے قبل موجود تھے تو مشتری کا مال ہوگا، شفیع کو بحق شفیع حاصل کرنے کا حق حاصل نہ ہوگا، لیکن اگر یہ پھل بعد میں پیدا ہوئے ہیں اس صورت میں شافعی فقہاء کے دو قول ہیں۔ اول یہ کہ یہ پھل اصل کے تابع ہوں گے، جیسا کہ بیع کی صورت میں تابع شمار ہوتے ہیں۔ دوسرا یہ کہ تابع شمار نہ ہوں گے۔

اگر ایک شخص نے جائداد کا کوئی حصہ خریدا اور اس وقت تک شفیع نے شفیع کا مطالبہ نہ کیا تھا، بلکہ شفیع کی جانب سے تقسیم جائداد کا

وکیل مقرر تھا، بیع کے بعد اس وکیل نے یا تو از خود یا بحکم عدالت اپنے موکل کے حصے کی اس شریک سے تقسیم کرائی، تقسیم کے بعد مشتری نے اپنے حصے میں کوئی تعمیر کرائی، یا درخت لگا دئے۔ اس کے بعد شفیع نے حاضر ہو کر شفیع کا مطالبہ کیا یا یہ کہ مشتری نے شفیع سے مشفوعہ کی قیمت بہت زائد ظاہر کی تھی، جس کی بناء پر شفیع نے شفیع سے نہ کیا اور مشتری نے اپنے حصے میں تصرف کر ڈالا اور پھر مشتری کی اطلاع کے برخلاف قیمت کم ثابت ہوئی اور شفیع نے اب مشفوعہ پر شفیع کا مطالبہ کر دیا۔ اگر مشتری نے عمارت یا درختوں کا آراضی سے علاحدہ کرنا منظور کر لیا تو اس کو یہ حق حاصل ہوگا، اس امر سے اس کو روکا نہیں جا سکتے گا، اور علیحدگی کے بعد مشتری پر آراضی کی ہمواری لازم نہ ہوگی کیونکہ اپنے اس تصرف میں وہ ظالم نہ تھا (بلکہ صاحب حق تھا) لیکن اگر مشتری نے اس اضافے کو علاحدہ کرنا منظور نہ کیا تو شفیع کو اختیار ہوگا کہ وہ آراضی کا وہ زرنمن جو مشتری نے اپنے بائع کو ادا کیا ہے ادا کر کے کل مشفوعہ لے لے، یا یہ کہ اس اضافے کو مشفوعہ سے جدا کر دے۔ اور اب مشفوعہ کی اس قیمت کا اندازہ کیا جائے جب کہ اس میں وہ اضافہ موجود نہ تھا اور پھر اس اضافے کے بعد کی قیمت کا اور ان دونوں قیمتوں کا اندازہ کرنے کے بعد جو فرق ہو اس کا اوسط درجہ زرنمن میں ادا کر دے، کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: لا ضرر ولا ضرار (۸۸)

معنی المحتاج فقہ شافعی کی مشہور کتاب میں کہا گیا ہے کہ اگر مشتری نے تقسیم سے قبل خرید کر اس حصے میں تعمیر یا درختوں کے ذریعہ اضافہ کر دیا یا کاشت کر لی اور شفیع کو اس کا علم نہ ہوا تو شفیع کو بغیر کسی معاوضے کے یہ حق حاصل ہوگا کہ اس اضافے کو دور کر دے، کیوں کہ مشتری کا یہ عمل، تصرف ہے جا ہوگا، البتہ اگر خریدار نے تقسیم کے بعد

ایسا کیا تو اب شفیع کو معاوضہ دینا لازم ہوگا۔ نیز فرمایا ہے کہ یہ بھی ممکن ہے کہ مشتری کی کاشت کو اس کے تیار ہونے کے وقت تک آراضی میں باقی رکھا جائے۔ لیکن ان ایام کی اجرت مشتری پر لازم نہ ہوگی، اور شفیع آراضی کے فارغ ہونے پر آراضی کو بحق شفعہ حاصل کر لے گا۔ لیکن درختوں کے پھل توڑ لینے میں دو روایتیں ہیں: قوی روایت یہ ہے کہ ان کو درختوں سے توڑ کر مشتری کے حوالے کر دیا جائے گا۔ (۱۸۱)

### حنبلوی مسلک :

حنبلوی فقہاء کے نزدیک جب کہ قبل مطالبہ شفیع خریدار کے قبضے میں مبیعہ مشفوعہ کا کچھ حصہ ضائع ہو جائے، چون کہ یہ اس کا مملوکہ ہونے کی بناء پر اس کی ضمان میں داخل ہوتا ہے اور اسی کی ضمان میں ضائع ہوا ہے اس لئے شفیع مطالبہ شفعہ کے بعد اگر چاہے تو جتنا موجود ہو اس کے بقدر ادائیگی زرئین کر کے لے لے خواہ یہ ضائع ہونا کسی آفت سماوی کی بنا پر ہو یا کسی انسان کے فعل سے واقع ہوا ہو، خواہ مشتری کے اختیار سے واقع ہوا ہو یا بغیر اختیار ہوا ہو، مثلاً عمارت از خود منہدم ہو گئی ہو۔ اگر عمارت کا ملبہ موجود ہو تو آراضی کے ساتھ اس کی قیمت بھی ادا کر کے دونوں کو حاصل کر لے اور اگر یہ بھی ضائع ہو گیا ہو تو آراضی اور جتنی تعمیر باقی ہو حاصل کر لے، امام احمد سے یہی قول ظاہر روایت ہے اور یہی قول امام ثوری و احناف میں سے امام ابو یوسف کا ہے اور یہی قول امام شافعی کا ہے۔ (۱۹۰)

اور جس وقت شفیع نے مشفوعہ کو حاصل کیا ہو اس وقت اس میں مشتری کی کاشت یا پھل موجود نہرے تو ان کو آراضی یا درختوں پر اس وقت تک چھوڑ دیا جائے گا کہ کاشت کٹائی کی اور پھل بختگی کی حد کو پہنچیں،

(۸۹۱) شریح الخلیب . مفتی المحتاج . محولہ بالا . ج ۲ . ص ۲۰۴

(۹۰) ابن قدامہ مقدسی . المغنی . محولہ بالا . ج ۲ ص ۱۶۸ - ۱۷۰

اور مشتری پر اس عرصے کی اجرت شفیع کے حق میں دینا واجب نہ ہوگی، یہی قول ماخوذ فی المہذب ہے۔ اگرچہ یہ ضرر ہے لیکن باقی رہنے والا نہیں ہے۔ یہی حکم اس صورت میں ہوگا، جب کہ پھل صرف نمودار ہوا ہو۔ دوسرا ضعیف قول یہ بھی ہے کہ مشتری کو اس عرصے کی اجرت شفیع کو ادا کرنا ہوگی ابن عبدوس اور ابن رجب نے اس قول کو اختیار کیا ہے۔ صاحب انصاف نے فرمایا ہے کہ یہ قول صحیح ہے۔

اور اگر مشتری نے مشفوعہ کی قیمت زائد بیان کی اس بنا پر شفیع نے تقسیم کر لی (یعنی شفیع نہ کیا بلکہ اپنا حصہ تقسیم کے ذریعہ علاحدہ کر لیا) یا خریدار نے اسی قسم کا اور کوئی دیگر سبب بیان کیا جس کی بنا پر شفیع نے مذکورہ بالا عمل اختیار کیا اور مشتری نے اس عمل کے بعد اپنے خرید کردہ حصے میں تعمیر کر لی یا درخت لگا دئے تو حقیقت حال معلوم ہونے کے بعد شفیع کو اختیار ہوگا کہ وہ درختوں اور عمارت کی قیمت ادا کر کے مبیعہ کے زمرن کی ادائیگی سے مشفوعہ کو بحق شفیع حاصل کر لے یا یہ کہ درختوں اور عمارت کو اس حصے سے علاحدہ کر کے اس کا تاوان مشتری کو ادا کر دے، اب اگر مشتری نے یہ خواہش کی کہ وہ اپنی تعمیر یا درختوں کو اکھاڑ لے گا تو خریدار کو اپنی مملوکہ کے متعلق یہ حق حاصل ہوگا بشرطے کہ اس عمل سے آراضی کو کسی قسم کا نقصان لاحق نہ ہوتا ہو۔

المفتی کے محشی شیخ سلیمان نے اپنے حاشیہ میں لکھا ہے کہ شفیع مشتری کو اس کی عمارت یا درختوں کی جو قیمت ادا کرے گا اس کی وہ صورت اختیار کی جائے گی جس کو صاحب المعنی نے بیان فرمایا ہے یہ کہ اولاً آراضی کی قیمت مع تعمیر اور درختوں کے کی جائے۔ پھر ان کے بغیر محض آراضی کی اور پھر دونوں قیمتوں کے مابین جو فرق (زیادتی کا محسوس ہو) وہی قیمت عمارت یا درختوں کی منظور ہوگی، جو شفیع کل مشفوعہ مع اضافے کے

لینے کی صورت میں ادا کرے گا یا خریدار کے اکھاڑ لینے کی صورت میں ادا کرے گا۔ نیز محشی نے یہ بھی لکھا ہے کہ مشتری کو ہر حالت میں، خواہ وہ درخت اور تعمیر کا ملبہ خود لینا چاہے یا شفیع اکھاڑے، اس کی مملوکہ کو حاصل کر لینے کا حق حاصل ہوگا۔<sup>(۱۱۱)</sup>

## ظاہری مسلک :

ظاہری فقہاء کے نزدیک شفیع کو مشتری کے ہر قسم کے تصرفات باطل کر دینے کا حق حاصل ہوتا ہے گویا مشتری کا ہر قسم کا اضافہ اکھاڑ دیا جائے گا۔ اس کے ماسوا ان کے نزدیک کوئی دوسری صورت زیر تجویز نہیں رکھی گئی ہے ان کے نزدیک مشتری کا عمل ظلم و غصب کے درجے میں ہے البتہ اگر شفیع نے اپنا حق شفعہ ترک کرنے پر آمادگی ظاہر کی تو اب مشتری کے تمام تصرفات نافذ ہوں گے، اور جو آمدنی حاصل ہوئی ہوگی وہ مشتری کی ملکیت ہی ہوگی لیکن اول صورت میں یہ شفیع کا حق ہوگا جس کو مشتری اس کے حوالے کرے گا۔ یہ حکم اس صورت میں ہوگا جب کہ مشتری یا بائع شفیع کو اطلاع دے سکتے تھے لیکن اس کے باوجود نہ دی ہو، لیکن اگر کسی عذر کی بنا پر اطلاع دینا ممکن نہ تھا تو اب شریک شفیع کو ہر وقت شفعہ کا حق حاصل ہوگا اور مشتری کو مشفوعہ کی آمدنی شفیع کے حوالے کرنا ہوگی البتہ اگر تعمیر کی صورت میں اضافہ ہے تو اس کو زائل کر دیا جائے گا۔<sup>(۱۱۱)</sup>

## شیعی مسلک :

شیعی فقہاء کے نزدیک اگر مشفوعہ میں مشتری کے پاس کسی قسم کا عیب پیدا ہو جائے یا خریداری کے بعد منہدم ہو جائے خواہ یہ مشتری کے عمل

(۱۱۱) ابن قدامہ مقدسی (حنبلئ)، المغن، محولہ بالا، ج ۲، ص ۴۰-۱۶۸

(۱۱۲) ابن حزم، المحلی، محولہ بالا، ج ۶، ص ۱۱۲

سے ہوا ہو یا کسی دوسرے شخص کے عمل سے، تو شفعہ کو اختیار ہوگا کہ وہ یا تو زرمن ادا کرکے مشفوعہ کو حاصل کر لے یا یہ کہ اپنا حق شفعہ ترک کر دے اور عمارت کی صورت میں تمام عمارتی ملبہ شفعہ کا حق ہوگا خواہ وہ مشفوعہ آراضی میں موجود ہو یا نہ ہو، کیوں کہ وہ مشفوعہ کے زرمن میں داخل ہوگا۔ یہ حکم اس صورت میں ہے جب کہ شفعہ نے مشتری کی خریداری سے قبل شفعہ کا مطالبہ نہ کر دیا ہو۔ لیکن اگر شفعہ کے مطالبے کے بعد مشتری کے عمل سے عیب پیدا ہوا تو ایسی حالت میں مشتری اس کا ضامن ہوگا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ ضامن نہ ہوگا۔ لیکن اول قول قوی ہے۔

اگر خریدار نے مشفوعہ میں عمارت تعمیر کر لی یا درخت لگا دیے، اس کے بعد شفعہ نے شفعہ کا مطالبہ کیا، اگر مشتری اپنے اضافے کے زائل کر دینے پر راضی ہے تو اس کو حق حاصل ہوگا اور زائل کرنے کے بعد آراضی کی اصلاح اس پر واجب نہ ہوگی، اور شفعہ اب یا تو کل زرمن ادا کرکے مشفوعہ کو حاصل کرے یا یہ کہ شفعہ ترک کر دے۔ اگر شفعہ کے لینے سے قبل مشفوعہ میں کسی قسم کا قدرتی اضافہ ہو جائے، مثلاً خریداری کے وقت آراضی میں بودے تھے اور انہوں نے درخت کی شکل اختیار کر لی تو چون کہ یہ اضافہ آراضی کے توابع میں سے ہے اس لئے یہ شفعہ کا حق ہوگا، لیکن وہ اضافہ جو اصل مشفوعہ سے جدا ہو سکتا ہے جیسا کہ درختوں کے پھل (جو بعد خریداری نمودار ہونے ہوں) یا مشفوعہ کی منفعت جیسا کہ مکان میں سکونت یہ سب مشتری کا حق ہوگا۔

اور جس وقت درختوں میں پھل نمودار ہو گیا ہو اس کے بعد شفعہ نے مشفوعہ کو حاصل کیا تو شیخ کے نزدیک یہ شفعہ کا حق ہوگا، کیوں کہ یہ شفعہ کے معاملے میں داخل ہوگا، لیکن قوی خیال یہ ہے کہ اس میں بیع کا حکم جاری ہوگا۔ (۱۲۱)

## محاکمہ :

مختلف مذاہب کی کتب فقہ کے مطالعہ سے مشغوعہ میں اضافہ سے جو امور سامنے آتے ہیں وہ تعمیر، کاشت اور درختوں کے بھل سے متعلق ہیں۔

درختوں اور اضافہ تعمیر کے مسئلے میں چند صورتیں ہیں : ایک یہ کہ شفیع آراضی کو عمارت یا درختوں کی قیمت دے کر حاصل کرے، دوسری یہ کہ مشتری کو اس نقصان کا معاوضہ دے کر عمارت اور درخت اکھاڑنے پر مجبور کرے، تیسری یہ کہ مشتری کا ہر تصرف باطل قرار پائے، اور چوتھی یہ کہ شفیع کل مشغوعہ سے دست بردار ہو جائے۔

جو فقہاء قیمت یا ہم ادائیگی تاوان اضافہ تعمیر و درختان حاصل کرنے کے قائل ہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ مشتری عمارت کی تعمیر میں اس لئے حق بجانب تھا کہ آراضی اس کی ملک تھی لہذا اضافہ کو اکھاڑ لینے یا منہدم کرنے پر مجبور نہیں کیا جانا چاہئے۔ اس کے برخلاف دوسرے نقطہ نظر کی حمایت میں یہ دلیل دی جا سکتی ہے کہ مشتری نے بلا اجازت ایسی آراضی میں تعمیر کی یا درخت لگائے جس میں دوسرے کا حق قوی تر ہے اس لئے اس کو اضافہ کے علاحدہ کرنے پر مجبور کیا جائے گا، اگر وہ اضافہ قابل علاحدگی ہو۔ مثال کے طور پر ایک مرتہن بلا اجازت راہن آراضی مرہونہ میں تعمیر کر لیتا ہے تو راہن مرتہن کو مجبور کر سکتا ہے کہ وہ اس اضافہ کو منہدم کر دے۔ چون کہ شفیع کا حق مشتری کے مقابلے میں قوی تر ہے جس کی وجہ سے مشتری کے انتقالات ہبہ یا بیع فسخ کر دئے جاتے ہیں۔ چنانچہ جس طرح ایک شخص دوسرے کے ہاتھ آراضی بیع کر دیتا ہے اس میں مشتری عمارت بنانا ہے یا درخت لگانا ہے اس کے بعد تیسرا شخص اپنے حق کی بنا پر دعویدار ہوتا ہے اور اس کی ملکیت نابت ہوجاتی ہے۔ ایس صورت میں مشتری کو اس تیسرے شخص سے قیمت تعمیر و درخت حاصل کرنے کا اختیار نہیں ہوتا۔ شفیع کی حیثیت بھی



اسی تیسرے دعوے دار شخص کے معائنہ کے اس کو ادائیگی معاوضہ پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔

راقم الحروف کے نزدیک اضافے کی دو حالتیں ہو سکتی ہیں ایک وہ اضافہ جو شفعم کے دعوے سے قبل کیا جائے اور دوسرے وہ اضافہ جو شفعم کے دعوے کے بعد کیا جائے، اور ان کا حکم بھی مختلف ہونا چاہئے۔

### عدالتی نظائر :

یہ مقدمہ طالب محمد بنام حکم خان (انڈین کیسیز، ج ۹۶، ص ۸۲۵) قرار دیا گیا کہ اضافہ شفعم کے موثر ہونے سے پہلے کیا گیا ہو تو مشتری معاوضہ یا سکتا ہے۔

جب شفعم کی نالش دائر ہونے کے بعد مشتری جائداد متنازعہ کو ایک تیسرے شخص کے حق میں منتقل کر دے لیکن یہ منتقلی منتقل الیہ کے اعلا حق شفعم کو تسلیم کر کے نہ کی گئی ہو تو اصول دوران مقدمہ (Doctrine of lispendens) متعلق ہوتا ہے اور موخر الذکر منتقل الیہ مدعی شفعم کے دعوے کے جواب میں اپنا اعلا حق شفعم پیش نہیں کر سکتا۔ (۱۹۴)

مشتری جائداد مشفوعہ کو چاہے کسی دوسرے شخص کے نام منتقل کر دے حق شفعم کے مطالبے پر جائداد کی نسبت درمیانی معاملات کا کوئی اثر نہیں پڑتا۔ نالش بہر صورت مشتری کے خلاف دائر کرنی چاہئے اور جب اس کے خلاف ڈگری حاصل کر لی جائے تو وہ ہر ایسے شخص کے خلاف موثر ہو سکتی ہے جو اس سے بذریعہ خرید، ہبہ، وراثت یا کسی اور طریقے سے حاصل کرے۔ یہ مقدمہ محمد عبدالرحمن خان بنام محمد ایوب خان (۱۹۵) اور یہ

(۹۳) منشی رام بنام بھاگر مل (الین کیسیز، ج ۷۴، ص ۲۰۴)

(۹۵) الین کیسیز، ج ۷۹، ص ۱۰۵۲

مقدمہ محبوب شاہ بنام داؤد (۱۹۱) قرار دیا گیا کہ جہاں مشتری قبل ارجاع نالشی شفعہ جائداد مشفوعہ کو دوسرے شخص کے حق میں بے مقابلہ شفعہ اس کے حق شفعہ کو مساوی یا مرجح تسلیم کر کے منتقل کر دے تو شفعہ کام یاب نہیں ہو سکتا۔ اس اصول کی بناء پر ہے کہ جو شخص نفاذ حق شفعہ کا حق رکھتا ہو وہ بیرون عدالت بھی اس کو نافذ کرا سکتا ہے اور اس طرح مدعی کو جو حق شفعہ رکھتا ہے اور جس کو اپنے حق کے نفاذ کے لئے عدالت میں آنا پڑا ہو شکست دے سکتا ہے۔ اصولاً اس میں کوئی فرق نہیں ہے کہ بیرون عدالت ایسا حق خواہ بذریعہ بیع نافذ کیا جائے یا بذریعہ تبادلہ۔

مندرجہ بالا فیصلہ شرعی نقطہ نظر سے بے چند وجوہ محل نظر ہے :

ایک یہ کہ جائداد کو مشتری نے جس شخص کے حق میں منتقل کیا ہے اس کو اگر شفعہ کے مساوی حق شفعہ حاصل ہو تو شفعہ اس جائداد میں نصف کا مستحق ہو جاتا ہے اس کا دعوا قابل اخراج نہیں ہوتا۔ دوسرا امر یہ ہے کہ اگر اس شخص کو شفعہ کے مقابلے میں مرجح حق حاصل ہے تو یہ دیکھنا ہوگا کہ اس نے اپنے حق شفعہ کو اپنے کسی فعل یا ترک فعل سے ساقط تو نہیں کر دیا ہے۔ اگر اس کا حق زائل ہو گیا ہے تو شفعہ کا دعوا کلیتہً قابل ڈگری ہو جاتا ہے۔ کسی شفعہ کا عقار مشفوعہ کو مشتری سے خرید کرنا طلب شفعہ سے اعراض ظاہر کرتا ہے جس کی وجہ سے اس کا بحیثیت شفعہ کا حق زائل ہو جاتا ہے چنانچہ کم تر درجے کا شفعہ مشفوعہ کو اپنے حق کی بنا پر حاصل کر سکتا ہے۔

## آراضی مبیعہ کی مٹی فروخت کرنا :

ایک شخص نے ایک آراضی سو روپے میں خریدی اور اس کی

مٹی کھود کر سو روپے میں فروخت بھی کر دی۔ اس کے بعد شفعہ رجوع ہو کر حق شفعہ طلب کرتا ہے ایسی صورت میں سو روپے کی تقسیم کی جائے گی

زمین کی اس قیمت پر جو مٹی نکالنے سے قبل بے وقت بیع تھی اور اس مٹی کی قیمت پر جو فروخت کر دی گئی چون کہ دونوں قیمتیں برابر ہیں اس لئے شفعم ۵۰ روپے پر آراضی لے گا۔

اگر مشتری بعد کو زمین میں مٹی بھر دے تو شفعم اس کو قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا بلکہ وہ آراضی ۵۰ روپے ہی میں لے گا اور مشتری سے کہا جائے گا کہ وہ مٹی نکال لے جو اس نے بھر دی ہے کیوں کہ وہ مشتری کی ملکیت ہے۔ (۱۷۷)

قابل شفعم جائداد کا کچھ حصہ علاوہ شفعم کے کسی شخص کے حق شفعم یا اس کے مقدمہ جاری رکھنے کے حق پر کوئی اثر نہیں پڑتا بلکہ وہ مناسب قیمت کی کمی کے ساتھ اس جائداد کو اپنے حق شفعم میں حاصل کر سکتا ہے کیوں کہ اس جائداد میں کمی مشتری کے قبضے میں ہونے کی حالت میں واقع ہونی (۱۷۸)

### تجزیم :

پہلا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا خریدار دعوے شفعم کے لئے ایک سال کی مدت کے دوران جائداد خرید کردہ میں کسی اضافے کا مستحق ہے یا نہیں؟ اس سلسلے میں اگرچہ کوئی لگا بندھا قاعدہ نہیں ہے لیکن یہ بات بالکل واضح ہے کہ ایک خریدار سے بالعموم یہ توقع نہیں کی جا سکتی کہ وہ اس جائداد کے استعمال کو بارہ ماہ تک تعطل میں ڈالے رکھے گا۔ اگرچہ پاکستان میں رائج الوقت قانون میعاد سماعت ۱۹۰۸ء شفعم کو یہ حق دیتا ہے کہ وہ اپنا مقدمہ ایک سال کے دوران عدالت میں پیش کر سکتا ہے لیکن اس کا یہ مطلب

(۱۷۷) علاء الدین حصکی . الدرالمختار بر حاشیہ ردالمحتار . محولہ بالا .

فناوی عالمگیری . محولہ بالا .

(۱۷۸) بی ایل ڈی ، ۱۹۷۵ ، لاہور ، ص ۱۳۹

نہیں لیا جا سکتا کہ مشتری اس عرصے میں ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھا رہے اور شفیع مشتری کی بے چارگی کو حقارت آمیز طریقے پر دیکھتا رہے اور سال کے آخری دن عدالت میں مقدمہ دائر کرے۔ ہاں اگر جائداد سال بھر تک بلا کسی اضافے کے رہے تو شفیع اس کو اصل قیمت ادا شدہ (یا قیمت بازار) کی بنیاد پر لے سکتا ہے لیکن اگر خریدار نے اس عرصے میں تعمیری اضافے کر لئے تو شفیع کو یہ کہنے کا حق نہیں کہ وہ ان اضافوں کی قیمت ادا نہ کرے گا کیوں کہ عدالت میں مقدمہ دائر کرنے کے لئے ایک سال کی مدت مقرر نہیں۔ اسی طرح مشتری کو بھی اس امر کا اختیار نہیں دیا جا سکتا کہ وہ مقدمہ شفیع کے پیش نظر اس جائداد میں اضافہ کرے اور شفیع کو اس کے اخراجات کا زیر بار ہونا پڑے، درآن حالیکہ وہ اضافے اس کے نقطہ نظر سے غیر ضروری ہوں۔ میری رائے میں ایک مشتری پر اس قسم کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے کہ وہ خریداری کے بعد ایک سال تک اپنے ہاتھ باندھے بیٹھا رہے اور اس جائداد میں کسی قسم کا کوئی اضافہ نہ کرے بلکہ وہ جائداد کے قطعی مالک کی حیثیت سے اس امر کا مجاز ہے کہ وہ اس جائداد میں اضافہ کر لے لیکن اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اس خریدار کو شفیع کی جانب سے مقدمہ شفیع کے ارجاع کا نوٹس مل چکا تھا یا اس کو علم تھا تو وہ اس اضافے کے اخراجات شفیع سے وصول نہیں کر سکتا۔ مکانات کی تعمیر خفیہ نہیں ہوا کرتی جو ہی مشتری مکان میں اضافہ شروع کرے، شفیع کو اس کا علم ہو سکتا ہے وہ بے فور علم عدالت میں دعوا دائر کر سکتا ہے اور کم از کم مقدمے کا سمن مشتری پر تعمیل کرا سکتا ہے۔ عدالت مشتری کو حکم امتناعی کے ذریعہ تعمیری اضافے سے روک سکتی ہے یا معائنہ موقع کے ذریعہ حقیقی صورت حال کی رپورٹ طلب کر سکتی ہے۔

دفعہ ۵۱ قانون انتقال جائداد ۱۹۸۶ء کا اطلاق ان اضافوں پر نہیں کیا جا سکتا کیوں کہ شفیع کے مقدمات میں مشتری اپنی خرید کردہ جائداد کا قطعی مالک ہوتا ہے اس کی مالکانہ حیثیت ان اشخاص کے مقابلے میں جو زیر دفعہ

۵۱ قانون انتقال جائداد بیان کرتے ہیں بدرجہا بہتر اور افضل ہے۔ دفعہ ۵۱ کے تحت یہ امر لازمی نہیں کہ انتقال الیمہ کامل حقیقت رکھتا ہو جس کو قانون نے تسلیم کیا ہو۔ یہ دفعہ ان اشخاص کو جو ناقص حقیقت رکھتے ہیں تحفظ فراہم کرتی ہے اور اگر ایسے ناقص حقیقت رکھنے والے تعمیری اضافوں کی لاگت کا خرچہ حقیقی اور کامل حقیقت رکھنے والے شخص سے وصول کرنے کے مجاز ہیں تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ ایک مشتری جو جائداد کی کامل حقیقت رکھتا ہے شفیع سے اس جائداد میں کٹے ہوئے اضافوں کی لاگت وصول نہ کر سکے۔ دفعہ ۵۲ کے تحت ان اشخاص کو یہ ثابت کرنا ہوتا ہے کہ وہ نیک نیتی کے ساتھ اس جائداد کی ملکیت کو اپنا حق تصور کرتے تھے اور انہوں نے اضافے نیک نیتی کے ساتھ کٹے ہیں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ایک مشتری جو باضابطہ رجسٹری شدہ دستاویز کے ذریعہ ایک جائداد کا مالک بنا ہے اس کو نیک نیتی ثابت کرنے کی ضرورت نہیں۔ نیک نیتی کا سوال اس کے لئے غیر متعلق ہے کیوں کہ وہ کامل حقیقت رکھتا ہے البتہ شفیع اس امر کے ثابت کرنے کا پورا اختیار رکھتا ہے کہ مشتری نے وہ اضافے مقدمہ شفعہ کے دائرہ کرنے کے بعد یا مقدمہ دائر کرنے کی نیت کے علم کے بعد کٹے ہیں۔ اس کے ثابت ہو جانے کے بعد مشتری اضافہ کے معاوضہ کا مستحق نہ ہوگا۔ (۱۹۱)

### ثمرۂ درخت :

اگر مشتری نے آراضی معہ درخت و ثمرہ موجودہ خریدی ہو تو شفیع بھی بریباہ استحسان ثمرہ کا مستحق ہوگا۔ اگر مشتری نے ثمرہ اتار لیا ہو یا آفت آسمانی سے ثمرہ تلف ہو گیا تو اسی حد تک زرئمن ساقط ہو جائے گا۔ ثمرہ سے تعلق درخت آراضی کا تابع ہو جاتا ہے جیسے کوئی دروازہ وغیرہ۔ مشتری نے آراضی معہ درخت خرید کی اور درخت میں ثمرہ نکل آیا

(۱۹۱) محمود الحسن بنام محمد شریف (بی ایل لی . ۱۹۶۰ء . آزاد جموں و کشمیر . ص ۱۹۶)

اس صورت میں شفیع ثمرہ کا مستحق ہے کیوں کہ ثمرہ سے تعلق درخت آراضی کے تابع ہے۔ اگر مشتری نے یہ اتار لیا ہو تو شفیع اتارا ہوا ثمرہ نہیں پا سکے گا، کیوں کہ اب وہ آراضی کے تابع نہیں رہا۔ اس وجہ سے زرمن میں کمی ہوگی۔

پہلی صورت میں زرمن کی کمی کی وجہ سے کہ آراضی کی بیع میں واقعی طور پر صراحتاً ثمرہ شامل کیا گیا ہے تو قدرتاً قیاس سے کیا جائے گا کہ زرمن میں ثمرہ کا بدل بھی شریک ہے دوسری صورت میں سے وقت بیع ثمرہ موجود نہ تھا اس لئے وہ بیع میں شامل نہیں کیا جاسکتا اور نہ زرمن کا کوئی جزو اس کا بدل تصور کیا جاسکتا ہے۔ (۱۰۰)

صورت اول میں اگر ثمرہ بائع یا مشتری کے فعل سے تلف نہ ہوا ہو بلکہ آفت آسمانی کی وجہ سے جل گیا ہو یا تلف ہو گیا ہو تو زرمن سے کچھ کم نہ کیا جائے گا، شفیع کو اختیار ہے کہ مشفوعہ کامل زرمن ادا کر کے بحق شفعہ لے لے یا دست بردار ہو جائے۔ (۱۰۱)

## جائداد مشفوعہ کا منافع :

سے مقدمہ دیونندن پرشاد بنام رام دھری چودھری (۱۰۱) قرار دیا گیا ہے کہ مقدمہ شفعہ میں تاریخ مقرر پر زرمن کی ادائیگی پر مدعی جائداد پر قبضہ حاصل کرتا ہے اور اس وقت تک مشتری قابض رہتا ہے اور وہی اس کے منافع اور کرائے کا مستحق ہے۔ صرف شرائط ڈگری کی تکمیل اور اس کے اجراء پر وہ اشخاص جنہیں حق شفعہ حاصل ہے جائداد کے مالک ہوتے ہیں اور ایسی ملکیت باوجود کام باہمی مقدمہ تاریخ بیع سے انہیں حاصل نہیں ہوتی ہے جائداد

(۱۰۰) علامہ الدین حصکفی، الدرالمختار بر حاشیہ رد المحتار، محلولہ بالا،

(۱۰۱) فتاویٰ عالمگیری، محلولہ بالا،

(۱۰۲) انڈین کیسز، ج ۳۹، ص ۶۵۸

انٹرن ایبلز، ج ۲۳، ص ۸۰

مشفوعہ کی ملکیت کی حقیقی تبدیلی اس تاریخ سے عمل میں آتی ہے جب کہ تعمیل ڈگری میں قبضہ حاصل کیا جائے۔

چنانچہ متعدد مقدمات میں قرار دیا گیا ہے کہ شفیع کی ملکیت اسی وقت سے شروع ہوتی ہے جب کہ وہ شرائط ڈگری کی تکمیل کرتا ہے نہ کہ اس وقت سے جب کہ مشتری کے حق میں جائداد کی بیع عمل میں آئی (۱۰۴)۔ قبل ادخال زرمن شفیع منافع جائداد (Usufructs) کا مستحق نہیں

(۱۰۴) ہے

## قیمت خرید جمع کرانے کے بعد شفیع منافع جات کا مستحق ہوگا :

بہ فور ادخال زرمن شفیع جائداد مشفوعہ کے قبضے کا مستحق ہو جاتا ہے اگر مشتری اس کے بعد بھی قبض رہے تو اس کا قبضہ ناجائز متصور ہونا چاہئے اور شفیع اس سے زرواصلات (Mesne profits) وصول کر سکتا ہے (۱۰۵)۔ یہی نقطہ نظر راقم الحروف کے نزدیک بھی صحیح تر معلوم ہوتا ہے۔

(۱) شفیع کو وہی ثمن ادا کرنا ہوگا جو مشتری نے اپنے بانع کو ادا کیا ہوگا لیکن شفیع پر یہ لازم ہوگا کہ شفیع کا دعوا بفرض سماعت منظور کئے جانے کے تیس یوم کے اندر

ثمن کی ادائیگی کا حکم

- ۳۳۰

(۱۰۳) بلرام بنام ہری چند (الٹین کیسز، ج ۵۹، ص ۴۴۳)

اے آئی آر، ۱۹۲۱، لاہور، ص ۲۰

مکرم خان بنام عظیم خان (الٹین کیسز، ج ۳، ص ۳۱۸)

اے آئی آر، ۱۹۲۲، لاہور، ص ۳۵۱

(۱۰۴) بیا سنگھ بنام ہلدین سنگھ (الٹین کیسز، ج ۱۱، ص ۳۰۰)

(۱۰۵) جنگ بہار بنام بلدیو سنگھ (الٹین کیسز، ج ۶۳، ص ۲۳۸)

اے آئی آر، ۱۹۳۶، الہ آباد، ص ۵۴۹

مشفوعہ کا زرِ ثمن عدالت میں جمع کرا دے بصورتِ عدہ  
ادخالِ ثمن اس کا دعویٰ شفیعہ قابلِ سماعت نہ رہے گا۔  
۲) اگر یہ ادعا کیا جائے کہ قیمت مندرجہ بیعنامہ  
فرضی ہے یا بڑھا چڑھا کر لکھائی گئی ہے تو ایسی صورت  
میں عدالت مناسب رقم جمع کرانے کا حکم دینے کی مجاز  
ہوگی۔

## تشریح

### حنفی مسلک :

ردالمحتار میں لکھا ہے کہ شفیع کو وہی بدل ادا کرنا ہوگا جو مشتری  
نے بائع کو ادا کیا ہوگا، اور وہ تمام اخراجات اسمیں شامل ہونگے جو خریداری  
کے سلسلے میں مشتری نے کئے ہونگے۔ مشفوعہ کا ثمن حقیقی بدل ہوگا اور  
اخراجات خریداری حکمی بدل شمار ہوں گے۔ (۱۰۶) البتہ اگر جائداد کے بدلے  
جائداد کی خریداری عمل میں آئی ہو تو اب شفیع عوضی جائداد کی قیمت ادا  
کرے گا۔ اگر بیع کے عقد میں خریدار کے لئے ثمن کی ادائیگی کا کوئی وقت مقرر  
تھا تو شفیع کے حق میں یہ مدت مقرر ہونا متصور نہ ہوگا، بلکہ اس کو  
مشفوعہ کے حصول کے وقت ثمن نقد فوری ادا کرنا ہوگا، کیوں کہ مذکورہ میعاد  
بائع اور مشتری کے مابین ان کی ذاتی شرط کی بنیاد پر مقرر ہوئی تھی جس کا  
شفیع سے کوئی تعلق نہ تھا اور نہ بائع اور شفیع کے درمیان ایسا کوئی معاہدہ  
تھا۔

اور جس صورت میں کہ شفیع نے نقد ادائیگی کے ذریعہ مشفوعہ کو  
حاصل کرنا چاہا ہو تو مشتری کو اپنے بائع پر فوری ادا کرنا واجب نہ ہوگا،



بلکہ وہ اپنی مقررہ میعاد پر ہی ثمن بائع کو ادا کرے گا۔ لیکن اگر شفیع نے ثمن موصول ہونے کی صورت میں اپنے مطالبہ موائبت و اشہاد کو بھی موخر کر دیا تو اس کا حق شفعہ باطل ہو جائے گا۔ شفیع کے لئے لازم ہوگا کہ طلب موائبت و طلب اشہاد میں تاخیر نہ کرے، البتہ طلب خصومت یعنی دعوا دائر کرنے میں تاخیر اس کے حق شفعہ پر اثر انداز نہ ہوگی (۱۰۰) (امام ابوحنیفہ کے نزدیک طلب موائبت اور طلب اشہاد کے بعد طلب خصومت یا طلب تملیک کی تاخیر سے شفعہ باطل نہیں ہوتا، خواہ کتنی ہی مدت کیوں نہ گذر جائے اس کے برخلاف امام محمد کے نزدیک ایک ماہ تک تاخیر جائز ہوگی بعد ازاں حق شفعہ باطل ہو جائے گا)

مجمع الانہر میں کہا گیا ہے کہ شفیع کے لئے یہ ضروری نہیں کہ طلب موائبت یا اشہاد کے وقت وہ زر ثمن حاضر کر دے یا جب وہ شفعہ کا دعوا دائر کرے تو زر ثمن حاضر عدالت کر دے۔ بلکہ اس پر یہ اس وقت لازم ہوگا جب کہ عدالت کی جانب سے اس کے حق میں شفعہ کا فیصلہ کر دیا جائے۔ اس دوران اس کا دعوا قابل سماعت رہے گا۔ یہ حکم ظاہر الروایت کی بناء پر ہے۔ ایک روایت امام ابوحنیفہ سے ہے واسطہ امام حسن ابن زیاد سے بھی ہے کہ قاضی اس وقت تک شفیع کے حق میں فیصلہ نہ دے جب تک وہ عدالت میں ثمن پیش نہ کر دے کیوں کہ بیش نہ کرنے کی صورت میں احتمال ہے کہ شفیع مفلس ہو اور ثمن کی ادائیگی نہ ہونے کی بناء پر مشنری کو ضرر پہنچے اور اس کا حق ضائع ہو جائے۔ (۱۰۸)

درالمنتفی میں اس موقع پر یہ بھی کہا گیا ہے کہ حاکم کے فیصلہ شفعہ کے بعد اگر شفیع ثمن حاضر نہ کر سکے تو حاکم اس کی

(۱۰۰) ابن عابدین، ردالمحتار، محولہ بالا، ج ۵، ص ۲ - ۲۰۱

الکاسانی، بدائع الصنائع، محولہ بالا، ج ۵، ص ۲۰ - ۲۱

(۱۰۸) داماد آفندی، مجمع الانہر، محولہ بالا، ج ۲، ص ۳۶

ابن عابدین، ردالمحتار، محولہ بالا، ج ۵، ص ۱۹۸

وصولی کے لئے شفیع کو قید کر سکتا ہے (۱۰۹)

## ثمن کی ادائیگی کا وقت :

الدرالمختار میں لکھا ہے کہ قبل قضا (قبل صدور ڈگری) شفیع بر ثمن حاضر کرنا واجب نہیں۔ (۱۱۰)

بقول امام محمد قاضی کو قبل احضار ثمن دعوا ڈگری نہ کرنا چاہئے۔ اگر شفیع استدعا کرے کہ اس شرط سے دعوا ڈگری کیا جائے کہ اندرون سے (۳) یوم شفیع ثمن نہ پیش کرے تو اس کا حق زائل ہو جائے گا تو قاضی ڈگری صادر کر سکتا ہے ایسی صورت میں اگر شفیع اندرون سے (۳) یوم ثمن نہ لائے تو اس کا حق باطل ہو جائے گا۔

کتب فقہ کی عبارتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر مدعی نے دعویٰ کے ساتھ ثمن داخل نہ کیا ہو تو حاکم عدالت دعوا ڈگری کر دے گا کیوں کہ قبل ڈگری ثمن داخل کرنا بھی لازمی نہیں ہے البتہ ڈگری ہو جانے کے بعد شفیع پر لازم ہے کہ ثمن داخل کر دے۔ ثمن کی ادائیگی تک مشتری کا جائداد مشفوعہ روک رکھنا درست ہے۔ (الف)

## تجویز :

راقم الحروف کے نزدیک عہد حاضر کے حالات کے پیش نظر امام ابوحنیفہ کی دوسری روایت پر عمل کرنا زائد قرین مصلحت ہوگا، کیوں کہ شفیع کے دعوے سے مشتری کو ضرر لاحق ہوتا ہے اس لئے طلب خصومت کے ساتھ ہی دعویٰ کی بفرض سماعت منظوری پر شفیع سے زر ثمن عدالت میں

(۱۰۹) الدرالمختار فی شرح الملتی بر حاشیہ مجمع الانہر . محولہ بالا . ج ۲ . ص ۲۶۶

(۱۱۰) علاء الدین حصکفی . الدرالمختار بر حاشیہ ردالمحتار . محولہ بالا

(الف) ایضاً .

جمع کرا لینا مناسب ہوگا۔

## مالکی مسلک :

مالکیہ کے نزدیک بھی شفعہ کو مشفوعہ کے ثمن میں وہی ثمن ادا کرنا ہوگا جو مشتری نے بائع کو ادا کیا ہوگا۔ اگر زرثمن بائع پر کسی مثل شئی کی خریداری کے سلسلے میں دین ہو جس کے عوض بائع نے اپنی جائداد کا حصہ فروخت کیا ہو تو شفعہ پر لازم ہوگا کہ اگر اس شئی کی مثل ممکن ہے تو مثل ادا کر دے یا بے صورت دیگر اس کی قیمت ادا کرے۔ اور اگر مشتری نے کسی مقررہ مدت کی ادائیگی پر خریدا ہو اور عوض میں رہن رکھا ہو یا کوئی ضامن دے دیا ہو تو شفعہ کے لئے بھی ثمن کی ادائیگی میں یہی طریقہ اختیار کرنا صحیح ہوگا کہ قیمت کی ادائیگی تک کے لئے کوئی شئی رہن رکھ دے یا ضامن دے دے۔ اور اگر مشتری نے اس سلسلے میں کوئی دستاویز تحریر کرائی ہو تو اس کی اجرت یا دلال کی اجرت شفعہ پر ادا کرنا لازم ہوگا۔

اگر مبیعہ مشفوعہ کے ثمن کی ادائیگی کی کوئی مدت معین کر دی گئی ہے تو شفعہ بھی اسی مدت میں ادائیگی کرے گا بشرطے کہ ادائیگی اس کے حق میں سہل ہو اور سہل نہ ہو تو کسی صاحب حیثیت کو ضامن کر دے گا۔ لیکن اگر ان دونوں صورتوں میں سے کوئی بھی نہ کر سکا تو فوری ادائیگی کرنا ہوگی ورنہ شفعہ ساقط ہو جائے گا (۱۱۱۱)

جواہر الاکلیل میں لکھا ہے کہ جب شفعہ نے شفعہ کے سلسلے میں یہ جملہ استعمال کیا ہو کہ میں نے بحق شفعہ مشفوعہ کو لے لیا تو اب اس پر لینا لازم ہوگا، اب اگر شفعہ نے مشفوعہ کا زرثمن حاضر نہ کیا تو شفعہ کے ذاتی اموال کو فروخت کر کے اس کی قیمت ادا کی جائے گی . . . اور اگر

(۱۱۱۱) جواہر الاکلیل، شرح مختصر خلیل، مصر: ۱۹۲۴ء، ج ۲، ص ۱۵۸

شفیع نے مسئلہ مذکور میں زمانہ استقبال کا جملہ ادا کیا یعنی اس طرح کہا کہ میں مشفوعہ کو لوں گا اور اس کے بعد نمن کی ادائیگی کی مہلت طلب کی تو تین یوم کی مہلت دی جا سکتی گی اگر تین یوم میں شفیع نے نمن ادا کر دیا مشفوعہ شفیع کی ملکیت ہو جائے گا اور اگر ادا نہ کیا تو حق شفیع ساقط ہو جائے گا اور میبہ مشتری کی ملکیت قرار پا جائے گا۔ (۱۱۱۱)

جواہر الاکلیل کی مذکورہ بالا عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ شفیع شفیع کے مطالبے میں اگر ماضی کا جملہ ادا کرے گا تو اس کے بعد مشفوعہ کا نمن فوراً ادا کرنا ہوگا بہ صورت دیگر شفیع باطل ہو جائے گا اور اگر استقبالی صیفہ ادا کیا تو تین یوم کی مہلت کا مستحق ہوگا تین یوم کے بعد عدم ادائیگی صورت میں مشفوعہ کا مستحق نہ رہے گا۔

مالکی فقہاء کے نزدیک شفیع کے مطالبہ شفیع سے قبل میبہ مشفوعہ کے ذریعہ جو آمدنی اور استفادہ مشتری نے مشفوعہ سے کیا ہوگا وہ مشتری کی ملکیت ہی ہوگا کیوں کہ میبہ اس کی ضمان میں داخل ہو چکا تھا جیسا کہ حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ الخراج بالضمن یعنی آمدنی ضمان پر مبنی ہے چنانچہ اگر مشتری نے مشفوعہ کو کرائے پر دے کر کئی ماہ تک اس کا کرایہ وصول کیا اس کے بعد کرائے کی مدت ہی میں شفیع نے بہ حق شفیع مکان حاصل کر لیا تو کرائے کے عقد کے فسخ ہونے میں فقہاء مالکیہ کا اختلاف ہے کیوں کہ متقدمین میں فقہاء سے اس مسئلے میں کوئی روایت منقول نہیں ہے اگر مشفوعہ میں بہ قبضہ مشتری کسی قسم کا عیب پیدا ہو گیا خواہ یہ مشتری کے ہی کسی عمل سے پیدا ہوا ہو، اس کے بعد شفیع نے مشفوعہ حاصل کیا تو مشتری اس عیب کے حق میں شفیع کے لئے ضامن نہ ہوگا اور شفیع اس عیب کے مقابلے میں زرئمن سے کوئی کمی نہ کر سکتے گا، بلکہ اس

کو مشفوعہ لینے یا نہ لینے کا اختیار دیا جائیگا۔ اگر مبیعہ مشفوعہ منہدم ہو گیا تھا اور مشتری نے اسکی تعمیر کرائی، اسکے بعد شفیع نے مشفوعہ حاصل کیا تو خریدار اپنی تعمیر کی قیمت کا مستحق ہوگا کیوں کہ شفیع کے حاصل کرنے کے وقت تعمیر موجود ہے اور اگر اول تعمیر کا ملبہ (میٹریل) موجود ہے اور مشتری نے دوبارہ تعمیر میں اسی کو صرف نہیں کیا ہے تو یہ شفیع کی ملکیت ہوگا اور اگر صرف کر دیا ہو تو خریداری کے وقت اس کی جو قیمت ہو وہ شفیع کو ادا کرنا ہوگی۔ اگر بائع خریدار کے حق میں کسی وجہ سے نمن میں کمی کر دے یا اس کا کچھ حصہ ہبہ کر دے تو یہ کمی شفیع کے حق میں بھی معتبر ہوگی بشرطے کہ یہ کمی اس درجہ میں ہو کہ لوگوں کی عادت میں اتنی کمی کرنا داخل ہو۔ (۱۱۴)

## شافعی مسلک :

شافعی مسلک بھی یہی ہے کہ شفیع کو مشفوعہ کے بدل میں وہی کچھ ادا کرنا ہوگا جو مشتری نے اپنے بائع کو ادا کیا ہوگا۔ اگر خریداری کے بعد مبیعہ کی قیمت میں اضافہ کر دیا گیا یا کچھ کمی کر دی گئی یا اس میں عیب پایا گیا، اس لئے کچھ چھوٹ دے دی گئی، چنانچہ اگر عیب خریدار کے قبضے میں پیدا ہوا ہو تو امام مزنی کی روایت کے مطابق شفیع کو مکمل نمن ادا کرنا ہوگا، یہ امام مزنی کا جدید قول ہے قدیم قول یہ تھا کہ اس عیب کے مقابلے میں شفیع سے نمن میں کمی کی جائے گی۔ خلاصہ یہ کہ اس صورت میں شافعی فقہاء کا اختلاف ہے اول قول تو وہی ہے کہ شفیع کو کل نمن ادا کرنا ہوگا، دوسرا یہ کہ ہم قدر حصہ کمی کے ساتھ ادا کرے گا۔ بعض فقہاء شافعیہ نے کہا ہے کہ اگر محض کچھ ٹوٹ بھوٹ واقع ہونی ہو اور اجزاء مکمل موجود ہوں تو شفیع کو کل نمن ادا کرنا ہوگا اور اگر بعض اجزاء ضائع ہو

گئے مثلاً کچھ اینٹیں یا لکڑیاں وغیرہ ضائع ہو گئیں تو اب ان کے بے قدر ثمن میں کمی کر دی جائے گی کیوں کہ ثمن کل اجزاء کے مقابلے میں محسوب تھا اس لئے کل کے موجود ہونے پر ثمن واجب ہوگا اور بعض کے ضائع ہونے پر ان اجزاء کے بے قدر ضائع ہو جانا متصور ہوگا۔ بعض فقہاء نے فرمایا ہے کہ اگر آراضی صحن باقی ہے تو کل ثمن ادا کرنا ہوگا کیوں کہ اصل شئی مشفوعہ آراضی ہے البتہ اگر آراضی کا کچھ حصہ ضائع ہو گیا تو اب اس کے بے قدر ثمن میں کمی کر دی جائے گی۔ بعض حضرات نے کہا کہ اگر کسی سماوی آفت کی بناء پر ضائع ہوا ہو تو کل ثمن ادا کرنا ہوگا اور اگر کسی انسانی فعل کی بناء پر ہوا تو نقصان کے بے قدر کمی کی جائے گی۔ ان تمام اقوال میں اس قول کو صحیح کہا گیا ہے کہ نقصان کے بے قدر کمی کے بعد ثمن ادا کیا جائے گا۔ (۱۱۳۱)

ادائی قیمت کی مدت مقرر ہونے کے مسئلے میں فقہاء شافعیہ کے متعدد اقوال ہیں : اول یہ کہ شفیع بھی اسی مقرر مدت کے پورا ہونے پر ادا کرے گا، کیوں کہ شفیع اس معاملے میں مشتری کا تابع ہے دوسرا قول یہ ہے کہ شفیع کو اختیار ہوگا خواہ نقد ثمن ادا کر کے مشفوعہ کو حاصل کرے یا مدت ادائیگی کا انتظار کرے، یہی قول صحیح ہے۔ (۱۱۵)

مشتری کے مشفوعہ میں کوئی تعمیر یا درخت لگانے کے مسئلے میں شافعیہ احناف سے ان مسائل میں متفق ہیں جن کی تفصیل احناف کے مسلک میں بیان کی گئی ہے سوائے اس مسئلے کے کہ جب بیعہ کی ذات میں اضافہ کیا گیا ہو تو جو اضافہ اصل کے تابع ہو اس کا شفیع مستحق ہوگا اور جو اصل کے تابع و متصل نہ ہوگا اس کا شفیع مستحق نہ ہوگا، جیسا کہ وہ بھل جو درخت میں پیدا ہو چکا ہو اس کا شفیع مستحق نہ ہوگا، لیکن اگر پورے معنی

(۱۱۳) ابی اسحاق . السہب . معرہ بالا . ج ۱ . ص ۲۸۵

(۱۱۵) ایضاً . ج ۱ . ص ۲۸۶

میں ظاہر نہ ہوا ہو تو اب شفیع اس کا حق دار ہوگا۔ (۱۱۶)

شافعیہ کے نزدیک بھی مثل احناف کے طلب شفعہ کے وقت ثمن کا حاضر کرنا ضروری نہیں بلکہ جس وقت حاکم ثمن کی ادائیگی کا حکم دے تو اس وقت ان پر ادائیگی واجب ہوگی اگر شفیع زر ثمن کی ادائیگی کی مہلت طلب کرے تو تین یوم کی مہلت دی جا سکتی ہے۔ (۱۱۷)

### حنبلہ مسلک :

حنبلہ فقہاء مشفقہ کے بدل کی ادائیگی بذمہ شفیع کے مسئلے میں مذکورہ بالا تینوں مذاہب فقہ سے متفق ہیں کہ جو بدل مشتری نے ادا کیا ہوگا وہی شفیع بھی ادا کرے گا۔ اگر شفیع ثمن ادا کرنے سے عاجز ہو اور اس کی ادائیگی کے عوض رهن رکھنا چاہے یا ضامن دینا چاہے تو یہ مشتری کی مرضی پر منحصر ہوگا، مہلت کی طلب کی صورت میں تین یوم کی مہلت دی جا سکتی ہے۔ اگر ادائیگی ثمن کے بارے میں مشتری کے حق میں کوئی مدت ادائیگی مقرر ہوئی ہو تو وہی مدت شفیع کے حق میں متصور ہوگی اور وہ اس مدت کے پیدا ہو جانے پر ثمن ادا کرے گا۔ اگر بیع قطعی ہونے کے بعد بائع کی جانب سے مشتری کے حق میں ثمن سے کچھ کمی کر دی گئی یا اضافہ کر دیا گیا تو شفیع کے حق میں یہ دونوں امر قابل اعتبار نہ ہوں گے۔ اس کو اول طے شدہ ثمن ادا کرنا ہوگا۔ البتہ اگر بیع کے معاملے میں شرط خیابار ہو تو ایسی صورت میں کمی یا اضافہ اصل عقد بیع کے ساتھ لاحق ہوگا کیوں کہ خیابار ساقط ہونے کے بعد بیع قطعی ہوگی درمیانی وقت بیع کے قطعی ہونے کا نہ ہوگا۔ (۱۱۸)

### ظاہری مسلک :

(۱۱۶) ایضاً ج ۱ ص ۳۸۱

(۱۱۷) ابن رطلی، نہایۃ المحتاج، محلولہ بالا، ج ۵ ص ۲۰۰

(۱۱۸) ابن قدامہ مقدسی، المغنی، محلولہ بالا، ج ۲ صص ۴۱-۲۰

ظاہری فقہاء بھی ائمہ اربعہ سے اس امر میں متفق ہیں کہ شفیع وہی بدل ادا کرے گا جو مشتری نے ادا کیا ہو۔ اگر بدل مثلی ہے تو مثل اور قیمتی ہے تو قیمت لیکن ان حضرات کے نزدیک آراضی بھی مثلی اشیاء میں شامل ہے۔ چنانچہ المحلی میں کہا گیا ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنی جائداد کا کچھ حصہ سامان یا آراضی کے بدل فروخت کیا تو شفیع کو اسی سامان یا آراضی کا مثل ادا کرنا ہوگا، اس کے خلاف جائز نہ ہوگا۔ البتہ اگر شفیع کو ان کے مثل پر قدرت حاصل نہ ہو تو اب مشتری بائع کو (جیسی بھی صورت ہو) اختیار ہوگا کہ وہ شفیع سے اس سامان یا آراضی کی قیمت لے لے۔ احناف کے برخلاف ائمہ ظاہریہ کے نزدیک اگر ادائے ثمن کی کوئی مدت مقرر ہے تو یہی مدت شفیع کے حق میں بھی مقرر متصور سکتی اگر شفیع ادائیگی ثمن سے عاجز ہوا اور ادائیگی کی (مزید) مہلت طلب کی تو مہلت دینا واجب نہ ہوگا، بلکہ اس کا مشفوعہ فروخت کر کے قیمت ادا کر دی جاسکتی اگر مشفوعہ کی قیمت ادائیگی ثمن کے لئے کافی ثابت ہوئی تو قبضہ اور اگر کم ہوئی تو باقی کی ادائیگی کے لئے اس کے صاحب قدرت ہونے کا انتظار کیا جائے گا، اور اگر مشفوعہ کی قیمت بعد فروخت زائد حاصل ہوئی تو یہ شفیع کو دے دی جاسکتی (۱۱۹)۔

### شیعی مسلک :

شیعہ امامیہ اس مسئلے میں ظاہری علماء سے متفق نظر آتے ہیں۔ (۱۲۰)۔

### مسائل متفرقہ :

اصول یہ ہے کہ شفیع کی داخل کردہ رقم اس کے خلاف کسی دوسری ڈگری کی تعمیل میں فرق نہیں ہو سکتی کیوں کہ جب شفیع مدعی رقم عدالت

(۱۱۹) ابن حزم . المحلی . معولہ بالا . ج ۶ . ص ۲۰

(۱۲۰) العلی . نرائع الاسلام . معولہ بالا . ج ۲ . ص ۱۶۲



میں داخل کر دے تو رقم شفیع کی ملک نہیں رہتی بلکہ مشتری کی ملک ہو جاتی ہے اور اس لئے کسی دوسری ڈگری میں جو شفیع کے معاملے میں تعمیل ہو، فرق نہیں کیا جا سکتی۔

اس اصول کی بنیاد یہ ہے کہ جہاں عدالت کے حکم پر ایک خاص غرض کے لئے کوئی فریق رقم داخل کر دے تو ایسی رقم اس خاص غرض کے لئے مختص متصور ہونی چاہئے اور عدالت اس غرض کی تکمیل کے لئے امین قرار پانے لگی اور امین مجبور ہے کہ امانت کو اسی مصرف میں استعمال کرے، جو متعین کیا گیا ہو۔

## رائج الوقت قانون :

رائج الوقت قانون شفیع ایکٹ مجریہ ۱۹۱۳ء کی دفعہ ۱۱ کے تحت کوئی رقم جو شفیع نے ایکٹ مذکور یا ضابطہ دیوانی مجریہ، ۱۹۰۸ء (حکم ۲۰ قاعدہ ۱۳) کے احکام کے تحت عدالت میں جمع کرائی ہو یا ادا کی ہو وہ جب تک عدالت کی محافظت میں رہے گی عدالت دیوانی، فوجداری یا مال کی یا کسی ریونیو افسر کی ڈگری یا حکم کی تعمیل میں مستوجب فرقی نہیں ہے۔

## عدالتی نظائر :

رائج الوقت ضابطہ دیوانی مجریہ ۱۹۰۸ء کے تحت یہ وقت صدور ڈگری زرنمن عدالت میں حاضر نہ ہوا ہو تو ڈگری میں اس تاریخ کی صراحت ہوگی جس تاریخ تک ثمن عدالت میں داخل ہونا چاہئے۔ نیز یہ کہ اگر اس تاریخ تک عدالت میں ثمن داخل نہ کیا جائے تو دعویٰ شفیع خارج ہو جائے گا۔ مقدمہ شفیع میں جو مدت عدالت نے شفیع کو ڈگری میں رقم داخل کرنے کی دی ہو اس میں عدالت کسی صورت میں توسیع نہیں کر سکتی۔ (۱۱۱۱)

(۱۱۱۱) ہوگی ملے گونال سکھ نام محبوب خان (دک، ج ۲۳، ص ۲۰۳)

نامہو خان نام گلاب خان (المیں کیس، ج ۶۳، ص ۲۳۲)

جب حق شفعہ کے دعوے میں ڈگری ہو جائے اور شفعہ کو ٹمن کے لئے ایک مدت دی جائے اور یہ بھی حکم ہو کہ مدت مقررہ کے اندر رقم داخل نہ ہونے کی صورت میں دعوا خارج متصور ہوگا تو صیغہ تعمیل (Executing branch) سے اس مدت مندرجہ ڈگری میں توسیع نہیں کی جا سکتی۔ (۱۱۳۱)

اس قاعدے کی بنیاد اس اصول پر قائم ہے کہ عدالت تعمیل کنندہ (Executing court) ڈگری میں تبدیلی یا ترمیم کی مجاز نہیں اور ڈگری کی مندرجہ مدت میں توسیع کرنے یا چند ایام کی تاخیر کو نظر انداز کرنے سے ڈگری کے احکام میں ترمیم لازم آتی ہے جس کا اختیار عدالت تعمیل کنندہ ڈگری کو حاصل نہیں ہے۔ اگر ڈگری شفعہ میں ادخال ٹمن کے لئے کوئی مدت مقرر نہ کی گئی ہو تو اجراء ڈگری کی میعاد کے اندر کسی وقت ڈگری دار درخواست پیش کر کے داد رسی حاصل کر سکتا ہے۔ عام طور پر اجراء ڈگری کی مدت ۳ سال حسب ضابطہ دیوانی ۱۹۰۸ء مقرر ہے۔

جس شفعہ کے حق میں شفعہ کی ڈگری مع خرچہ عطا کی گئی ہو وہ ٹمن میں سے ڈگری شفعہ خرچہ کی رقم وضع (Set off) کر کے بقیہ عدالت میں جمع کرانے کا مجاز قرار دیا گیا۔ (۱۱۳۲)

قیمت خرید ایک معین تاریخ تک ادا کرنے کا حکم تہلہ اس دن جج رخصت پر تھا دوسرے دن رقم عدالت میں جمع کرائی گئی۔ قرار دیا گیا کہ رقم اندرون مدت داخل کی گئی ہے اگرچہ عدالت کو حسب قاعدہ ۱۳ (الف) و (ب) آرڈر ۲۰ ضابطہ دیوانی تاریخ میں توسیع کا اختیار نہیں ہے۔ (۱۱۳۳)

(۱۱۳۲) صالح بن ناصر بنام سید کریم (دکن ج ۲۶ ص ۳۰۰)

ناما بنام ابا (دکن ج ۱۸ ص ۵۴۲)

(۱۱۳۳) محمد افضل بنام فضل الحق (بی ایل ڈی سپریم کورٹ ص ۱۶۲)

(۱۱۳۴) محمد زمان خان بنام سہندی خان (بی ایل ڈی ۱۹۶۳ء آزاد جموں و کشمیر ص ۱۵)

قیمت کا پانچواں حصہ جمع کرانے کے لئے ۱۶ / اکتوبر، ۱۹۵۲ء مقرر کی گئی اسی دن حکومت پنجاب نے تعطیل کر دی اور رقم جمع نہ ہوسکی قرار دیا گیا کہ رقم ۱۶ / اکتوبر کو جمع کرائی جا سکتی تھی اور عدالت کو عرضی دعویٰ رد کرنے کا اختیار نہ تھا (۱۱۵)

زیر دفعہ ۲۲ میعاد میں توسیع کرنا عدالت کی صواب دید پر منحصر ہے (۱۱۶)

قیام تنقیحات (Settlement of issues) سے قبل جج کو اختیار ہے کہ وہ شفیع کو نقد رقم یا ضمانت داخل کرنے کا حکم دے۔ چنانچہ ایک مقدمہ میں نقد رقم کے حکم کو ضمانت سے بدل دیا گیا قرار دیا گیا کہ قیام تنقیحات سے قبل جج کو اس کا اختیار حاصل تھا (۱۱۷)

بہ مقدمہ اختر اسلام بنام ذوالفقار علی (۱۱۸) قرار دیا گیا کہ جب عدالت نے زر ضمانت داخل کرنے کا حکم ایک بار دے دیا لیکن ضمانت نامہ بر ۲۵۰ فی اسٹام لگانے گئے اور عرصہ چار ماہ تک اس کمی کو پورا کرنے کی کوئی کوشش نہ کی گئی تو عدالت کا دوسرا حکم کہ زر نقد داخل کیا جانے غلط ہے کیوں کہ عدالت ضمانت داخل کرنے کا حکم دینے کے بعد نہ تو نقد داخل کرنے کا حکم دے سکتی ہے اور نہ اس ضمانت داخل کرنے کی مدت میں اضافہ کرنے کی مجاز ہو سکتی ہے لہذا شفیع کا عرضی دعوا خارج کیا جانا چاہئے تھا۔ سپریم کورٹ نے اس فیصلے کو منسوخ کر کے قرار دیا کہ عدالت کو زیر دفعہ ۲۲ قانون شفیع ۱۹۱۳ء دو امور کا اختیار ہے کہ وہ یا تو زر نقد یا ضمانت بہ قدر پانچواں حصہ مالیت جائداد مشفوعہ داخل کرنے کا شفیع کو

(۱۱۵) عمر حیات بنام عزیز اللہ خان (ہی ایل ڈی، ۱۹۵۶ء، ص ۱۹۷)

اے آئی آر، ۱۹۳۱ء، لاہور، ص ۲۵

(۱۱۶) غریب شاہ بنام عالم شاہ (ہی ایل ڈی، ۱۹۵۲ء، پشاور، ص ۲۶)

(۱۱۷) مراد علی خان بنام عبداللہ شاہ، (ہی ایل ڈی، پشاور، ص ۹۰)

(۱۱۸) ہی ایل ڈی، ۱۹۶۵ء، لاہور، ص ۳۹۳

حکم دے اور یہ حکم قیام تنقیحات (Settlement of issues) سے قبل دیا جانا ہے چنانچہ اگر پہلے عدالت نے ضمانت داخل کرنے کا حکم دیا ہو مگر بعد میں زر نقد داخل کرنے کا حکم دیا تو وہ حکم ناجائز نہ ہوگا، بشرطے کہ دوسرا حکم بھی قیام تنقیحات سے قبل دیا گیا ہو۔ (۱۲۱)

لاہور ہائی کورٹ نے یہ مقدمہ مراد احمد بنام بشیر احمد (۱۳۰) قرار دیا کہ عدالت ایبل کو زر ثمن کی ادائیگی میں توسیع کا اختیار حاصل ہے۔

## ضمانت کی نوعیت :

یہ مقدمہ شبیر حسین بنام محمد شفیق (۱۳۱) قرار دیا گیا کہ عدالت کو ضمانت کی نوعیت تعین کرنے کا اختیار حاصل ہے چنانچہ مالیت جائداد کے بانچواں حصے کی شخصی ضمانت کے بانڈ کو جائز قرار دیا گیا۔

## شفعہ ایکٹ کے احکام کی تعمیل :

یہ مقدمہ عبدالواحد بنام ابراہیم (۱۳۲) قرار دیا گیا کہ زر ثمن مقررہ مدت میں ادا کرنا لازم ہے۔ محض وکیل کی ناتجربہ کاری عدم ادائیگی کا معقول عذر نہیں بن سکتی لہذا عدم ادائیگی کے نتیجے میں زیر دفعہ ۲۲ (۳) شفعمہ ایکٹ عرضی دعویٰ خارج کیا جانا چاہئے۔

عدالت ایبل نے شفعمہ کے حق میں ڈگری صادر کرنے وقت مقررہ تاریخ تک زر ثمن داخل کرنے کا حکم دیا۔ شفعمہ نے تاریخ مقررہ پر رقم داخل کی مگر ۱۱۲۳ روپے غلطی سے کم داخل کیے۔ بعد کو وہ رقم بھی داخل کر دی گئی

(۱۲۹) ذوالفقار علی بنام اختر السلام، (بی ایبل ڈی، سیریم کورٹ، ۱۹۶۶ء، ص ۳۲۸)

(۱۳۰) بی ایبل ڈی، ۱۹۶۳ء، لاہور ص ۳۸۱

(۱۳۱) بی ایبل ڈی، ۱۹۶۹ء، لاہور، ص ۲۸۳

(۱۳۲) بی ایبل ڈی، ۱۹۶۶ء، ہندو جدید، ص ۸

اور عذر یہ کیا گیا کہ برہنائے نیک نیتی غلطی سے رقم کم داخل کی گئی تھی۔ عدالت ابتدائی نے مدت میں توسیع کرنے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ شفعہ نے عدالت ایبل میں درخواست پیش کی اور عدالت ایبل نے مدت میں توسیع منظور کر لی۔ مشتری نے ہائی کورٹ میں درخواست نگرانی داخل کی اور عدالت ایبل کے حکم توسیع کو چیلنج کیا۔ مگر ہائی کورٹ نے اپنے سابقہ فیصلے سے مقدمہ محمد خان بنام اللہ دوایا ۱۳۳۱ء درخواست نگرانی خارج کر دی اور قرار دیا کہ عدالت ایبل کو توسیع کا اختیار تھا مشتری نے عدالت ایبل کے اس فیصلے کے خلاف سپریم کورٹ میں پٹیشن داخل کر دی۔ سپریم کورٹ نے قرار دیا کہ عدالت ایبل نے ڈگری میں یہ وضاحت کر دی تھی کہ اگر زرمن تاریخ مقرر تک داخل نہ کیا گیا تو دعوا خارج قرار پائے گا لہذا عدالت ایبل درخواست زیر دفعہ ۱۳۸ ضابطہ توسیع مدت کی مجاز تھی بلکہ زیر حکم ۳۱ قاعدہ ۳۲ ڈگری میں بصیغہ ایبل عدالت مجاز ترمیم کر سکتی تھی ۱۳۳۱ء

یہ امر مسلمہ اصول کے خلاف ہے کہ مقدمہ شفعہ میں شفعہ میں شفعہ کی عدالت ابتدائی کی ڈگری کردہ رقم جمع کرانے کے لئے مجبور کیا جائے ورنہ بصورت عدم ادائیگی اس پر اس جرمانے کا بار ڈال دیا جائے کہ وہ اپنے حق شفعہ سے محروم ہو جائے گا، بالخصوص جب کہ اس نے زرمن کی صحت کو ایبل میں چیلنج کیا ہو۔ (۱۳۵)

## ادائیگی کی تاریخ کا تعین لازمی ہے :

نمن کے ایک کا بانجواں حصہ جمع کرنے کا حکم دینے وقت عدالت کو چاہئے کہ وہ اس کے لئے ایک تاریخ یا مدت مقرر کرے۔ چنانچہ

(۱۳۳) سی ایل ڈی . ۱۹۶۶ . لاہور . ص ۴۳

(۱۳۴) ساء ولی نام غلام دین (سی ایل ڈی . ۱۹۶۶ . سپریم کورٹ . ص ۱۹۸۳)

(۱۳۵) سمندر خان نام محمد سرف (سی ایل ڈی . ۱۹۶۶ . لاہور . ص ۳۱۴)

عدالت ماتحت نے بلا تعین تاریخ یا مدت ٹمن کے ایک کے بانجویں حصے کی ادائیگی کا حکم دیا۔ شفیع کے رقم داخل نہ کرنے پر اس کا عرضی دعوا خارج کر دیا۔ عدالت ایبل نے ایبل منظور کرتے ہوئے شفیع کو ادائیگی ٹمن کے لئے ایک تاریخ مقرر کر دی جس کو عدالت آزاد کشمیر نے درست قرار دیا۔

## عرضی دعوے کا رد کیا جانا قابل اپیل ہے :

زیر دفعہ ۲۲ (۳) عرضی دعوے کا رد (Reject) کیا جانا ڈگری کی مثل ہے جیسا کہ زیر دفعہ ۲ (۲) ضابطہ دیوانی بیان کیا گیا ہے لہذا یہ قابل اپیل ہے اور جہاں کہیں قانون میں ایبل کا حق دیا گیا ہو درخواست نگرانی کی سماعت نہیں کی جاسکتی۔ چنانچہ ایک مقدمہ جو عدم ادخال ٹمن زیر دفعہ ۲۲ (۳) خارج کیا گیا اس کے بارے میں بھی سمجھا جائے گا کہ عرضی دعوا رد کیا گیا ہے نہ کہ مقدمہ خارج کیا گیا۔ (۱۳۱)

## معناً توسیع :

عدالت کا محض ایک ضمانت نامہ، جو بعد تاریخ مقررہ داخل کیا گیا ہو، لینا، تصدیق کرنا اور شامل مسل کرنا، زر ضمانت کے وقت مقررہ میں داخل کرنے کے وقت میں معنوی طور پر توسیع نہیں کرتا۔ قانون شفیع کے احکام زیر دفعہ ۲۲ (۳) عدم ادخال زر ضمانت جبری اور لازمی ہیں اور عدالت ماتحت کا عرضی دعوے کو رد نہ کرنا غیر قانونی ہے۔ عرضی دعوا لازمی طور پر رد کیا جانا چاہئے اور عدالت عالیہ ایبل دوم کے دوران بھی عرضی دعوا رد کی جاسکتی ہے۔ (۱۳۲)

## حق شفیع ایک مصنوعی حق ہے :

(۱۳۱) محمد حیات بنام رحمن (پی ایل ڈی، ۱۹۵۱ء، بغداد الجدید، ص ۶۳)  
 (۱۳۲) محمد حیات بنام رحمن (پی ایل ڈی، ۱۹۵۱ء، بغداد الجدید، ص ۶۳)

ایک مقدمہ شفہ میں مدعی کو ایک کا بانجواں حصہ قیمت جائداد ایک مقررہ تاریخ تک جمع کرانے کا حکم دیا گیا۔ آخری دن جج کی غیر حاضری کے سبب مقدمہ ملتوی ہو گیا۔ ملتوی شدہ تاریخ پر مدعی غیر حاضر رہا، رقم بھی عدالت میں داخل نہیں کی گئی تھی، مقدمہ زیر آرڈر ۱۶ قاعدہ ۳ (ضابطہ دیوانی) خارج کر دیا گیا۔ اگرچہ اس کا حوالہ فیصلے میں موجود نہ تھا۔ عدالت ایبل نے اس فیصلے میں مداخلت کرنے سے انکار کرتے ہوئے کہا کہ حق شفہ ایک مصنوعی حق ہے اس لئے جب کہ عدالت ماتحت نے اپنے اختیارات کو صحیح طور پر استعمال کیا ہو تو عدالت ایبل کو اس میں مداخلت کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس کرنی چاہئے۔ (۱۳۸۱)

حق شفہ کے ایک مقدمے میں زیر دفعہ ۲۲ (۱) قانون شفہ ایکٹ مقدمہ کی کارروائی شروع ہونے سے پہلے ضروری رقم تین مدعیوں نے جمع کرا دی تھی۔

مقدمہ جب گواہوں کی شہادت تک پہنچا تو مدعی حضرات میں سے دو نے فریق مخالف کے ساتھ سمجھوتہ کر لیا۔ اور مقدمہ سے اپنے آپ کو علاحدہ کر لیا اور اپنے حصے کی جمع شدہ رقم بھی واپس لے لی۔

اب عدالت نے تیسرے مدعی کو حکم دیا کہ ایک خاص تاریخ تک رقم جمع کرا دی جائے۔ مگر وہ اس میں ناکام رہا۔ عدالت ایبل نے رار دیا کہ جوں کے پہلی دفعہ پوری رقم عدالت میں جمع کرا دی گئی تھی لہذا اب ذیلی دفعہ ۳ کے تحت مقدمہ کو خارج بھی نہیں کیا جا سکتا۔ کیوں کہ دو آدمیوں نے رقم واپس لی ہے جب ایک فریق اب بھی موجود ہے اس لئے ذیلی دفعہ ۵ کے تحت مقدمہ کو خارج نہیں کیا جا سکتا کیوں کہ تیسرا مدعی اب بھی موجود ہے اگر رقم جمع کرانی جائے تو اسے لازمی طور پر تنقیحات کے قیام سے پہلے

(۱۳۸۱) جس الدین بام حسن محمد خان - (بی ایل ڈی - ۱۹۵۹ - اراد حمروں و کسٹمر - ص ۸)

جمع کرانا چاہئے۔ مقدمے کی اس سطح تک پہنچنے کے بعد مدعی کو کسی حکم کے تحت مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ نتیجہ کے طور پر مدعی کے لئے مقدمے کے اس سطح پر پہنچنے کے بعد رقم کا جمع کرانا ضروری نہیں، کہ عدالت دوسرے مدعی کو رقم کی کمی پورا کرنے کو کہے، جب کہ مقدمے کی اس سطح پر جب کہ دوسرے فریق کو رقم جمع کرانا بھی بہت وقت گزر چکا تھا۔ عدالت نے پہلے دو مدعیوں کو رقم واپس لینے کی اجازت دے کر اچھا نہیں کیا۔ فرض کیا جائے کہ وہ دونوں اپنے حصے کی رقم واپس لینے میں حق بجانب تھے۔ سب سے پہلے عدالت کے حکم پر تینوں مدعیوں نے رقم جمع کرا دی تھی۔ اس میں ان سب کا کتنا کتنا حصہ تھا۔ یہ ان کے درمیان بات تھی۔ اور اس میں عدالت کو مداخلت کی ضرورت نہ تھی۔ اس صورت میں تیسرا مدعی یہ کہہ سکتا تھا کہ جو رقم جمع کرائی گئی ہے وہ اسی کی طرف سے ہے اور جب کہ رقم جمع کرائی گئی تھی تو جب مقدمے میں ایک فریق مقدمے کو جاری رکھے ہوئے تھا تو دوسرے دو مدعیوں کو رقم واپس لینے کی اجازت نہیں دینی چاہئے تھی۔ (۱۳۳۱)

۳۳۶ - شفیع مشتری کے جملہ قانونی اخراجات بیع کا ذمہ دار ہوگا۔

اخراجات بیع کی ما  
سہ حانی

### تشریح

اخراجات بیع کی بابہ جانی کے لئے اصول یہ ہونا چاہئے کہ اگر مشتری نے قبل خریداری ایسے لوگوں کو جنہیں حق شفیع حاصل تھا ارادہ خریداری کی اطلاع دے دی تھی اور وہ اس پر متوجہ نہ ہوئے تو وہ اس امر کا ادعا کر سکتا ہے کہ اس کے اخراجات متعلقہ بیع کی بابہ جانی شفیع کو کرنا چاہئے۔



البتہ اگر مقدمہ شفعہ میں یہ ظاہر ہو کہ قیمت مندرجہ بیع نامہ فرضی ہے تو مشتریان اس رقم کے لحاظ سے اخراجات اسٹامپ و رجسٹری کے مستحق نہ ہوں گے۔

۳۳۲ - دعوے شفعہ عدالت میں دائر کرنے کی مدت طلب موثبت و طلب اشہاد کے بعد ایک ماہ ہو گی۔

دعویٰ شفعہ کی میعاد  
ساعت

توضیح : (۱) میعاد کا آغاز اس وقت سے ہو گا جب کہ مشتری نے پر بنائے بیع قبضہ واقعی کل جائداد مبیعہ کا حاصل کر لیا ہو یا اگر جائداد مبیعہ پر قبضہ ممکن نہ ہو تو تاریخ رجسٹری بیع نامہ اور بصورت دیگر تاریخ علم بیع کے فوری بعد طلب موثبت و بعجلت ممکنہ طلب اشہاد کے بعد سے محسوب ہو گی۔

### تشریح

طلب موثبت و طلب اشہاد کے بعد اگر ایک ماہ گذر جائے تو امام محمد کے نزدیک حق شفعہ زائل ہو جاتا ہے مگر فتویٰ اس پر ہے کہ تا وقتیکہ سفیع حق شفعہ خود ساقط نہ کر دے تاخیر سے حق شفعہ زائل نہیں ہوتا۔<sup>۱۳۰</sup>

حق شفعہ دراصل شرعی حق ہے بیع کے علم کے ساتھ ہی یہ حق پیدا ہو جاتا ہے اور شفیع پر طلب موثبت بھی یہ فور علم لازم ہو جاتی ہے اور میعاد کا آغاز بھی ہو جاتا ہے البتہ علم کے ذرائع یا شکلیں شریعت کی رو سے متعین و محصور نہیں ہیں۔ اس لئے ہر عہد کے تقاضوں کے بموجب علم کے ذریعے اور صورتیں متعین کی جا سکتی ہیں۔ چنانچہ موجود عہد میں یہ ذرائع فیض، رجسٹری، یا علم سماعی ہیں ان میں سے جو کوئی پہلے وقوع میں آجائے

(۱۳۰) حکمی، الدرالمختار، بر حائضہ ردالمحتار، ممولہ بالا۔

اس وقت طلب موائبت شفیع پر لازم ہو جاتی ہے اور جواز طلب شفیع پیدا ہو جاتا ہے نیز بغرض ارجاع نالٹ میعاد بھی اسی وقت شروع ہو جاتی ہے لہذا اگر تحریر دستاویز بیع نامہ یا اس کی رجسٹری سے پہلے ہی مشتری کا جائداد میبعہ پر قبضہ ہو چکا ہے تو میعاد اسی وقت سے شروع ہوگی کیوں کہ پہلا ذریعہ علم کا شفیع کے لئے مستقل طور پر قائم ہو گیا اور اگر باوجود معاہدہ بیع کے یہ وقت بیع قبضہ جائداد میبعہ پر کسی وجہ سے نہ ہو سکا لیکن بیع نامہ مرتب ہو کر رجسٹری ہو گیا اور کسی تاریخ ما بعد میں مشتری کے قبضے میں جائداد دی گئی تو تاریخ رجسٹری دستاویز سے میعاد کا آغاز ہوگا، کیوں کہ دستاویز کی رجسٹری قانوناً علم بیع کے مساوی قرار دی گئی ہے چنانچہ یہ موجودگی اس مستقل علم بیع کے میعاد سماعت کا آغاز تاریخ قبضہ ما بعد تک کسی صورت میں موقوف و ملتوی نہیں رہ سکتا اور اگر دونوں صورتوں میں دعوا نہ آتا ہو تو بیع کے علم واقعی سے میعاد شروع ہوگی۔

بالفاظ دیگر شفیع کے مقدمے میں میعاد کا آغاز تاریخ قبضہ واقعی سے ہوگا لیکن اگر جائداد ایسی ہو کہ اس پر قبضہ نہ ہو سکے یا قبضہ نہ ملا ہو تو تاریخ رجسٹری دستاویز سے میعاد محسوب ہوگی۔ اگر یہ دونوں صورتیں کسی مقدمے میں پیدا نہ ہوں تو اس کے بعد تاریخ علم بیع سے میعاد کا آغاز ہوگا۔

الدرالمختار میں لکھا ہے کہ سال ہا سال بعد طلب شفیع اس وقت جائز ہوگا جب کہ شفیع غائب (غیر موجود) ہو اور اس کو بیع کا علم ہی نہ ہو۔

## عدالتی نظائر :

جہاں کسی جائداد میں بائع کو غیر منقسم طور پر حق حاصل ہو تو یہ

قرار نہیں دیا جا سکتا کہ جائداد اپنی نوعیت میں ایسی ہے کہ اس پر واقعی قبضہ ہو سکتا ہے کیوں کہ جائداد غیر منقسمہ کی صورت میں قبضہ واقعی حاصل نہیں کیا جا سکتا۔

جائداد جو یہ وقت بیع کرایہ دار یا اسامی کے قبضے میں ہو اور یہ ذریعہ سرخط کرایہ (Letter of attornment) بذریعہ وصولی لگان قبضہ تعمیری حاصل کیا گیا ہو تو حسب منشاء دفعہ ہذا قبضہ واقعی نہیں ہے ایسی صورت میں تاریخ رجسٹری سے مدت کا آغاز ہوگا۔ (۱۳۱)

حق انفکاک رهن محفوظ رکھ کر بیع کرنا بھی جائداد کی بیع منصور ہوگا قبضہ واقعی حاصل نہ ہو سکنے کی صورت میں رجسٹری شدہ بیع نامہ کا یہ اغراض میعاد اعتبار ہوگا۔ (۱۳۲)

تاریخ بیع پر ناوقتیکہ واقعی قبضہ نہ دیا جائے نمائشی قبضہ یہ مقابلے شفیع کوئی اثر نہیں رکھتا۔ ایسی صورت میں میعاد کا آغاز تاریخ رجسٹری دستاویز سے ہوگا۔ (۱۳۳)

نالتس نفاذ حق شفعہ سے جو ایسے مرتہن بیع بالوفا کے مقابلے میں دائر کی جائے جس نے بیعبات (Foreclose) کرا لی ہو (یعنی بیع اپنے حق میں قطعی کرا لی ہو) اس حالت میں جب بیع نامہ رجسٹری شدہ ہو قانون میعاد سماعت کی مد ۱۰ (آرٹیکل) متعلق نہیں بلکہ مد ۱۲۰ متعلق ہوگی اور ایس نالتس میں میعاد کا آغاز رعایتی مہلت کے سال کے اختتام کی تاریخ سے ہوگا، کیوں کہ یہ

(۱۳۱) بتول بیگم بنام منصور علی خان (الہ آباد، ج ۲۰، ص ۳۱۵)

حیدر علی شاہ بنام بھکاری شاہ (الہین کیسیز، ج ۶۸، ص ۸۱۱)

محمد عطا اللہ خان بنام گوبال مل (الہین کیسیز، ج ۶۸، ص ۹۰۶)

(۱۳۲) - الہ آباد، ج ۹، ص ۲۳۳

الہین کیسیز، ج ۵۲، ص ۹۳۰

(۱۳۳) - نعم سکھ بنام کربال سکھ (الہین کیسیز، ج ۶۹، ص ۳۰۹)

وہ وقت ہے جب کہ مرتہن کا حق قطعی ہو جانا ہے۔ یہ امر کہ اس نے اپنے حق کا نفاذ بذریعہ نالش دخلیابی نہیں کرایا غیر اہم ہے۔ (۱۳۳)

## نالش مابین شفیعان :

ایک شفیع کی دوسرے شفیع کے مقابلے میں اس امر کے استقرار کی نالش کہ دونوں شفیعوں میں کس کو جائداد حاصل کرنے کا حق مرجع ہے درحقیقت یہ ایک دعویٰ استقرار حق خریداری مرجع کا ہے لہذا ایسے دعوے کی میعاد کے مد ۱۲۰ متعلق ہے نہ کہ مد ۱۰ کیوں کہ ایک میعاد سماعت میں ایسے دعوے کے واسطے کوئی خاص میعاد مقرر نہیں ہے لہذا عام میعاد چھ سالہ مندرجہ مد ۱۲۰ کے تابع ہے اور دوسری نالش دائر کرنے کا حق پہلی نالش دائر کرنے کے وقت ہوا ہے۔ (۱۳۵)

اگر جائداد میبعہ قابل دخل دہانی نہیں ہے تو مشتری کو بعد خرید جب بھی اس کا قبضہ ملے گا اسی تاریخ سے میعاد شروع ہو جائے گی۔ بہر کیف اگر جائداد کے حصے کا قبضہ لیا گیا ہو تو زیر دفعہ ۳۰ قانون شفیعہ میعاد شروع ہو جائے گی۔ (۱۳۶)

جب کہ حقیقی قبضہ دہی ثابت نہ ہو تو تاریخ رجسٹری بیع نامہ سے میعاد شروع ہوگی۔ (۱۳۷)

میعاد حقیقی قبضے کی تاریخ سے شروع ہوتی ہے۔ محض خسره گردوارہ

- 
- (۱۳۳) گنگا بن سنکھ بنام دلیپ سنکھ (الم آباد، ج ۲۳، ص ۱۷)
- (۱۳۵) درگا بنام حیدر علی (الم آباد، ج ۷، ص ۱۶)
- (۱۳۶) کمال خان بنام سکندر خان (بی ایل ڈی، ۱۹۵۱ء، بنادر، ص ۵۷)
- (۱۳۷) مہر بخش بنام مولا داد، (بی ایل ڈی، ۱۹۵۱ء، لاہور، ص ۱۱۳)
- ۱۔ آئی آر، ۱۹۲۳ء، لاہور، ص ۳۱

میں اندراج کم موجودہ کرایہ داران مشتری کے کرائے دار ہو گئے کافی نہیں ہے (۱۳۸)

آرٹیکل ۱۰ قانون میعاد سماعت کے تحت کل جائداد میبم کے قبضہ حقیقی کے حصول کی تاریخ سے شروع ہو جاتی ہے اگر جائداد ایسی ہو کہ اس کا حقیقی قبضہ دیا جانا ممکن نہ ہو تو رجسٹری شدہ بیع نامہ کی تاریخ سے میعاد شروع ہوگی مگر یہ دونوں شرطیں پوری نہ ہوں تو پھر آرٹیکل ۱۰ کا اطلاق نہ ہوگا مقدمہ ہذا میں مشترکہ ملکیت کے ایک حصے کی فروخت بذریعہ داخل خارج عمل میں آئی جس کا قبضہ مشتری نے لے سکتا ہو، لہذا دفعہ ۳۰ قانون شفعہ کا اطلاق ہوگا اور مقدمہ تاریخ تصدیق داخل خارج سے ایک سال کے اندر داخل ہونا چاہئے۔ (۱۳۹)

مقدمہ شفعہ مرحوم مشتری کے ورثاء ماسوائے ایک وارث کے داخل کیا گیا میعاد مقدمہ (ایک سال) ختم ہونے کے بعد اس ایک وارث کو بھی شریک مقدمہ بنانے کی درخواست دی گئی فرار دیا گیا کہ کلی مقدمہ قابل اخراج ہے۔ (۱۴۰)

بہ مقدمہ منگا بنام محمد حسین (۱۵۱) عدالت عالیہ آزاد جموں و کشمیر نے فرار دیا کہ اگر آرٹیکل ۱۰ قانون میعاد سماعت آرٹیکل ۳۰ قانون شفعہ آرٹیکل ۲۹ قانون مقدم حق خرید ایکٹ کا اطلاق کسی مقدمہ شفعہ میں نہ ہونا ہو تو پھر آرٹیکل ۱۲۰ قانون میعاد سماعت کا اطلاق کیا جائے گا۔

## شریک مشتری کے مقابلے میں دعوا خارج المیعاد ہونے کا اثر :

- (۱۳۸) بنام احمد بنام عبدالرحمن (بی ایل ڈی . ۱۹۶۱ . بخداد الجدید . ص ۱)  
 (۱۳۹) گفر بنام محمد رمضان (بی ایل ڈی . ۱۹۶۲ . بخداد الجدید . ص ۳۳)  
 (۱۵۰) عمر جو بنام محمد حسین (بی ایل ڈی . ۱۹۶۳ . آزاد جموں و کشمیر . ص ۳۳)  
 (۱۵۱) بی ایل ڈی . آزاد جموں و کشمیر . ص ۴۵

دو شریک مشتریوں کے منجملہ کسی ایک کے مقابلے میں دعوا خارج المیعاد ہو جائے تو دعوا دوسرے کے مقابلے میں بھی قابل پیش رفت نہیں ہے۔<sup>۱۵۱</sup>

۳۳۳ - رفع ثبوت شفعہ کے لئے قانونی حدود میں رہتے ہوئے ابتداء ہی سے کوئی ایسی تدبیر یا حیلہ اختیار کرنا جس کے ذریعہ حق شفعہ پیدا نہ ہو سکے، جائز ہوگا۔

رفع ثبوت شفعہ کے لئے حیلہ

### تشریح

حق شفعہ ثابت ہو جانے یعنی وجود میں آ جانے کے بعد اس کے اسقاط کے لئے حیلہ کرنا تمام فقہاء کے نزدیک بالاتفاق مکروہ ہے لیکن ابتداء ہی سے رفع ثبوت شفعہ کے لئے حیلہ کرنا یعنی ایسی تدبیر اختیار کرنا جس کی وجہ سے حق شفعہ ثابت و پیدا نہ ہو سکے امام ابو یوسف کے نزدیک مکروہ نہیں ہے مگر امام محمد کے نزدیک یہ بھی مکروہ ہے۔ فتویٰ امام ابو یوسف کے قول پر ہے۔<sup>۱۵۱</sup>

اس کا سبب یہ ہے کہ قانون شفعہ بنیادی طور پر ہم سایہ کے ضرر کو دفع کرنے کے لئے وضع کیا گیا ہے اس لئے اگر مشتری ایسا شخص ہو جس سے بڑوسیوں کو کوئی ضرر نہ ہو تو اسقاط شفعہ کے لئے حیلہ کرنا حلال نہیں اور اگر مشتری نیک شخص ہو اور شفعہ بڑوسیوں کو ستانے والا ہو اور اس کی ہم سائیگی پسند نہ ہو تو اسقاط شفعہ کا حیلہ کرنا جائز ہوگا۔<sup>۱۵۱</sup>

حسب ذیل تدابیر سے حق شفعہ ساقط ہو جاتا ہے :

(۱) اگر بائع مکان یا زمین فروخت کرتے وقت چند گزر زمین جو حد

(۱۵۲) حجے رام بنام درشن لال (انڈین کیسز) ج ۶۳، ص ۵۵۸

۱۵۱ آئی آر ۱۹۲۱، اودہ، ص ۲۵۲

(۱۵۳) شرح دہاویہ، طبع یوسفی، ج ۳، ص ۴۱

(۱۵۴) حاکمی، الدرالمختار، بر حاسبہ الدرالمختار، محمولہ بالا، ج ۱، ص ۱

شفیع سے متصل ہو فروخت نہ کرے تو یہ سبب عدم اتصال شفیع کو حق شفعہ نہ ہوگا بشرطے کہ طول مستثنیٰ شفیع کے تمام گھر یا زمین سے ملاصق ہو۔ یہ حیلہ شفعہ جائز ہے۔ (۱۵۵۱)

(۲) اگر بائع شفیع کی حد سے متصل آراضی میں سے چند گز میں جو طولاً مستثنیٰ منہ سے متصل ہو، مشتری کے حق میں ہے کہ دے اور مشتری اس پر قبضہ کر لے تو حق شفعہ پیدا نہ ہوگا۔ عدم ثبوت شفعہ کی وجہ یہ ہے کہ جو چیز شفیع کی ملکیت سے متصل تھی وہ موہوب ہوگی اور موہوب میں شفعہ نہیں ہوتا۔ یہ ہے خواہ بیع سے قبل ہو یا بیع کے بعد ہو، دونوں حالتوں میں کوئی فرق نہیں۔ (۱۵۵۱)

### عدالتی نظائر :

یہ مقدمہ لایہہ سنگھ بنام تاج الدین (۱۵۰۱) قرار دیا گیا ہے کہ جب دو جائدادیں ایک دوسرے کے متصل ہوں اور ان میں سے ایک کا مالک پہلے انسی جائداد کا بعید تر نصف حصہ بیع کرے اور اس کے بعد قریب تر نصف حصہ اتنے ہم سایہ کے حق شفعہ کو باطل کرنے کے لئے بیع کرے تو عدالت کو یہ دیکھنا چاہئے کہ آیا فریقین دراصل بیع کے دو علاحدہ معاملات میں شریک ہوئے ہیں یا صرف ایک معاملہ موجود تھا اور وہ محض حق شفعہ کو باطل کرنے کی غرض سے بطور دو علاحدہ معاملات بیع کے ظاہر کیا گیا تھا، اگر صرف ایک معاملہ تھا تو متصلہ مالک حق شفعہ کا مستحق ہوگا۔

(۳) شفعہ کا ایک اور حیلہ یہ ہے کہ مشتری ایک گز جگہ یا

(۱۵۵۱) حکمی . الدرالمختار . بر حاسبہ ردالمحتار . مجلد ۷۶ .

(۱۵۶۱) ایضاً .

(۱۵۰۱) المدین کبیر . ج ۱۲۵ . ص ۳۶

کوئی حصہ مکان کل نمونہ بجز ایک روپیہ کے خرید کر لے اور پھر باقی آراضی یا مکان کو ایک روپیہ کے عوض خرید کر لے مثلاً ہزار روپے میں وہ آراضی خریدنا مطلوب ہو تو ۹۹۹ روپے میں ایک گز آراضی خریدے اور پھر ۹۹۹ گز آراضی دوسرے عقد بیع کے تحت ایک روپے میں خرید کر لے۔ شفیع کا حق صرف ایک گز سے متعلق ہوگا، بقیہ گھر یا آراضی میں اس لئے نہ ہوگا کہ وہ بائع کا شریک ہو گیا ہے اور ہم سایہ کے مقابلے میں شریک شفیع کا زیادہ حق دار ہوتا ہے۔ ۱۵۸۱ ان ہر دو صورتوں میں شرعاً شفیع مشتری کو اس طرح حلف نہیں دلا سکتا کہ اس نے اس فعل سے شفیع کا حق شفیع باطل کرنے کا ارادہ نہیں کیا تھا۔ ۱۵۹۱

(۳) مشتری شفیع کو اطلاع دے کہ اس نے فلاں شخص سے اس جدید قیمت پر مکان خریدا ہے اور اس کو کچھ زیادہ قیمت پر شفیع کے ہاتھ فروخت کرنا چاہتا ہے اور شفیع سے کہے کہ زیادہ قیمت دے کر مکان لے لے یا کسی دوسری جائداد کے عوض لے لے یا کہے کہ اسی قدر قیمت مشتری کو دے کر مکان لے لے، اگر شفیع اس پر رضامند ہو جائے تو اس کا حق شفیع ساقط ہو جائے گا۔ ۱۶۰۱

## ترکیب اور دھوکہ :

عہد حاضر میں بعض اصحاب کے نزدیک رفع ثبوت شفیع کے لئے حیلہ

(۱۵۸) حاکمی، الدرالمختار، بر حاشیہ ردالمحتار، محمولہ بالا۔

(۱۵۹) ایضاً۔

(۱۶۰) فتاویٰ ماضی خان۔



کرنا دھوکے کے مترادف ہے حالانکہ یہ محض ایک ترکیب ہے ترکیب اور دھوکے کے درمیان یہ فرق ہے کہ دھوکہ اور فریب جعلی ظاہریت کے ذریعہ اصلیت کو چھپانے کے لئے کیا جاتا ہے دوسرے لفظوں میں اندرونی اصلیت کو چھپانے کے لئے جھوٹ ظاہر کیا جاتا ہے اس کے برخلاف ترکیب میں ظاہریت جھوٹی نہیں ہوتی، بلکہ صورت حال کے عام اور معمولی نتائج سے بچنے کے لئے کوئی طریقہ ایجاد یا اختیار کیا جاتا ہے اور اس طرح مطلوبہ مقصد حاصل کیا جاتا ہے چنانچہ ترکیب میں ہمیشہ کوئی حقیقی اسکیم، تدبیر یا تجویز ہوتی ہے جو جھوٹی نہیں ہوتی۔ قانون میں اگرچہ دھوکہ اور فریب کی نہیں لیکن ترکیب کرنے کی اجازت ہے۔

عدالتوں نے بھی شفعہ کے سلسلے میں حیلے کو روا رکھا ہے چنانچہ بے مقدمہ راین سنگھ بنام راین سنگھ (۱۹۱۱) قرار دیا گیا کہ قانون شفعہ سے کسی قانونی ذریعے سے گریز ممکن ہے اور اس میں کوئی بات عدم جواز کی نہیں ہے۔

بے مقدمہ بھائی خان بنام فیض اللہ خان (۱۹۱۱) قرار دیا گیا ہے کہ حق شفعہ کسی جائز ذریعے سے ساقط کیا جا سکتا ہے فریقین کسی ایسے جائز حیلے کے اختیار کرنے سے ممنوع نہیں ہیں جس کی وجہ سے وہ حق شفعہ ساقط کرا سکتے ہوں۔

بے مقدمہ عطا محمد بنام احمد بخش عدالت عالیہ لاہور نے (۱۹۳۱) قرار دیا کہ قانونی ترکیب کے ذریعہ شفعہ کے مقدمے کو ناکام بنایا جا سکتا ہے مثلاً حیثیت میں اضافہ کے ذریعے -

(۱۹۶۱) اٹلی کسیر، ج ۶۰، ص ۵۷۲

(۱۹۶۲) اٹلی کسیر، ج ۱۶۰، ص ۷۵

(۱۹۶۳) سی ایل ڈی، ۱۹۷۱، لاہور، ص ۳۰۱

حق شفیع کو ناکام بنانے کے لئے تیسرے فریق کے حق میں انتقال قابل قبول ہے لیکن انتقال حق شفیع کی نالاش پر اثر انداز نہیں ہو سکتا۔ (۱۶۴)

ترکیب اور دھوکے میں امتیاز کرنے اور یہ معلوم کرنے کے لئے کہ سودا مصنوعی ہے یا حقیقی، عدالت کو فریقین کی اصلی نیت معلوم کرنی ہوتی ہے۔ (۱۶۵)

سودے کی اصل نوعیت کے تعین کے لئے عدالت کے لئے لازم ہے کہ سودے کی اصل نوعیت کے متعلق فیصلہ کرے۔ عدالت کو اختیار ہے کہ وہ فریقین کی نیت کے متعلق نہ صرف دستاویز کے الفاظ سے بلکہ اس کی شرائط کی نوعیت کے متعلق بھی فیصلہ کرے۔ (۱۶۶)

اس امر کو قرار دینے کا اصول کہ کیا کوئی رهن (Mortgage) فروخت، فریقین کی اصلی نیت کا، جب کہ انہوں نے سودا کیا تھا، دستاویز سے بتا لگانا ہوتا ہے۔

یہ استدلال درست نہیں کہ کسی جائداد کی فروخت کو دو یا دو سے زائد حصوں میں تقسیم کرنے کی ترکیب جب کہ جائداد معقول طریقے پر اس کی تعمیر اور افادیت اور موقع و محل کے اعتبار سے تقسیم کیا جا سکتا ہو تو ایسا کرنا غیر حقیقی ہے اور حق شفیع کو ختم کرنے کے لئے غیر موثر ہے۔ ترکیب اور بھر وپ (Disguise) میں فرق ہے اور عدالتوں کو حقیقی نوعیت معلوم کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ مثال کے طور پر ایک فروخت کو رهن یا ہبہ بالعوض کا رنگ دیا جا سکتا ہے جب کہ ایسا کیا جائے تو اس امر کی شہادت پیش کی جا سکتی ہے کہ حقیقی نوعیت معاملہ کیا ہے؟ اور اس پر سے پردہ اٹھایا جا

(۱۶۳) بی ایل ٹی، ۱۹۵۲، پشاور ص ۶

(۱۶۵) اے آئی آر، ۱۹۲۸، لاہور، ص ۲۶

(۱۶۶) ۳۵ - پنجاب ریکارڈ، ۱۸۹۵

سکتا ہے تاکہ عدالتیں یہ معلوم کر سکیں کہ حق شفعہ سے کام یابی کے ساتھ بچا گیا ہے یا نہیں؟ لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ ایک ترکیب (Device) کو ہم محض اس لئے بہروپ (Disguise) کہہ دیں کہ اس کا مقصد حق شفعہ سے گریز تھا ترکیب اور بہروپ میں فرق یہ ہے کہ بہروپ کے ذریعہ معاملہ کی اصلیت کو چھپایا جاتا ہے ظاہر میں تصنع ہوتا ہے ظاہری صورت جعلی ہوتی ہے تاکہ اندرونی اصل کا پتا نہ چل سکے۔ ترکیب میں ظاہری شکل جھوٹی نہیں ہوتی بلکہ ایک ایسا طریقہ اختیار کیا جاتا ہے تاکہ صورت حال کا معمولی اور عام نتیجہ مرتب نہ ہو اور مقصد حاصل ہو جائے۔ ترکیب میں ہمیشہ ایک اسکیم ہوتی ہے ایک منصوبہ ہوتا ہے جو حقیقی ہوتا ہے اور جعلی نہیں ہوتا۔<sup>(۱۶۸)</sup>

بیع کی معاملت کی تقسیم کا قیاس محض اس بناء پر نہیں ہو سکتا کہ دستاویز میں مندرج مشتریوں نے مضرحہ حصوں میں جائداد لی ہے جب کہ زرتمن یک مشت درج کی گئی ہو۔<sup>(۱۶۸)</sup>

★★★★★★★★

(۱۶۸) بی ایل ڈی . ۱۹۶۰ . لاہور . ص ۳۶۱

(۱۶۸) عداقہ بنام عبدالکریم (بی ایل ڈی . سپریم کورٹ . ص ۱۳۰

سکھی بنام براین وغیرہ . ۱۹۱۳ . سجات ریکارڈ . ۱۸

رام نانہہ وغیرہ بنام بھوی براین وغیرہ (بی ایل آر . ۱۹ . الہ آباد . ص ۱۳۸۸)

## ضمیمہ

### قانون شفعم اردن

دفعہ نمبر ۱۱۵۰ :

شفعم نام ہے اس حق کا جو غیر منقولہ جائداد کے کل یا بعض کے فروخت ہونے کی صورت میں کسی کو اس کی ملکیت حاصل کرنے کے لئے ملتا ہے اس قیمت اور اخراجات کے بدلے میں جو مشتری کر چکا ہے اگر چہ مشتری سے یہ زبردستی کر کے لیا جائے۔

دفعہ نمبر ۱۱۵۱ :

- شفعم کا حق درج ذیل اشخاص کو ملتا ہے۔
- ۱ - فروخت شدہ جائداد کا حصہ دار۔
  - ۲ - فروخت شدہ جائداد کے حق کا ساتھی۔
  - ۳ - وہ بڑوسی جس کے حدود اس سے ملحق ہوں۔

دفعہ نمبر ۱۱۵۲ :

- ۱ - اگر شفعم کی تمام صورتیں جمع ہو جائیں تو سب سے پہلے شفعم کا حق خود جائداد کے حصہ دار کو حاصل ہوگا پھر حق مبیع کے ساتھی کو پھر اس کے حدود سے ملحق بڑوسی کو۔
- ۲ - ان میں سے جن نے اپنا حق شفعم چھوڑ دیا یا اس کا حق

کسی وجہ سے ختم ہو گیا تو اس کے بعد والے کو شفعہ کا حق ہوگا۔

دفعہ نمبر ۱۱۵۳ :

- ۱ - اگر ایک ہی طرح (مرتبہ) کے متعدد حقداران شفعہ پیدا ہو جائیں تو انہیں شفعہ کا حق برابری کی بنیاد پر ہوگا۔
- ۲ - جب بیع کے حق میں شریک بہت سے ساتھی شفعہ کا حق رکھتے ہوں تو خاص ساتھی کو عام پر ترجیح حاصل ہوگی۔

دفعہ نمبر ۱۱۵۴ :

جب کسی شخص نے کوئی ایسی چیز خریدی جس میں شفعہ جائز ہے اور پھر اس نے شفعہ سے قبل ہی اسے کسی اور کے پاس فروخت کر دیا تو شفعہ کو حق ہوگا کہ وہ پہلے مشتری کی ادا کردہ قیمت پر اسے لے لے۔ اور مشتری ثانی کو حق ہوگا کہ وہ مشتری اول سے اپنے قیمت کے فرق کو پورا کر لے بشرطیکہ قیمت میں کوئی فرق ہو۔

دفعہ نمبر ۱۱۵۵ :

- ۱ - شفعہ کا حق قانونی فروخت کے بعد ثابت ہوگا بشرطیکہ شفعہ کے لئے کوئی سبب موجود ہو۔
- ۲ - اگر جب کسی معاوضہ کے بدلے میں کیا جائے تو اس پر بھی فروخت کے احکام لاگو ہوں گے۔

دفعہ نمبر ۱۱۵۶ :

وہ فروخت جس میں شفعہ کا حق ملتا ہے اس کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ کسی ایسے جائداد کی ہو جو کسی ملکیت میں ہو وہ منقولہ ہو قانون کے تقاضوں کے مطابق احکامات کے تحت۔

دفعہ نمبر ۱۱۵۷ :

مشفوع بہ جائداد (وہ جائداد جس کی وجہ سے کسی کو حق شفعہ ملتا ہے) کے لئے شرط یہ ہے کہ مشفوع جائداد (وہ جائداد جس پر کسی کو حق شفعہ حاصل ہوا) کی فروخت کے وقت وہ شفعہ کی ملکیت میں ہو۔

دفعہ نمبر ۱۱۵۸ :

جب حق شفعہ ایک مرتبہ ثابت ہو گیا تو بائع ، مشتری اور شفعہ میں سے کسی کی بھی موت سے وہ باطل نہیں ہو گا۔

دفعہ نمبر ۱۱۵۹ :

- درج ذیل صورتوں میں حق شفعہ نہیں ہوگا۔
- ۱۔ نہ وقف میں اور نہ وقف کے لئے۔
  - ۲۔ شرط معاوضہ کے بغیر ہبہ میں ، اسی طرح خیرات ، وراثت اور وصیت میں ملے ہوئے جائداد پر حق شفعہ نہ ہوگا۔
  - ۳۔ عمارت یا درخت کو زمین کے بغیر فروخت کرنے کی صورت میں ، یا ایسی عمارت اور درخت کو فروخت کیا گیا جو کرائے (ہٹے) پر حاصل کی گئی زمین یا سرکاری زمین پر قائم ہو۔
  - ۴۔ وہ سرکاری زمینیں جو مستحق افراد کے قبضہ میں ہیں فقط ان سے منعت حاصل کرنے کے لئے ان کی فروخت کی صورت میں بھی حق شفعہ نہ ہو گا۔
  - ۵۔ وہ جائیدادیں جن کی تقسیم ہو رہی ہو (باہم شرکاء کے درمیان)۔

دفعہ نمبر ۱۱۶۰ :

شفعہ تقسیم کو قبول نہیں کرتا اس لئے شفیع کو یہ حق نہ ہو گا کہ وہ جائیداد کا بعض حصہ مشتری سے جبراً لے لے (اور بعض چھوڑ دے) ہاں اگر مشتری زیادہ ہیں اور مانع ایک ہے تو پھر شفیع کو یہ حق ہو گا کہ وہ کسی ایک مشتری کا حصہ خریدے اور باقی کا چھوڑ دے۔

دفعہ نمبر ۱۱۶۱ :

درج ذیل صورتوں میں شفعہ کا دعوی قابل سماعت نہ ہو گا

- ۱ - جب بیع نیلام عام سے ہوئی ہو قوانین کے تحت وضع کردہ طریقہ کار کے مطابق۔
- ۲ - جب بیع اصول و فروع (باپ دادا بیٹے پوتوں) کے درمیان یا میاں بیوی یا دوسرے رشتہ دار حتیٰ کے چوتھے درجہ تک یا سسرالی رشتہ دار حتیٰ کے تیسرے درجہ تک کے درمیان ہوا ہو۔
- ۳ - جب شفیع صراحتاً یا اشارۃً اپنے حق سے دست بردار ہو گیا ہو۔

دفعہ نمبر ۱۱۶۲ :

- ۱ - جو شخص شفعہ کا حق استعمال کرنا چاہتا ہے اس پر لازم ہے کہ اسے جس تاریخ کو بیع کے رجسٹرڈ ہونے کا علم ہوتا ہے اس دن سے لیکر تیس دن تک دعوی دائر کر دے ، اگر اس نے بغیر کسی عذر شرعی کے تاخیر کسی تو اس کا حق شفعہ ختم ہو جائے گا۔
- ۲ - بیع کے رجسٹرڈ ہونے پر چھ ماہ کی مدت گزر جانے کے بعد شفعہ کا کوئی دعوی قابل سماعت نہ ہو گا۔

دفعہ نمبر ۱۱۶۳ :

- ۱ - شفعہ کا دعوی خصوصی عدالت (دیوانی عدالت) کے پاس

مشتری کے خلاف دائر کیا جائے گا۔

۲۔ وہ عدالت اس جائیداد کی حقیقی قیمت کے بارے میں ہر قسم کے جھگڑوں کا فیصلہ کرے گی اور شفیع کو ایک ماہ کی مدت بھی دے گی تاکہ وہ پوری قیمت یکمشت ادا کرنے کے انتظامات کر سکے، ورنہ (یعنی یکمشت ادا نہ کرے کی صورت میں) اس کا حق شفیع باطل ہو جائے گا۔

دفعہ نمبر ۱۱۶۳ :

بیع میں شفیع کی ملکیت عدالت کے فیصلے سے ثابت ہو جائے گی یا مشتری کے ساتھ باہمی رضامندی کے ذریعے اسے حاصل کرنے کی صورت میں اور یہ رجسٹریشن کے قواعد و ضوابط کی رعایت کرتے ہوئے ہوگا۔

دفعہ نمبر ۱۱۶۵ :

۱۔ عدالتی فیصلہ یا باہمی رضامندی کی صورت میں شفیع کے ذریعے جائیداد کا مالک بننا دراصل ایک جدید خرید و فرخت ہوتا ہے جس کے تحت شفیع کو خیابار رویت اور خیابار رعیب حاصل ہوں گے اگرچہ مشتری ان دونوں سے دستبردار ہو چکا ہو۔

۲۔ مشتری کو بائع کے طرف سے قیمت کی ادائیگی کے لئے جو مہلت دی گئی تھی وہ بائع کی رضامندی کے بغیر شفیع کو حاصل نہ ہوگی۔

۳۔ شفیع کے حق کو استعمال کرتے ہوئے جائیداد کے لینے کے بعد جائیداد پر حق کسی اور کا ثابت ہو گیا تو شفیع کو حق ہے کہ وہ اسی قیمت بائع اور مشتری میں سے جس کو اس نے ادا کی تھی اس سے واپس لے لے۔



دفعہ نمبر ۱۱۶۶ :

۱ - اگر شفعہ کا دعویٰ دائر ہونے سے قبل مشتری نے جائیداد میں اپنی طرف سے کوئی اضافہ کیا تھا ملاً اس نے کوئی عمارت بنائی تھی یا اس میں درخت لگانے تو شفعی کو اختیار ہوگا چاہے تو وہ اپنے حق سے دستبردار ہو جائے یا جائیداد کی قیمت کے ساتھ ساتھ اس اضافے کی قیمت بھی ادا کر کے اسے لے لے۔

۲ - لیکن اگر زیادتی یا تعمیر یا درختوں کے لگانے کا عمل دعویٰ دائر کرنے کے بعد ہوا ہے تو شفعی کو اختیار ہے چاہے تو وہ حق شفعہ چھوڑ دے یا وہ اس اضافے کے ازالے کا مطالبہ کرے اگر اس کی گنجائش ہو۔ یا اسے اسی طرح رہنے دے اور اس اضافے کی قیمت یا ملیر کی قیمت ادا کر دے۔

دفعہ نمبر ۱۱۶۷ :

۱ - شفعی کو ملکیت حاصل ہونے کے بعد یہ حق حاصل ہو گا کہ وہ مشتری کے جائیداد میں کئے ہوئے عام تصرفات ختم کر دے حتیٰ کہ اگر مشتری نے جائیداد کو وقف کر دیا تھا یا اسے عبادت کی جگہ بنا دی تھی تو بھی شفعی اس تصرف کو ختم کر سکتا ہے۔

۲ - شفعی کے حق میں کوئی سرکاری رهن یا مشتری کے طرف سے پیدا کردہ کوئی امتیازی حق یا جائیداد پر مقرر کردہ کوئی حق جو مشتری نے شفعی کے خلاف کیا ہو، خلل انداز نہ ہوں گے۔ بشرطیکہ یہ شفعہ کا دعویٰ دائر کرنے کے بعد ہوا ہو۔ اور قرض دینے والے اپنا حق جائیداد کی قیمت سے وصول کریں گے۔

دفعہ نمبر ۱۱۶۸ :

سرکاری زمینیں جو خالی کرا لی گئی ہوں ان میں حق ترجیح معاوضہ  
مثل ادا کرنے پر بوقت طلب درج ذیل طریقے پر ہوگا۔

۱۔ خود زمین میں شریک کے لئے پہلا نمبر ہوگا۔

۲۔ ساتھی کے لئے دوسرا نمبر ہوگا۔

۳۔ گاؤں کا وہ محتاج شخص جس کی حدود میں وہ زمین آتی ہے

اس کا نمبر تیسرا ہوگا۔

دفعہ نمبر ۱۱۶۹ :

سرکاری طور پر زمینیں خالی کرانے کے بعد ہی ترجیح کا حق ثابت ہو

گا۔

دفعہ نمبر ۱۱۷۰ :

اس قانون کے باب شفعہ کے احکامات حق ترجیح پر بھی جہاں تک

ممکن ہوا نافذ ہوں گے۔

\*\*\*\*\*



marfat.com

Marfat.com